پہلی مرتبہ تقریباً 350 نادر و نایاب رسائل و کتب کی یکجا اشاعت

مقالاتِ حکیم الامت

حکیم الامتؒ مجدد الملتؒ

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

۱۲۸۰ - ۱۳۶۲ھ ۱۸۶۳ - ۱۹۴۳ء

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

(شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی)

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان 0322-6180738

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقالاتِ حکیم الامت 96

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون.... مظاہر علوم سہارن پور..... دارالعلوم کراچی
ودیگر مراکز علم سے حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے
دستیاب شدہ نادر ونایاب رسائل کی پہلی مرتبہ یکجا اشاعت

مقالاتِ حکیم الامت 96

مجموعہ تالیفات

حکیم الامت مجدد الملت حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

الحمدللہ! عرصہ دراز کی جستجو کے بعد تقریباً 325 رسائل
اس مجموعہ میں شائع کیے جا رہے ہیں۔

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
(شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی)

مرتب
قاری محمد اسحاق
(مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان)

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان 0322-6180738

مقالاتِ حکیم الامت (96)

تاریخ اشاعت .... ربیع الاوّل ۱۴۴۲ھ

ناشر .... ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت .... ساؤتھ پنجاب پرنٹنگ پریس، ملتان

بائنڈنگ .... اشرفیہ بک بائنڈنگ .... ملتان

انتباہ

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان

ادارہ اسلامیات .... انارکلی .... لاہور
مکتبہ سید احمد شہید .... اردو بازار .... لاہور
مکتبہ رحمانیہ .... اُردو بازار .... لاہور
اسلامی کتاب گھر .... خیابان سرسید .... راولپنڈی
اسلامک بک کمپنی .... امین پور بازار .... فیصل آباد
مکتبہ رشیدیہ .... سرکی روڈ .... کوئٹہ
مکتبۃ الشیخ .... بہادر آباد .... کراچی
والی کتاب گھر ... گوجرانوالہ ... مکتبہ علیمیہ ... اکوڑہ خٹک

دارالاشاعت .... اُردو بازار .... کراچی
قرآن محل .... کمیٹی چوک .... راولپنڈی
مکتبہ دارالاخلاص .... قصہ خوانی بازار .... پشاور
مکتبہ اسلامیہ .... امین پور بازار .... فیصل آباد
ممتاز کتب خانہ .... قصہ خوانی بازار .... پشاور
مکتبہ ماجدیہ .... سرکی روڈ .... کوئٹہ
مکتبہ عمر فاروق .... شاہ فیصل کالونی .... کراچی
مکتبہ نعمانیہ ... گوجرانوالہ ... اسلامی کتاب گھر ... ایبٹ آباد

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

تاثرات

حضرت مولانا مفتی مجد القدوس خبیب رومی زید مجدہٗ
(صدر مفتی مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارن پور، ہندوستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ

امابعد! ہندوپاک میں دینی کتب کی نشرواشاعت کے سلسلہ میں ''ادارہ تالیفات اشرفیہ'' ملتان کا نام محتاج تعارف نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کے خطبات وملفوظات اور دیگر تالیفات کی نشرواشاعت کیلئے ہمارے ممدوح حضرت حافظ محمد اسحٰق صاحب زید مجدہٗ کو ایسی توفیق سے نوازا جو دیگر ناشران کتب کیلئے بھی قابل رشک ہے۔ اس عظیم اشاعتی کام کی بنیاد ان کے شیخ حضرت الشاہ الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) کی کمال سرپرستی اور دُعاؤں کا فیضان ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ اپنی تحریر میں فرماتے ہیں:

''مجھے دلی خوشی ہے کہ عزیز القدر حافظ محمد اسحٰق صاحب مجدد الملّت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات شائع کرنے کے حریص ہیں۔ انہیں حضرت رحمہ اللہ سے صرف محبت ہی نہیں محبت کا نشہ ہے۔ حضرت کے مسلک اور مذاق کی تبلیغ کے بہت خواہش مند ہیں اور زرِ کثیر خرچ کرکے حضرت کی کتابیں جو نایاب ہیں چھپواتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرما کر ناظرین کیلئے نافعیت اور ہدایت اوراُن کے لیے سرمایۂ آخرت بنائیں۔'' دُعا گو: احقر محمد شریف عفی عنہ

آج سے چند سال قبل جبکہ شائقین علوم رومی حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی عالمانہ وعارفانہ شرح ''کلید مثنوی'' کو یکجا دیکھنے کیلئے ترستے اور تڑپتے تھے۔

حضرت قاری صاحب نے اس عظیم شرح کے ہندوپاک سے منتشر دفاتر کو جمع کر کے دس ضخیم جلدوں میں شائع کیا تو اکابر وقت نے خوب دُعاؤں سے نوازا۔ حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب رحمہ اللہ نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ یہ بادشاہوں کا کام تھا جو اللہ پاک نے ایک فقیر سے لے لیا ہے۔ اسی طرح ہندوپاک کے جملہ اکابر بالخصوص سلسلہ اشرفیہ کے حضرات نے وقتاً فوقتاً ادارہ کے حق میں اپنی مستجاب دُعائیں فرمائیں۔ بلاشبہ ادارہ کا اشاعتی فیضان انہی اللہ والوں کی دُعاؤں ہی کا ثمرہ ہے۔

الحمدللہ! ادارہ نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تالیفات وتعلیمات پر تجدیدی کام کیے ہیں جن میں مختصر رسائل کے علاوہ ضخیم جلدوں کے مجموعے بھی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ادارہ کی جدید تجدیدی خدمات میں ''مقالات حجۃ الاسلام'' (مشتمل بر تالیفات حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ) اور ''مقالات حکیم الامت'' زیور طباعت سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

''مقالات حکیم الامت'' کے متعلق یہ سن کر نہایت خوشی ہوئی کہ اس میں قدیم وجدید 350 سے زائد رسائل کو جمع کر کے ترتیب دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں تالیفات کو شرف قبول نصیب فرمائیں اور ہمارے دونوں اکابر جو دینی اُصول وفروع کی افہام وتفہیم کیلئے امام الاصول اور جامع الاصول والفروع کی حیثیت رکھتے ہیں اور دینی بصیرت کے حوالے سے ہمارے لیے بمنزلہ ''دونوں آنکھوں'' کے ہیں۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے نزدیک حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کی کتب ورسائل خواص (بلکہ اخص الخواص) کے لیے نافع اور مفید ہیں۔ ایک مرتبہ میرے سامنے حضرت علامہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے مفکر اِسلام سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کو سنایا کہ میں نے

ایک مرتبہ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ دیوبندی مکتب فکر کے ماتن اور شارح کون ہیں؟ جب کہ شیخ کے خیال میں خود حکیم الاسلام رحمہ اللہ ہی ماتن اور شارح تھے۔ جواب میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عموماً ماتن ایک اور شارح متعدد ہوتے ہیں جب کہ یہاں معاملہ برعکس ہے کہ دیوبندی مکتب فکر کے ماتن حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمہ اللہ اور قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ ہیں جب کہ شارح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ ہیں۔ اس مکالمہ کو سن کر حضرت علی میاں رحمہ اللہ نے بھی تصدیق وتائید فرمائی۔

جامع المنقول والمعقول حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاوی صاحب رحمہ اللہ کے بقول حضرت نانوتوی رحمہ اللہ امام الاصول تھے، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ امام الفروع اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ (اپنے اُستاد خاص حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کے فیض صحبت کی برکت سے) جامع الاصول والفروع تھے۔

اس لیے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات و مواعظ اور کتب ورسائل سے عوام وخواص دونوں ہی مستفید ومنتفع ہوسکتے ہیں۔

آج کے پُرفتن دور میں جبکہ افراط وتفریط عام ہے اور دین کی تشریح کے نام سے نت نئے فتنے سر اُٹھارہے ہیں۔ ان حالات میں ہمارے ان اَکابر کی تعلیمات ہی ہیں جن کے متعلق سو فیصد یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ

یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب مدظلہ کو اکابر وقت کی مزید درمزید دُعاؤں سے اپنے دامن کو سجانے کی توفیق سے نوازیں اور ایسے نایاب علمی موتی منصۂ شہود پر لانے کی توفیق اور ہمت عطا فرماتے رہیں۔ آمین یارب العالمین

والسلام مجد القدوس خبیب رومی عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامع مسجد آگرہ انڈیا...۲۲ شوال المکرّم ۱۴۴۱ ہجری

اِجمالی فہرست

مائة دُرُوس

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ، واقف الاسرار الفرقانیۃ،
راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مولانا محمد اشرف علی التھانوی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

یہ عربی زبان کا ایک رسالہ ہے جو جناب مولانا اختر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ برادر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تعلیم میں ان کے پڑھنے کے واسطے تحریر فرمایا تھا اس میں مختلف مضامین اور مختلف فنون کے سو اسباق ہیں جو مبتدی طلباء کیلئے مفید ہیں۔

مائة دروس

یعنی

ایک سو اہم سبق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الدرس الاول فی التوحید

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ. هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ. سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى. يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

سبق نمبرا.... توحید کے بیان میں

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں چھپی اور ظاہر (سب باتوں کا) جاننے والا وہی بخشش والا مہربان ہے۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ ہے بہت پاک ہے۔ سلامتی دینے والا ہے۔ امن دینے والا نگہبانی کرنے والا ہے۔ غالب ہے۔ زبردست ہے بہت بڑا ہے پاک ہے۔ اللہ لوگوں کو شریک ٹھہرانے سے۔ اللہ وہ ہے کہ پیدا کرنے والا ہے۔ صورت بنانے والا ہے۔ اس کے واسطے

اچھے اچھے نام ہیں اس کی پاکی تمام وہ چیزیں بیان کرتی ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی غالب اور حکمت والا ہے۔

الدرس الثانی فی النبوۃ

لقد من الله علی المومنین اذبعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم ایته ویز کیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین

سبق نمبر۲....نبوت کے بیان میں

بیشک احسان کیا ہے حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر کہ بھیجا ان میں ایک رسول ان ہی میں سے کہ پڑھتا ہے۔ ان پر حق تعالیٰ کی آیتیں اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے وہ بے شک کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

الدرس الثالث فی فضل الصحابه

محمد رسول الله والذین معه اشدآء علی الکفار رحمآء بینهم ترهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیما هم فی وجوههم من اثر السجود ذلک مثلهم فی التورة ومثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطئه فازره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار وعد الله الذین امنوا وعملوا الصلحت منهم مغفرة واجرا عظیما

سبق نمبر۳....صحابہ کی فضیلت کے بیان میں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رحمدل ہیں ان کو جب دیکھو رکوع وسجدہ میں ہیں۔ طالب ہیں۔ حق تعالیٰ کے فضل اور خوشنودی کے ان کی پہچان ان کے چہروں سے ہوتی ہے۔ عبادت کے اثر سے یہی حالت ان کی توریت میں ہے اور یہی انجیل میں ان کی

مثال اس کھیتی کی سی ہے کہ اس نے اپنا پودہ نکالا پھر وہ قوی ہوگئی پھر موٹی ہوگئی پھر اپنے تنوں پر کھڑی ہوگئی کہ بونے والوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ کفاران کو دیکھ کر جلے مرتے ہیں۔ وعدہ کیا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اوران میں سے مغفرت اور اجر عظیم کا۔

الدرس الرابع فی فضل اهل البیت

ینسآء النبی لستن کاحد من النسآء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض وقلن قولا معروفا وقرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاهلیة الاولی واقمن الصلوة واتین الزکوة واطعن الله ورسوله انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا

سبق نمبر۴.....اہل بیت کی فضیلت کے بیان میں

اے پیغمبر کی بیبیو تم اور کسی عورت کی طرح نہیں ہو اگر تم پرہیز گار بننا چاہو تو (مردوں سے) بات کرنے میں نرمی نہ کرو کہ اس سے کچھ میلان کرے۔ وہ شخص جس کے دل میں مرض ہے اور بات موافق حکم شریعت کے بولو اور اپنے گھروں کے اندر رہو اور پچھلے زمانہ جاہلیت کی طرح نکلی نہ پھرو اور نماز کو درست کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔ خدا تعالیٰ کو بس یہی منظور ہے کہ تم سے اے اہل بیت خرابیوں کو دور کر دے اور تم کو بہت پاک کر دے۔

الدرس الخامس فی فضل الاولیاء

الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة لاتبدیل لکلمت الله ذلک هو الفوز العظیم

سبق نمبر ۵.... اولیاء اللہ کی فضیلت کے بیان میں

خبردار ہو کہ اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے اور پرہیزگاری اختیار کرتے رہے۔ ان ہی کیلئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خدائے تعالیٰ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

الدرس السادس في شعب الايمان

الايمان بالله وصفاته وحدوث مادونه وبملآئكته وكتبه ورسله والقدر وباليوم الاخرو محبة الله والحب والبغض فيه ومحبة النبى صلى الله عليه وسلم واعتقاد تعظيمه وفيه الصلوة عليه واتباع سنته والاخلاص وفيه ترك الريآء والنفاق والتوبة والخوف والرجآء والشكر والوفآء والصبرو الرضى بالقضآء والحيآء والتوكل والرحمة والتواضع وفيه توقير الكبير و رحمة الصغير و ترك الكبر والعجب و ترك الحسد والحقد والغضب والنطق بالتوحيد وتلاوة القران وتعلم العلم وتعليمه والدعآء والذكر وفيه الاستغفار واجتناب اللغوو الطهر حسا وحكماً وفيه اجتناب النجاسات وستر العورة والصلوة فرضاً ونفلاً والزكوٰة كذلك وفك الرقاب والجرد وفيه الاطعام والضيافة والصيام فرضا ونفلا والاعتكاف والتماس ليلة القدر والحج والعمرة والطواف والفرار بالدين وفيه الهجرة والوفاء بالنذر والتحرى فى الايمان واداء الكفارات والتعفف بالنكاح والقيام بحقوق العيال وبرالوالدين وتربية الاولادوصلة الرحم وطاعة السادة والرفق بالعبيد والقيام بالامرة مع العدل ومتابعة الجماعة وطاعة اولى الامر والاصلاح بين الناس وفيه قتال الخوارج والبغاة والمعاونة على

البروفيه الامر بالمعروف والنهي عن المنكر واقامة الحدود والجهاد وفيه المرابطه واداء الامانة ومنها الخمس والقرض مع وفائه واكرام الجارو حسن المعاملة وفيه جمع المال من حله وانفاق المال فى حقه وفيه ترک التبذ يروالسرف وردالسلام وتشميت العاطس وكف الضرر واجتناب اللهو واماتة الاذى عن الطريق

سبق نمبر ۶ ....ایمان کی شاخوں کے بیان میں

(وہ یہ ہیں) ایمان لانا اللہ پر اور اس کی صفات پر اور اس کے ماسوا کے حادث ہونے پر اور (ایمان لانا) اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور تقدیر پر اور قیامت کے دن پر اور حق تعالیٰ سے محبت رکھنا اور حب فی اللہ اور بغض فی اللہ اور محبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی تعظیم کا عقیدہ رکھنا اور ان ہی فروع ایمان میں داخل ہے درود پڑھنا آپ پر اور آپ کی سنت کا اتباع کرنا اور اخلاص اور ان ہی میں ہے ریا اور نفاق کا چھوڑنا اور توبہ اور خوف اور رجا اور شکر اور وفاداری اور صبر اور حکم الٰہی پر راضی رہنا اور حیا اور توکل اور رحم دل ہونا اور خاکساری اور ان ہی میں ہے بڑے کی عزت کرنا اور چھوٹے پر شفقت کرنا اور تکبر اور خود بینی کا چھوڑنا اور حسد اور کینہ کا اور غصہ کا چھوڑنا اور توحید کا اقرار زبان سے کرنا اور قرآن شریف پڑھنا اور علم حاصل کرنا اور دوسروں کو سکھانا اور دعا اور ذکر اللہ اور ان ہی میں ہے استغفار اور فعل عبث سے بچنا اور حکمی اور حقیقی نجاست سے طہارت کرنا اور ان ہی میں داخل ہے۔ نجاسات سے بچنا اور ستر کو ڈھانکنا اور فرض ونفل نماز پڑھنا اور ایسے ہی (فرض ونفل) زکوٰۃ (خیرات) اور غلام کو آزاد کرانا اور سخاوت اور ان ہی میں ہے کھانا کھلانا اور مہمانداری اور روزہ فرض ونفل اور اعتکاف اور لیلۃ القدر کو تلاش کرنا اور حج اور عمرہ اور طواف کعبہ اور دین کو لے کر (اگر ضرورت پڑے) بھاگ جانا (یعنی لوگوں سے علیحدہ

ہو جانا) اور ان ہی میں ہے ہجرت اور نذر پوری کرنا اور کفاروں کا ادا کرنا اور نکاح کے ذریعہ سے پارسائی حاصل کرنا اور گھر والوں کے حقوق ٹھیک ٹھیک ادا کرنا اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنا اور اولاد کی تربیت اور رشتہ دار کے ساتھ میل رکھنا اور سرداروں کی اطاعت اور غلاموں کے ساتھ نرم برتاؤ کرنا اور (حاکم کو) حکومت پر عدل کے ساتھ رہنا اور جماعت کی طرف رہنا اور حکام کی اطاعت اور لوگوں میں اصلاح (رفع نزاع) کی کوشش کرنا اور اسی (اصلاح بین الناس) میں ہے۔

خوارج اور باغیوں سے لڑنا اور نیک کام میں مدد کرنا اور ان ہی میں ہے نیک بات کا حکم کرنا اور بری بات سے روکنا اور حدود قائم کرنا اور جہاد اور اسی (جہاد) میں داخل ہے سرحد کی حفاظت اور امانت کا ادا کرنا اور اسی میں خمس بھی داخل ہے اور قرض لینا بشرطیکہ ادا بھی کرے اور پڑوسی کی خاطر کرنا اور معاملہ کی اچھائی اور ان ہی فروع ایمان میں ہے مال کو حلال طریق سے جمع کرنا اور موقع شرعی میں مال خرچ کرنا اور ان ہی میں ہے فضول خرچی اور اسراف کو چھوڑنا اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والے کو جواب دینا (یرحمک اللہ کہنا) اور مضر چیزوں کو ہٹانا اور لہو ولعب سے بچنا اور راستہ میں سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دینا۔

الدرس السابع فی فضل العلم

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب وان العلمآء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم فمن اخذه اخذبحظ وافر

سبق نمبر ۷.....علم کی فضیلت میں

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے

چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر اور علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام نے روپیہ پیسہ کو میراث میں نہیں چھوڑا۔ فقط علم کو میراث کیلئے چھوڑا ہے تو جس نے اس کو لیا اس نے بڑا حصہ پایا۔

الدرس الثامن فی اصول الدین

نعتقد ان الله تعالیٰ حق ووعده حق ولقائه وقوله حق والجنة حق والنار حق والنبيون حق ومحمد حق والساعة حق والقدر حق وعذاب القبر حق وسؤال الملكين والحشر والمعاد حق والحوض حق والصراط حق والميزان حق والحساب والشفاعة حق والرؤية حق والمعراج حق ونزول عيسى قرب الساعة حق وقتله الدجال حق ورفع القرآن حق وان افضل الخلق حبيب الله المصطفى فسائر الانبياء فالملئكة فابوبكر فعمر فعثمان فعلى فباقى العشره فسائر الصحابة فباقى الامة وان افضل النسآء مريم وفاطمة وخديجة وعائشة وان الانبياء والملئكة معصومون وان الصحابة عدول وان اباحنيفة والشافعى ومالكا واحمد وسائر الائمة على هدى وان طريق الجنيد وصحبه طريق مقوم وان العبرة بالخواتيم

سبق نمبر ۸.... دین کے اصول (عقائد) کے بیان میں

ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ حق ہے اور اس کا وعدہ سچا ہے اور اس کا ملنا اور اس کی بات سچ ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور سب پیغمبر حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں اور قیامت حق ہے اور تقدیر حق ہے اور عذاب قبر حق ہے اور منکر نکیر کا سوال اور حشر اور آخرت حق ہیں اور حوض کوثر حق ہے اور پل صراط حق ہے اور میزان حق ہے اور حساب اور شفاعت حق ہے اور دیدار الٰہی حق ہے اور معراج حق ہے اور عیسیٰ

علیہ السلام کا نزول قیامت کے قریب حق ہے اور ان کا دجال کو مارنا حق ہے اور قرآن شریف کا دنیا سے اٹھ جانا حق ہے اور یہ (عقیدہ رکھتے ہیں) کہ تمام مخلوق سے افضل حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر باقی انبیاء علیہم السلام پھر فرشتے پھر ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی (رضی اللہ عنہم) پھر باقی عشرہ مبشرہ پھر باقی صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) پھر باقی اُمت اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام عورتوں سے افضل حضرت مریم اور فاطمہ اور خدیجہ اور عائشہ ہیں (رضی اللہ عنہن) اور یہ کہ انبیاء اور ملائکہ (علیہم السلام) معصوم ہیں اور یہ کہ صحابہ سب عدول (معتبر اور سچے) ہیں اور یہ کہ امام ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد اور باقی ائمہ (مجتہدین) راہ حق پر ہیں اور یہ کہ طریقہ جنید بغدادی کا اور ان کے ساتھیوں کا راست طریقہ ہے اور یہ کہ اعتبار خاتموں کا ہے۔

الدرس التاسع فی علم التفسير

يحرم تفسير القرآن بالراى لاتاويله والنسخ يكون للحكم والتلاوة ولاحدهما ونزل به الروح الامين

سبق نمبر۹ ....علم تفسیر کے بیان میں

قرآن کی تفسیر رائے سے حرام ہے نہ اس کی توجیہ اور نسخ کہیں حکم اور تلاوت دونوں کا ہوتا ہے اور کہیں دونوں میں سے ایک کا اور قرآن کو جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں۔

الدرس العاشر فی التجويد

ائمته سبعة نافع المدنی وابن کثير المکی وابو عمرو البصری وابن عامر الشامی وعاصم وحمزة والکسائی الکوفيون وفی النون الساکن الاظهار قبل الحروف الحلقية والادغام بغنة فی ينمو وبغير غنة فی رل والاقلاب ميماً عند الباء والاخفاء عند باقی الحروف والمدمتصل بان يکون حرف المد والهمزة فی کلمة ومنفصل بان

يكونا في الكلمتين وفي الوقف الاشمام في الضم وهو الاشارة الى الحركة والروم في الضم والكسر وهو النطق ببعض الحركة وفي الفتح الاشمام ولا روم والتجويد الباطني التطهر والحضور واليجتنب في التلاوة الالحان والتدقيق والتحزين والترعيد والتحريف والرخاوة والتقطيع والتشبيه وضم الشفتين في التفخيم والامالة في الترقيق والتشديد للحروف ونحوها من المنفرات والمغيرات

سبق نمبر ۱۰..... علم تجوید کے بیان میں

قرأت کے امام سات ہیں نافع مدنی اور ابن کثیر مکی اور ابوعمرو بصری اور ابن عامر شامی اور عاصم اور حمزہ اور کسائی یہ تینوں کوفہ کے رہنے والے ہیں اور نون ساکن میں اظہار کا قاعدہ ہے حروف حلقی کے پہلے اور ادغام مع غنہ کے حروف ینمو میں (یعنی ی ن م و میں) اور ادغام بغیر غنہ کے حروف رل (یعنی را اور لام میں) اور اقلاب ہے میم سے (یعنی میم سے نون کو بدل لینا) ب کے ساتھ اور اخفاء ہے باقی حرفوں میں اور مد متصل کہلاتا ہے۔ جہاں حرف مد (حرف علت) اور ہمزہ ایک کلمہ میں ہو اور منفصل کہلاتا ہے۔ جہاں یہ دونوں (حرف مد اور ہمزہ) دوکلموں میں ہوں اور وقف کے وقت اشمام کیا جاتا ہے۔ ضمہ کی صورت میں (یعنی اگر اس حرف پر جس پر وقف ہوا پہلے ضمہ تھا) اور اشمام کے معنی اور روم کیا جاتا ہے۔ ضمہ اور کسرہ کی صورت میں روم کے معنی ہیں کچھ تھوڑی حرکت ادا کرنا اور زبر کی صورت میں نہ اشمام ہے نہ روم اور باطنی تجوید صفائی دل اور حضور قلب ہے اور چاہئے کہ تلاوت میں کہ ان چیزوں سے) بچے راگنی سے اور آواز کو بہت باریک نکالنے سے اور غمگین آواز بنانے سے اور کانپتی ہوئی آواز کے ساتھ پڑھنے سے اور بے محل جوڑنے اور توڑنے اور حروف کو ڈھیلا ڈھیلا پڑھنے سے اور کاٹ کاٹ کر پڑھنے سے اور ایک حرف میں

دوسرے کی مشابہت پیدا کرنے سے اور پُر کرنے کے وقت ہونٹوں کے ملا دینے سے اور باریک پڑھنے کے وقت امالہ کر دینے سے اور حروف کے تخت کر دینے سے اور اس قسم کی تصرفات سے جو بدنمائی اور تغیر حرف کا سبب ہو جائیں۔

الدرس الحادی عشر فی اختلاف القرأة

القراء الذین وقع الاجماع علی تواتر قراء تھم ھم السبعة المذکورون قبل ولکل منھم راویان مشھور ان یختلفان فی روایاتھما عن شیخھما فللنا فع قالون وورش ولابن کثیر البزی وقنبل ولا بی عمرو الدوری والسوسی ولا بن عامر ھشام وابن ذکوان ولعاصم شعبة وحفص الذی نقرأ القران العظیم حسب روایته والحمزة خلف وخلاد وللکسائی ابوالحارث والدوری السابق ذکره وسوی ھذه القراء ت السبعة ثلثة اخریٰ ھی کالمتواتر وائمتھا ابوجعفر یزید بن القعقاع المدنی ویعقوب ابن اسحاق الحضرمی وخلف بن ھشام البزارو لکل منھم راویان فللاول عیسی بن وردان وسلیمان بن حجاز وللثانی آویس وروح وللثالث اسحاق الوراق وادریس الحداد وسوی ھذه العشرة اربعة اخرلاھی متواتره ولا کالمتواتر ولا یجوزتلاوتھا ولا قراء تھا فی الصلوة احدھا عن ابن محیصین محمد بن عبدالرحمن المکی له راویان البزی المتقدم وابوالحسن بن شنبوذ ثانیھا عن الیزیدی یحیی بن المبارک له راویان سلیمان ابن الحکم واحمد بن الفرح ثالثھا عن الحسن البصری له روایان شجاع بن ابی نصر البلخی والدوری رابعتھا عن الاعمش سلیمان بن مھران له راویان حسن بن سعید المطوعی وابوالفرج بالجیم الشنبوذی

الشطوی اختلافهم علی نوعین فی القواعد الکلیة من المدوالقصر والادغام وعدمه والسکون والصلة والترقیق والتفخیم وغیرها من الامور الراجعة الی الاداء ویعرف جزئیاته بضبط الکلیات وفی الکلمات الجزئیة ویسمی بالفرش ولا یعرف الابالسماع الجزئی ولنذکر الاختلاف الجزئی فی الفاتحة تمثیلا ففی الرحیم ملک وجهان الادغام وترکه وفی ملک وجهان الالف وترکها وفی الصراط ثلثة وجوه الصاد والسین والاشمام وفی علیهم ثلثة وجوه کسر الهاء مع سکون المیم وکسرالهاء مع صلة المیم وضم الهاء مع سکون المیم واعلم ان القراء ت المختلفة کلها ماذون فیها من السماء.

سبق نمبر ۱۱.... اختلاف قرأة کے بیان میں

قرأت کے وہ امام جن کی قرأتیں متواتر ہونے پر اجماع ہو چکا ہے وہ ہی سات امام ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا اور ان باتوں میں سے ہر ایک سے دو دو راوی ہیں جو مشہور ہیں اور یہ دو دو راوی اپنے امام سے روایت کرنے میں باہم اختلاف بھی رکھتے ہیں۔ پس امام نافع سے دو راوی قالون اور ورش ہیں اور امام ابن کثیر سے بزی اور قنبل ہیں اور امام ابوعمرو سے دوری اور سوسی ہیں اور امام ابن عامر سے ہشام اور ابن ذکوان ہیں اور امام عاصم سے شعبہ اور حفص ہیں۔ یہ حفص وہ ہیں جن کی روایت کے موجب ہم قرآن مجید کو پڑھتے ہیں اور امام حمزہ سے راوی خلف اور خلاد ہیں اور امام کسائی سے ابوالحارث اور دوری ہیں جن کا ذکر اوپر بھی آیا ہے اور ان سات قراتوں کے علاوہ تین قراتیں اور بھی ہیں کہ وہ بھی مثل متواتر کے ہیں۔

ان کے امام یہ ہیں ابوجعفر یزید بن قعقاع مدنی اور یعقوب بن اسحٰق حضرمی اور خلف بن ہشام بزار اور ان میں سے ہر ایک سے بھی دو دو راوی ہیں۔ اوّل (امام ابو

جعفر) سے عیسیٰ بن وردان اور سلیمان بن حجاز اور دوسرے (امام یعقوب) سے رویس اور روح اور تیسرے سے اسحٰق وراق اور ادریس حداد اور ان دس کے سوا چار قراتیں اور ہیں کہ وہ نہ متواتر ہیں نہ متواتر کے قریب اور نہ ان کی تلاوت جائز ہے نہ نماز میں ان کا پڑھنا درست ہے ایک ان میں منقول ہے ابن محیصن محمد بن عبدالرحمٰن مکی سے ان کے بھی دو راوی ہیں ایک بزی مذکور اور ابوالحسن بن شنبوذ دوسری قرأت منقول ہے۔ یزیدی یحییٰ بن مبارک سے ان کے بھی دو راوی ہیں۔

سلیمان بن الحکم اور احمد بن الفرح تیسری قرأت منقول ہے حسن بصری سے ان کے بھی دو راوی ہیں شجاع بن ابی نصر بلخی اور دوری اور چوتھی قرأت منقول ہے۔ اعمش سلیمان بن مہران سے۔ ان کے بھی دو راوی ہیں حسن بن سعید مطوعی اور ابوالفرج (فرج بالجیم ہے) شنبوذ ی شطوی اور قاریوں کا اختلاف دو قسم کا ہے۔ ایک قواعد کلیہ میں جیسے مد اور قصر (مد کا مقابل) اور ادغام اور عدم ادغام میں اور سکون اور صلہ (ملا کر پڑھنا) اور باریک اور پر وغیرہ میں یعنی ان باتوں میں جو حروف کے ادا کرنے سے تعلق رکھتی ہیں اور اس کے فروع پہچانے جاسکتے ہیں۔

قواعد کلیہ لکھ دینے سے اور (دوسری قسم میں اختلاف) بعض بعض کلموں میں ہے اور اس کا نام فرش (اس کیلئے کوئی قواعد منضبط نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ایک کلمہ کے نقل پر موقوف ہے ہم اس اختلاف کو سورۃ فاتحہ میں نقل کرتے ہیں۔ تمثیلا رحیم۔ ملک میں دو صورتیں ہیں ادغام اور ترک ادغام اور ملک میں دو طریقہ ہیں۔ الف کے ساتھ اور بلا الف کے صراط میں تین صورتیں ہیں صاد اور سین اور اشمام (یعنی اس میں ز کا اثر دیدینا) اور علیہم میں تین صورتیں ہیں ہ کا کسرہ میم کے سکون کے ساتھ اور ہ کا زیر میم کو واو سے ملانے کے ساتھ اور ہ کا پیش میم کے سکون کے ساتھ اور جان لے کہ ان سب مختلف قرأتوں کی آسمان سے (یعنی وحی سے) اجازت ہے۔

الدرس الثانی عشر فی علم الحدیث

المتواتر ماتعددت طرقه بلا حصر والمحصور احاد الصحیح مارواه عدل تام الضبط بالسند المتصل فان خف الضبط فحسن وان نقص العدالة فضعیف وان طعن راویه بالکذب فموضوع وان انتهی اسناده الیه صلی الله علیه وسلم فمرفوع اوالی صحابی فموقوف اوالی تابعی فمقطوع وینبغی لطالبه تصحیح وتحسین الخلق وتوقیر الشیخ وتبلیغه لغیره والعمل بما تعلم

سبق نمبر۱۲.....علم حدیث کے بیان میں

حدیث متواتر وہ ہے جس کی سندیں غیر محدود ہوں اور جس کی سند محدود ہو وہ خبر آحاد ہے۔حدیث صحیح وہ ہے جس کو ایک عدل (عدل ہونے کی شرائط کتب اصول حدیث میں مذکور ہیں) (نہایت معتبر شخص) قوی الحافظ نے متصل سند سے (جس میں کوئی راوی رہ نہ گیا ہو) روایت کیا ہو۔پس اگر حافظہ درجہ اوّل کا نہ ہوتو حدیث حسن ہے اور اگر راوی کی عدالت (معتبر ہونا ان شرائط کے ساتھ جو اصول حدیث کی کتب میں مذکور ہیں) کم درجہ کی ہوتو وہ حدیث ضعیف اور اگر کسی راوی کو جھوٹا کہا گیا ہے تو حدیث موضوع ہے اور جس حدیث کی سند حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی ہے تو اس کا نام حدیث مرفوع ہے اور اگر صحابی تک ختم ہے تو حدیث موقوف ہے اور اگر تابعی تک ہے تو مقطوع ہے اور علم حدیث کے پڑھنے والے کو چاہئے کہ نیت خالص رکھے اور اخلاق کی درستی کرے اور پڑھانے والے کی تعظیم کرے اور حدیث دوسرے کو پہنچائے اور جو پڑھا ہے اس پر عمل کرے۔

الدرس الثالث عشر فی متون الحدیث من المشکوة

مفاتیح الجنة شهادة ان لا اله الا الله الا کل شیء بقدر حتی

العجز والكيس من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهورد المراء في القران كفر الطهور شطر الايمان السواک مطهرة للفم مرضاة للرب اذا جاء احدكم الجمعة فليغتسل بين العبد وبين الكفر ترک الصلوة المؤذنون اطول الناس اعناقاً يوم القيامة اذا دخل احدكم المسجد فليركع ركعتين قبل از يجلس افضل الصلوٰة طول القنوت يا انس اجعل بصرک حيث تسجد صلوة الجماعة تفضل صلوٰة الفذبسبع وعشرين درجة سوو اصفوفكم فان تسوية الصفوف من اقامة الصلوة عليكم لقيام الليل فانه داب الصالحين قبلكم وهو قربة لكم الى ربكم ومفكرة للسيئات ومنهاة عن الاثم احب الاعمال الى الله ادومها حق المسلم على المسلم خمس ردالسلام وعيادة المريض واتباع الجنائز واجابة الدعوة وتشميت العاطس لقنوا موتاكم لا اله الا الله لاتسبوا الاموات فانهم قد افضوا الى ماقدموا لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم النائحة والمستمعة يكون كنز احد كم يوم القيامة شجاعا اقرع يفر منه صاحبه وهو يطلبه حتى يلقمه اصابعه انفق يا ابن ادم انفق على من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه ومن قام رمضان ايمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه ومن قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في ان يدع طعامه وشرابه من قرأ حرفا من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشرا مثالها لا اقول آلم حرف الف حرف ولام حرف وميم حرف ليس شيء اكرم على الله من الدعاء ما عمل العبد عملا انجى له من عذاب الله من ذكر الله ان العبد اذا

عترف ثم تاب تاب الله عليه من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه من حج فزار قبرى بعد موتى كان كمن زارنى فى حياتى طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء من احتكر فهو خاطئى من انظر معسرا اووضع عنه اظله الله فى ظله يغفر للشهيد كل ذنب الاالدين الا لا تظلموا الا لا يحل مال امرى الا بطيب نفس منه العائد فى هبة كالكلب يعود فى قيئه ليس لنا مثل السوء من لم يشكر الناس لم يشكر الله ضالة المسلم حرق النار من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة تنكح المرأة لاربع لما لها ولحسبها ولجما لها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك لعن الله الناظر والمنظور اليه ان اعظم النكاح بركة ايسره مؤنة اذا كانت عند الرجل امرأتان فلم يعدل بينهما جاء يوم القيامة وشقه ساقط لايفرك مؤمن مؤمنة ان كره منها خلقا رضى منها اخر ايما امرأه ماتت وزوجها عنها راض دخلت الجنة لاتحلفوا بالطواغى ولابابائكم لايدخل الجنة عاق ولا قمار ولا منان ولا مدمن خمر من ادعى ماليس له فليس منا وليتبوا مقعده من النار ما اغبرت قدما عبد فى سبيل الله فتمسه النار نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن التحريش بين البهائم من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليكرم ضيفه جائزته يوم وليلة والضيافة ثلثة ايام فما بعد ذلك فهو صدقة ولا يحل له ان يثوى عنده حتى يحرجه ماعاب النبى صلى الله عليه وسلم طعاماً قط ان اشتهاه اكله وان كرهه تركه نهى رسول الله صلى الله

عليه وسلم عن الشرب من ثلمة القدح وان ينفخ فى الشراب لاينظر
الله يوم القيامة الى من جرا زاره بطراً من تشبه بقوم فهو منهم نهى
رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس القسى والمعصفرو عن
تختم الذهب وعن قرأة القران فى الركوع لهى رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن القزع غير واهذا بشىء واجتنبوا السواد لاتدخل
الملئكة بيتافيه كلب ولا تصاوير من لعب النرد فقد عصى الله
ورسوله ما انزل الله داء الا انزل له شفاء لاعدوى ولا طيرة ولا هامة
ولا صفر وفر من المجذوم كما تفر من الاسد يسلم الراكب على
الماشى والماشى على القاعد والقليل على الكثير اذا استاذن احدكم
ثلثا فلم يوذن له فليرجع اذا عطس احدكم فليقل الحمدلله على كل
حال وليقل الذى يرد عليه يرحمک الله وليقل هويهديكم الله
ويصلح بالكم لا يسب احدكم الدهر فان الله هو الدهر ان النبى
صلى الله عليه وسلم كان لغير الاسم القبيح ان من الشعر حكمة من
صمت نجا لاتمار اخاک ولا تمازحه ولاتعده موعد افتخلفه لايدخل
الجنة قاطع لايرحم الله من لايرحم الناس والذى نفسى بيده لايؤمن
عبد حتى يحب لاخيه مايحب لنفسه اياكم والظن فان الظن اكذب
الحديث ولاتحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسد واولاتبا
غضوا ولا تدا بروا وكونوا عباده الله اخواناً الا ناة من الله والعجلة
من الشيطان ان من خياركم احسنكم اخلاقاً لايدخل الجنة من كان
فى قلبه مثقال ذرة من كبر ان الغضب ليفسد الايمان كما يفسد
الصبر العسل الظلم ظلمات يوم القيامة ائتمروا بالمعروف وتنا هوا

عن المنکر الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر لاتعدل بالرعة اتقوا الحرام فی البنیان فانه اساس الخراب هل تنصرون وترزقون الابضعفائکم کن فی الدنیا کانک غریب اوعابر سبیل وعد نفسک من اهل القبور الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هوا هاوتمنی علی الله ان الرزق لیطلب العبد کما یطلبه اجله من سمع سمع الله به ومن یرائی یرائی الله به مارایت مثل النار نام هار بها ولا مثل الجنة نام طالبها العبادة فی الهرج کهجرة الی المهدی من عترتی من اولاد فاطمة لاتقوم الساعة حتی لایقال فی الارض الله الله اسعد الناس بشفاعتی یوم القیامة من قال لا اله الا الله من قلبه یشفع یوم القیامة ثلثة الا نبیاء ثم العلماء ثم الشهداء انکم سترون ربکم عیانا خلقت الملئکة من نورو خلق الجان من مارج من نارو خلق ادم مما وصف لکم انا اکرم الاولین والاخرین علی الله ولا فخر لاتمس النار مسلما رانی اورأی من رانی الا ان مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلک انتم تتمون سبعین امة انتم خیرها واکرمها علی الله تعالیٰ.

سبق نمبر۱۳....حدیث کے (بعض) متون کے بیان میں

(یہ سب) مشکوۃ سے (نقل کی گئی ہیں) جنت کی کنجیاں تو لا الہ الا اللہ کا اقرار وکلمہ شہادت پڑھنا) ہے ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ نادانی اور دانائی جو کوئی ہمارے اس کام میں (دین میں) وہ بات نکالے جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ بات رد ہے۔قرآن میں فضول تقریریں نکالنا کفر ہے۔طہارت نصف ایمان ہے مسواک منہ کو صاف رکھنے کا ذریعہ اور حق تعالیٰ کے راضی کرنے کا ذریعہ جب کوئی تم میں سے جمعہ

میں آئے تو چاہئے کہ غسل کرے بندے اور کفر میں فرق کرنے والی چیز نماز کا چھوڑ دینا ہے موذن لوگوں کی اور لوگوں سے قیامت کے دن گردنیں بلند ہوں گی۔ جب کوئی تم میں سے مسجد میں آئے تو چاہئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے نماز کی زیادہ فضیلت خشوع کے زیادہ ہونے سے ہوتی ہے۔ اے انس اپنی نگاہ (نماز میں) سجدہ کی جگہ رکھ جماعت کی نماز اکیلے آدمی کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہے۔ اپنی صفوں کو ٹھیک کرو کیونکہ صفوں کا ٹھیک کرنا بھی اقامت صلوٰۃ (یعنی نماز کی درستی) میں داخل ہے۔ تہجد کی عادت کرو کیونکہ وہ تم سے اگلے صالحین کی بھی عادت رہی ہے اور وہ باعث تقرب ہے تمہارے پروردگار کی طرف اور کفارہ ہے گناہوں کا اور گناہ سے روکنے والا ہے۔ اعمال میں سے زیادہ پسند حق تعالیٰ کو یہاں وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہو۔ مسلمان کے حق مسلمان پر پانچ ہیں سلام کا جواب دینا اور مریض کی بیمار پرسی کرنا اور جنازے کے ساتھ جانا اور دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کا جواب دینا مرنے والے کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو (یعنی اس کے سامنے پڑھو کہ سن کر وہ بھی پڑھے) مردوں کو برا بھلا نہ کہو۔ کیونکہ وہ خود اپنے کیئے کو پہنچ گئے لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی عورت (بیان کر کے رونے والی) پر اور نوحہ سننے والی پر بے زکوٰۃ مال تمہارا قیامت کے دن بہت زہریلا گنجا سانپ بن جائے گا کہ اس سے وہ مال والا بھاگے گا اور وہ اس کے پیچھے ہوگا یہاں تک کہ وہ شخص اس کے منہ میں اپنی انگلیاں دے دے گا۔ اے ابن آدم خرچ کر میں تیرے اوپر خرچ کروں گا جو کوئی رمضان کے روزے بوجہ ایمان اور بغرض ثواب رکھے گا تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو کوئی قیام رمضان کرے گا (تراویح پڑھے گا) بوجہ ایمان کے اور بغرض ثواب اس کے بھی پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو کوئی شب قدر میں نماز پڑھتا رہے گا۔ بوجہ ایمان کے اور بغرض ثواب تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ جو کوئی

جھوٹ بولنا اور جھوٹی کارروائی کرنا نہ چھوڑے گا (یعنی روزہ میں) تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اپنا کھانا اور پانی چھوڑے رہے جو کوئی ایک حرف قرآن شریف کا پڑھے تو اس کو ایک نیکی ملتی ہے اور ایک نیکی دس کے برابر ہوتی ہے۔

میرا مطلب یہ نہیں کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے خدائے تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے زیادہ عزیز نہیں بندہ کوئی عمل ذکر اللہ سے زیادہ عذاب الٰہی سے نجات دینے والا نہیں کرتا۔ بندہ جب گناہ کا اقرار کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے جو کوئی بوجہ اللہ حج کرے۔ اس میں عورتوں کے پاس نہ جائے اور گناہ نہ کرے تو ایسا ہو کر لوٹے گا جیسے آج اس کی ماں نے جنا ہے۔ جو کوئی حج کرے اور پھر میری قبر کی میری وفات کے بعد زیارت کرے تو ایسا ہوگا جیسے میری بحالت زندگی زیارت کی حلال کی معاش تلاش کرنا بھی اور فرضوں کے بعد ایک فرض ہے۔ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے کھانے والے پر اور کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور دونوں گواہوں پر اور فرمایا۔ یہ سب برابر ہیں جو کوئی غلہ کو (قحط کے وقت اور ضرر عام کے وقت) روک کر رکھے وہ گنہگار ہے جو کوئی نادار (قرضدار) کو مہلت دے یا کچھ قرض چھوڑ دے تو حق تعالیٰ اس کو اپنے سایہ (سایہ عرش) میں جگہ دیں گے۔

شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر قرض یاد رکھو کہ ظلم مت کرو یاد رکھو کہ کسی کا مال بلا دلی رضامندی کے حلال نہیں دیکر چیز کو لوٹانے والا مثل کتے کے ہے کہ اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے بری مثال اختیار کرنا ہمارے (مسلمانوں کیلئے) شایان نہیں جس نے آدمیوں کا شکر نہیں کیا اس نے حق تعالیٰ کا شکر بھی نہیں کیا۔ مسلمان کی کھوئی ہوئی چیز دوزخ کا انگارا ہے جو کوئی موثر اپنے وارث (شرعی) کی میراث قطع کرے گا۔ یعنی اس کو محروم کرنے کی کوئی تدبیر کرے گا) تو حق تعالیٰ اس کا

حصہ جنت میں سے قیامت کے دن قطع کرے گا۔ عورت چار وجہ سے نکاح میں لائی جاتی ہے مال کی وجہ سے اور خاندانی عزت کی وجہ سے اور حسن کی وجہ سے اور دینداری کی وجہ سے پس دیندار کو حاصل کر تیرا برا ہو لعنت کرے۔ اللہ نظر بد کرنے والے مرد پر اور اس عورت پر جس پر نظر کی گئی (یعنی جبکہ وہ اس پر راضی ہو) نکاح جتنا کم خرچ ہو اتنا ہی سزاوار ہوتا ہے۔ جب کسی کے پاس دو بیبیاں ہوں اور وہ ان کو برابر نہ رکھے تو قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ ایک طرف کا بدن بے کار ہوگا کوئی مسلمان مرد اپنی بی بی کی گوشمالی نہ کرے۔ جہاں اس سے کوئی برائی دیکھتا ہے تو کوئی اچھی بات بھی تو پاتا ہے جو عورت مر جائے اور خاوند اس کا اس سے راضی ہو تو وہ عورت جنت میں جائے گی۔ بتوں کی اور اپنے آباواجداد کی قسم نہ کھایا کرو۔ جنت میں نہ جائے گا والدین کی نافرمانی کرنے والا اور نہ جوا کھیلنے والا اور نہ دیکر احسان جتانے والا اور نہ شراب کی عادت رکھنے والا جو کوئی ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو واقع میں اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے (مسلمانوں میں سے) نہیں ہے اور چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں سمجھے کسی بندہ کے پیر حق تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود نہیں ہوتے کہ پھر اس کو آگ چھو بھی سکے۔

منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو لڑانے (مرغ بازی وغیرہ سے) جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کو لازم ہے کہ اپنے مہمان کی خاطر کرے اس کی دعوت (بقدر وسعت عمدگی کے ساتھ) ایک رات دن ہے اور مہمانی تین دن تک ہے اور اس کے بعد خیرات ہے اور نہیں حلال ہے۔ مہمان کو کہ اس کے پاس اتنا ٹھہرے کو اس کو تنگ کردے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا اگر مرغوب ہوا کھایا اور اگر نہ مرغوب ہوا نہ کھایا منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے ٹوٹے ہوئے کنارے سے پینے کو اور اس سے کہ پینے کی چیز میں پھونک ماری جائے (یا سانس لیا جائے)۔

حق تعالیٰ نظر نہ فرمائے گا قیامت کے دن اس شخص کی طرف جو اپنے ازار کو اترانے کے طور پر نیچا رکھے جو کوئی کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں شمار ہے منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے پہننے اور کسی قسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے (مردوں کو نہ کہ عورتوں کو) اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے۔ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے (سر پر کچھ بال رکھنا اور کچھ نہ رکھنا) اس کو (بڑھاپے کو) کسی چیز سے رنگین کر دو اور سیاہی سے نہ رنگو۔ فرشتے (رحمت کے) اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصویریں ہوں جو کوئی نردوں سے کھیلے (شطرنج چوسر وغیرہ) تو اس نے اللہ و رسول کی بیشک نافرمانی کی۔ خدائے تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا نہیں پیدا کیا جس کیلئے شفا نہ پیدا کی ہو۔ بیماری کا لگنا کوئی چیز نہیں۔ (اس پر ایک مبسوط تقریر حضرت والا کی ہے جو مترجم نے کتاب اصلاح الطب میں نقل کی ہے) اور نہ جانوروں سے شگون لینا اور نہ کھوپڑی میں سے جانور کا نکلنا (اہل جاہلیت کا خیال تھا کہ جب کوئی مارا جائے اور اس کا انتقام نہ لیا جائے تو اس کی کھوپڑی میں سے ایک جانور پیدا ہو کر بولتا ہے۔ اسقونی اسقونی اور تاوقتیکہ انتقام لیا جائے برابر چیختا ہے) اور نہ صفر (کی نحوست) اور (صفر کی ایک تفسیر اور بھی ہے جو رسوم جاہلیت کی بیان میں سبق چونسٹھ میں مذکور ہے)

جذامی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ سوار پیادہ پر سلام کرے اور پیادہ بیٹھے ہوئے پر اور تھوڑے آدمی بہت آدمیوں پر جب کوئی کسی کے مکان پر جا کر اندر جانے کی تین بار اجازت مانگے اور پھر بھی اجازت نہ ملے تو چاہئے کہ لوٹ آئے جب کوئی چھینکے تو کہے الحمدللہ علی کل حال اور جواب دینے والا دوسرا آدمی جو اس کے قریب ہو کہے یرحمک اللہ پھر وہ چھینکنے والا کہے یھدیکم اللہ ویصلح بالکم زمانہ کو برا نہ کہو۔ کیونکہ زمانے کی آڑ میں فاعل حقیقی اللہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم برے نام کو بدل دیتے تھے۔ بعض شعار حکمت ہوتے ہیں جس نے خاموشی اختیار کی نجات پائی۔ اپنے بھائی (مسلمان) سے فضول جھگڑا نہ کرو نہ اس سے مذاق کرو نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کے خلاف کرو رشتہ دار سے قطع کرنے والا جنت میں نہ جائے گا۔ نہیں رحم کرتا۔ اللہ اس پر جو آدمیوں پر رحم نہیں کرتا قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی (مسلمان) کیلئے وہی چیز نہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی بہت ہی جھوٹی بات ہے اور کسی کی باتوں کی ٹٹول اور تلاش نہ کرو اور دوسرے کے نقصان پہنچانے کیلئے کسی بکتی ہوئی چیز کے دام نہ بڑھاؤ۔ آپس میں حسد نہ کرو اور بغض نہ کرو اور پیٹھ پیچھے عیب مت بیان کرو اور خدا کے بندے اور بھائی بھائی ہو کر رہو۔

اطمینان سے کام کرنا حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلدی شیطان سے بہترین تمہارے وہ ہیں جو قلبی عادات میں اچھے ہیں (نہ صرف ظاہری افعال میں) جنت میں وہ شخص نہ جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا۔ غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے۔ جیسے ایلوا شہد کو بگاڑ دیتا ہے ظلم اندھیریاں ہیں۔ قیامت کے دن آپس میں ایک دوسرے کو اچھی بات بتاتے رہو اور بری بات سے منع کرتے رہو دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔ (یعنی نعیم آخرت کی مقابل میں دنیا مومن کیلئے قید خانہ کی طرح ہے خواہ کتنی ہی خوش عیشی میسر ہو اور کافر کیلئے برعکس اور کافر کی جنت ہے کسی عمل کو وَرَع کے برابر مت سمجھو حرام مال سے عمارت بنانے سے بچو۔ کیونکہ یہی ویرانی کی اصل ہے نہیں مدد دیئے جاتے ہو اور نہیں رزق دیئے جاتے ہو تم مگر اپنے میں سے کمزوروں کی برکت سے دنیا میں ایسا رہ کہ گویا تو مسافر ہے یا راہگیر ہے اور اپنے آپ کو مردوں میں سمجھ دانا وہ ہے جس نے اپنے نفس کی سیاست کی اور موت کے بعد کیلئے عمل کیا اور بیوقوف وہ ہے جس نے اپنے

نفس کو خواہش کے پیچھے چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف خیالی منصوبے لگاتا رہا (یعنی کہتا رہا اللہ غفور رحیم ہے بخش ہی دے گا اور جنت مل ہی جائے گی)

بیشک رزق پیچھے پھرتا ہے آدمی کے جیسے اس کی موت پیچھے پھرتی ہے جو کوئی لوگوں کے سنانے کیلئے (شہرت کیلئے) عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ شہرت ہی کا برتاؤ کریں گے اور جو کوئی دکھاوے کیلئے عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ دکھاوا ہی کریں گے۔ نہیں دیکھی کوئی (تعجب کی) چیز دوزخ کے برابر کہ اس سے بھاگنے والا سوتا ہو اور نہ جنت کے برابر (کوئی تعجب کی چیز) کہ اس کا طالب سوتا ہے کشت وخون (بلوے) کے وقت عبادت کرنا ایسا ہے جیسے میری طرف ہجرت کر آنا امام مہدی علیہ السلام میرے خاندان میں سے اولاد فاطمہ میں سے ہوں گے۔ قیامت نہ آئیگی یہاں تک کہ زمین میں اللہ اللہ کہنا موقوف نہ ہو جائے زیادہ حصہ پانے والا میری شفاعت کا قیامت کے دن وہ شخص ہے جس نے لا الہ الا اللہ (کلمہ توحید) اپنے دل سے پڑھا ہوگا۔ قیامت کے دن تین قسم کے اشخاص شفاعت کریں گے۔ انبیاء علیہم السلام پھر علماء پھر شہداء بیشک تم اپنے پروردگار کو کھلم کھلا دیکھو گے فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور جن آگ کے شعلہ سے پیدا ہوئے ہیں اور آدم علیہ السلام اس سے پیدا ہوئے ہیں جو تم سے بیان کر دیا گیا ہے (یعنی مٹی سے جس کا بیان آیت **خلق الانسان من صلصال** اور **خلق الجان من مارج من نار** میں ہے۔ میں تمام اولین وآخرین سے خدائے تعالیٰ کے نزدیک افضل ہوں اور یہ بطور فخر نہیں کہتا۔ آتش دوزخ اس مسلمان کو نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا اس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا سن لو کہ میرے اہلبیت کی مثال تم میں ایسی ہے جیسے کشتی نوح کی جو کوئی اس میں آ گیا نجات پائی اور جو اس سے رہ گیا ہلاک ہوا۔ تم ستر (گزشتہ) امتوں کے متمم ہو کہ تم ان میں کے بہتر اور افضل ہو خدا تعالیٰ کے نزدیک۔

الدرس الرابع عشر فی اصول الفقه

اصول الشرع اربعة الكتاب والسنة والاجماع و قياس المجتهد الاحكام سبعة الفرض والواجب والسنة والمستحب والمباح والمكروه والحرام الامر للوجوب النهی للتحريم المطلق لايحمل على المقيد النسخ رفع حكم شرعی قول النبی صلی الله عليه وسلم حجة وكذا فعله وتقريره الا ان يثبت التخصيص بدليل قول الصحابی مقدم على القياس لا تكليف على الساهی والصبی والمجنون والمكره يجب على العامی تقليد المجتهد بظنه مصيبا مع احتمال الخطأ وشرط الا جتهاد العلم بالفقه وتفسير آيات الاحكام واخبارها واللغة والتاريخ والملكة الراسخة للاستنباط وانقطع بعد المائة الرابعة

سبق نمبر۱۴....اصول فقہ کے بیان میں

شریعت کے اصول جن پر احکام کی بنا ہے۔ چار ہیں قرآن حدیث اجماع مجتہد کا قیاس احکام شریعت سات قسم کے ہیں فرض اور واجب اور سنت اور مستحب اور مباح اور مکروہ اور حرام۔ امر وجوب کیلئے ہوتا ہے اور نہی تحریم کیلئے ہوتی ہے اور مطلق مقید پر محمول نہیں ہوسکتا نسخ کے معنی حکم شرعی کا اٹھا دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول دلیل ہے اور ایسے ہی حضور کا فعل اور حضور کی تقریر (ایک فعل کرتے دیکھ کر اس سے منع نہ فرمانا) الا آنکہ اس فعل کا اس فاعل کے ساتھ خاص ہونا کسی دلیل سے ثابت ہو جائے صحابی کا قول قیاس پر مقدم ہے بھولنے والے اور لڑکے اور دیوانہ اور مکرہ پر (جس کو قتل کی دھمکی دے کر کوئی کام کرایا جائے) تکلیف شرعی نہیں رہتی۔ عام آدمی پر مجتہد کی تقلید واجب ہے اور ظن غالب اس کے حق پر ہونے کا چاہئے مع احتمال غلطی کے اور مجتہد ہونے کیلئے شرط فقہ کا علم اور احکام کی آیات کی تفسیر کا علم اور

احکام کی احادیث اور لغت کا اور تاریخ کا اور دلائل شرعیہ سے احکام نکالنے کا پورا ملکہ اوراجتہاد ختم ہوگیا۔ چوتھی صدی کے بعد سے۔

الدرس الخامس عشر فی فروع الفقه

الفرائض العلم والطهارة والصلوة الخمس والجمعة وصلوة الجنازة والزكوة والعشر والصوم والحج والكفارات والكسب الحلال وايصال الحقوق وغير ذلك الواجبات الوترو سجود التلاوة وصلوة العيدين وصدقة الفطر والا ضحية والا مر بالمعروف والنهى عن المنكر ونفقة الاقارب وردالسلام وغيرذلك السنن الاذان والجماعة واثنتا عشرة ركعة كل يوم والتهجد والتراويح والاعتكاف والعمرة والنكاح والسلام وغير ذلك المستحبات النوافل من الصلوة والصوم والصدقة والاعتاق والوقف والوصية والقرض والشفاعة وطلاقة الوجه وغير ذلك المباح التوسع فى المطاعم والمشارب والملابس والمساكن والمناكح والمراكب مالم يعتد الحدود المكروه ترك الاسباغ فى الطهارة وترك التعديل فى الصلوة و اعطاء الردى فى الصدقة والزكٰوة واللغو من القول والفعل لاسيما فى الصوم والطلاق بلا ضرورة شديدة وكثرة الحلف وان كان صادقا والفضول من الكلام وغير ذلك الحرام عقوق الوالدين وقتل النفس الابالحق واليمين الفاجرة وشهادة الزور وقذف المحصنة واكل مال اليتيم واكل الربوا والفرار من الزحف والسحر وقتل الولد والزنا والسرقة وقطع الطريق والبغى والظلم واللواطة والرشوة وقطع الرحم والافطار فى رمضان بلاعذر والنميمة

وسب احد من الصحابة والطعن فى احد بلاداع شرعى والقعاعد عن الامر بالمعروف والنهى عن المنكر مع القدرة ونسيان القرآن واحراق الحيوان والميسر وشرب الخمر والتعرى على اعين الناس وتصديق الكاهن والمنجم والطعن فى الانساب والتجسس واخصاء الانسان والمثلة وكفر النعمة والمن والاذى بعد الصدقة والجدال واللعب بالنرد ووطى الحائضة وعيب الطعام وحب الدنيا والنظر بشهوة الاعلى ازواجهم اوما ملكت ايمانهم والنظر فى دارغيره والدخول فيها بلااذنه وقتل نفسه والرقص والتغنى لاسيما من المرأة والاعانة على المعاصى وغير ذلك.

سبق نمبر ۱۵.... فقہی احکام کا ذکر

فرض چیزیں یہ ہیں: علم (بقدرضرورت) اورطہارت اور پانچ وقتی نماز اور جمعہ اور جنازہ کی نماز اورزکوٰۃ اورعشر (پیداوار میں سے (دسواں حصہ) اورروزہ اورحج اور دوسرے کفارے یعنی روزہ اورقسم وغیرہ کے اور رزق حلال اورحقوق ادا کرنا وغیرہ واجبات یہ ہیں وتر اورسجدہ تلاوت اورعیدین کی نماز اورصدقہ فطراورقربانی اورنیک بات کاحکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا اورعزیز اقارب کا نفقہ اورسلام کا جواب دینا وغیرہ سنتیں یہ ہیں۔ اذان اور جماعت اور بارہ رکعت نماز (ظہر مغرب عشا فجر کی سنتیں) دن رات میں اورتہجد اورتراویح اوراعتکاف اورعمرہ اورنکاح اورسلام وغیرہ وغیرہ اورمستحبات یہ ہیں نفل نمازیں اورنفل روزے اورصدقہ اورغلام آزاد کرنا اور مال وقف کرنا اور وصیت کرنا اورقرض دیدینا اور سفارش کردینا اور خندہ پیشانی سے رہنا وغیرہ وغیرہ اورمباحات یہ ہیں کھانے پینے میں کشائش کرنا اورلباس میں اورمکانات میں اور نکاح اور رشتوں میں اورسواریوں میں بشرطیکہ حدود شرعی سے تجاوز نہ ہو۔

مکروہات طہارت میں مبالغہ نہ کرنا اور نماز میں تعدیل ارکان چھوڑ دینا اور صدقہ اور زکوۃ میں نکمی چیز دینا اقوال و افعال میں بے فائدہ بات کرنا خصوصاً روزہ میں اور بلا ضرورت شدید طلاق دینا قسم زیادہ کھانا اگرچہ سچی ہوں اور فضول کلام کرنا وغیرہ وغیرہ اور حرام باتیں یہ ہیں والدین کی نافرمانی اور (کسی کو) قتل کرنا۔ حالانکہ بحق شرعی ہو۔

اور جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی اور بے گناہ عورت کو تہمت لگانا اور یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا اور جہاد میں سے بھاگنا اور جادو کرنا اور دختر کشی اور زنا اور چوری اور رہزنی اور بغاوت اور ظلم اور اغلام اور رشوت اور رشتہ دار سے قطع کرنا اور رمضان میں بلا عذر شرعی روزہ نہ رکھنا اور چغلی کھانا اور کسی صحابی کو برا کہنا اور کسی میں عیب نکالنا بلا شرعی سبب کے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے باوجود قدرت کے رکنا اور قرآن بھول جانا اور جاندار کو آگ سے جلانا اور جوا اور شراب خواری اور لوگوں کے سامنے ننگا ہو جانا اور کاہن اور نجومی کو سچا جاننا اور نسبوں میں عیب نکالنا اور عیب جوئی اور انسان کو خصی کرنا اور صورت بگاڑنا (ہاتھ پیر ناک کان کاٹنا اور احسان فراموشی اور صدقہ دے کر) احسان جتلانا اور تکلیف دینا اور فضول جھگڑنا اور چوسر شطرنج کھیلنا اور حیض میں صحبت کرنا اور کھانے کی چیز کو برا کہنا اور دنیا کی محبت اور شہوت سے کسی کو دیکھنا سوائے بی بی یا زر خرید لونڈی کے اور دوسرے کے گھر میں جھانکنا اور اس میں بلا اجازت گھس جانا اور خودکشی کرنا اور ناچ گانا خصوصاً عورت کا اور گناہوں پر اعانت وغیرہ۔

الدرس السادس عشر فی الفرائض

یقدم التجھیز والتکفین ثم الدیون ثم الوصیۃ من الثلث ثم الارث اسباب الارث قرابۃ ونکاح وولاء واسلام وموانعہ وقتل واختلاف دین و دارو موت معیۃ وجھل السبق الفروض نصف لزوج عند عدم الولد وبنت ابن واخت لابوین اولاب منفردات وربع

للزوج مع الولد وللزوجة عند عدم الولد ولمن للزوجة مع الولد وللثان للذوات النصف فوق واحدة وثلث لاولادالام وللام عند عدم الولد وتعدد الاخوة اوالاخوات وسدس للام مع الولد اوالتعدد المذکور ولاب وجدمع الولد اوولد الابن ولبنت ابن مع بنت الصلب ولاخت لاب مع الشقيقة ولاخ اواخت لام وللجدة واحدة اواکثر ومابقی من ذوی الفروض فللعصبات وهم اربعة جزء الميت ثم اصله ثم جزء ابيه ثم جزء جده فان لم يکونوا يرد علی ذوی الفروض ثم لذوی الارحام وفی الاخوليت مال المسلمين والاللمساکين.

سبق نمبر ۱۶.... میراث (فرائض) کے بیان میں

پہلے میت کی (میت کے مال میں سے) تجہیز تکفین کی جائے (عدد سنت اور طریقہ سنت کے موافق نہ اسراف ورسوم کے ساتھ) پھر قرض ادا کئے جائیں پھر وصیت تہائی مال کے اندر اندر پھر میراث تقسیم کی جائے میراث کے استحقاق کے وجوہات یہ ہیں۔ قرابت' نکاح ولآء (وہ حق جو غلام آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے اور اسلام اور مانعات میراث یہ ہیں غلام ہونا اور مورث کو قتل کرنا اور دین کا اختلاف اور ملک کا اختلاف (کہ ایک دارالاسلام میں ہو اور ایک دارالحرب میں) اور ایک ساتھ دو شخصوں کا مرنا کہ معلوم نہ ہو سکے کون پہلے مرا مقرر حصے میراث کے نصف ہے۔

خاوند کا اولاد نہ ہونے کی صورت میں اور (نصف ہے بیٹی کا یا پوتی کا یا حقیقی بہن کا یا علاتی بہن کا ہے جبکہ یہ سب ایک ایک ہوں اور چہارم ہے خاوند کا اولاد کے ساتھ اور (چہارم ہے) بیوی کا ہے اولاد نہ ہونے کی صورت میں اور آٹھواں حصہ ہے۔ بیوی کا اولاد کے ساتھ اور دو تہائی ہے ان عورتوں کا جن کا حصہ نصف تھا جبکہ وہ ایک سے زیادہ ہوں اور تہائی ہے اخیافی بہن بھائی کا اور ماں کا (بھی تہائی ہے) اولاد نہ ہونے

کی صورت میں بشرطا اس کے کہ (میت کے) بھائی یا بہن بھی ایک سے زائد نہ ہوں اور چھٹا حصہ ہے ماں کا اولاد کے ساتھ یا تعدد مذکور کے ساتھ (یعنی جبکہ میت کے بھائی یا بہن ایک سے زائد موجود ہوں) اور چھٹا حصہ ہے) باپ کا یا دادا کا (میت کے) بیٹے کے ساتھ یا پوتے کے ساتھ اور (چھٹا حصہ) پوتی کا بھی ہے صلبی بیٹی کے ساتھ اور (چھٹا حصہ) علاتی بہن کا بھی ہے حقیقی بہن کے ساتھ اور (چھٹا حصہ ہے) اخیافی بھائی یا بہن کا اور (چھٹا حصہ ہے جدہ صحیحہ کا ایک ہوں یا زیادہ اور جو بچے ذوی الفروض سے تو عصبات کا حق ہے اور وہ چار قسم ہیں میت کی فرع (جیسے بیٹا پوتا وغیرہ) پھر میت کی اصل (جیسے باپ دادا وغیرہ) پھر باپ کی فرع (جیسے چچا یا چچا کی اولاد) پھر میت کے دادا کی فرع (جیسے باپ کا چچا یا اس کی اولاد) اگر عصبات نہ ہوں تو رد کیا جائے۔ ذوی الفروض پر اس کے بعد (ملتی ہے میراث) ذوی الارحام کو اور سب کے اخیر میں مسلمانوں کے بیت المال کو اور اگر بیت المال نہ ہو تو مساکین کو۔

الدرس السابع عشر فی علم التصوف

هو تجريد القلب لله تعالىٰ واحتقار ماسواه راقب الله تعالىٰ فى جميع حالاتک واعتقد انک مقصر فيما اتيت به وانک لست بخير من احد وسلم الامر لله تعالىٰ وقضائه واعتقد انه لايكون الا ما يريد لا ماتريد ولا تراقب الناس الا بالضرورة الشرعية واستحضر فى نفسک ثلثة اصول الاول ان لانفع ولا ضرر الا منه تعالىٰ وما كتب واصل اليک لامحاله الثانى انک عبد مرقوق وانه مولاک وما تصرف فيک فلا صلاحک فلاتكرهه الثالث ان الدنيا زائلة وانت فيها مسافر فاحتمل مشقات السفر لعمارة دارک الاصلية بتكميل العقائد والاعمال والاخلاق مع الاخلاص والتوكل.

سبق نمبر ۱۷..... علم تصوف کے بیان میں

تصوف کی حقیقت ہے دل کو خالی کرنا اللہ تعالیٰ کے واسطے اور ماسوائے اللہ کو ناچیز سمجھنا حق تعالیٰ کا خیال رکھ کر اپنے تمام حالات میں اور عقیدہ رکھ کہ تو تقصیر کرنے والا ہے ہر اس عمل میں جو تو کرتا ہے اور یہ کہ تو کسی سے بھی اچھا نہیں ہے اور اپنے کام کو حق تعالیٰ پر اور اس کے حکم پر چھوڑ اور اعتقاد رکھ کہ نہیں ہوگا مگر جو کچھ کہ حق تعالیٰ چاہے نہ وہ جو تو چاہے اور لوگوں سے دھیان نہ لگا مگر شرعی ضرورت سے اور اپنے دل میں تین اصول کو ہر وقت مستحضر رکھ۔ اوّل یہ کہ نہیں ہوسکتا ہے فائدہ یا نقصان مگر حق تعالیٰ کی طرف سے اور جو کچھ حق تعالیٰ نے لکھ دیا ہے وہ تجھ کو بیشک پہنچنے والا ہے۔

دوسرے یہ ہے کہ تو مملوک غلام ہے اور وہ تیرا مولیٰ ہے اور وہ جو کچھ تجھ میں تصرف کرتا ہے تو تیری بھلائی کیلئے ہے۔ لہٰذا اس سے ناخوش نہ ہو تیسرے یہ کہ دنیا فانی ہے تو اس میں مسافر ہے۔ لہٰذا سفر کی مشقتوں کی تحمل کر اپنا اصلی گھر آباد کرنے کیلئے عقائد اور اعمال اور اخلاق کی تکمیل سے مع اخلاص اور توکل کے۔

الدرس الثامن عشر فی علم اسرار الاحکام

وبه ينطبق المنقول على المعقول والقول الجملي فيه ان الطهارة شرعت لزوال الثقل والكسل وانشراح الروح وان الصلوة شرعت لذكر الله ومناجاته والزكوٰة دفع لرذيلة البخل وكفاية لحاجة الفقراء والصوم لقهر النفس والحج لتعظيم شعائر الله والقصاص للزجر عن القتل والحدود والكفارات شرعت زواجر عن المعاصي والجهاد شرع لاعلاء كلمة الله وازالة الفتنة وان احكام المعاملات والمناكحات شرعت لاقامة العدل فيهم وبعض الاطعمة الذى نهى عنه امالنجاسة وقذارته اولكونه مورثا للاخلاق الردية والسبعية والايذاء

ونحوها من المعانى المضادة للمزاج الانسانى وحرم المسكر لا فساده العقل الذى خص به الانسان وحرم بعض اللباس والزينة والاوانى لما كان المقصود منه الفخروا راء ة الغنى اولكونه خلاف الفطرة الانسانية وحرم التصوير لما فيه من فتح باب عبادة الاصنام ونهى عن اقتناء بعض الحيوانات لما فيها من طبائع الشياطين من الخبث والايذاء الى غير ذلك من المصالح المرعية فى الاحكام.

سبق نمبر ۱۸..... علم اسرار احکام کے بیان میں

اسی علم سے منقولات معقولات کے ساتھ مطابق ہو جاتے ہیں۔ اجمالی بیان اس کا یہ ہے کہ طہارت مشروع ہوئی ہے سستی اور کسل دور ہونے اور انبساط روح کیلئے اور نماز مشروع ہوئی ہے۔ ذکر الٰہی اور حق تعالیٰ سے عرض معروض کرنے کیلئے اور زکوٰۃ بخل کا عیب دور ہونے کیلئے اور محتاجوں کی حاجت پوری ہونے کیلئے اور روزہ نفس کو مغلوب کرنے کیلئے اور حج شعائر اللہ کی تعظیم کیلئے۔ شعائر یاد دلانے والی چیزیں (جیسے کعبہ عرفات، صفا، مروہ وغیرہ) اور خون کا بدلہ لینا قتل سے روکنے کے لئے اور سزائیں اور کفارے مشروع ہوئے ہیں جرائم سے روکنے کیلئے اور جہاد مشروع ہوا ہے۔

اعلاء کلمۃ اللہ اور شرک کے انسداد کیلئے اور معاملات کے اور ازدواج کے احکام مشروع ہوئے لوگوں میں عدل انصاف قائم کرنے کیلئے اور بعض کھانے کی چیزیں جو منع کی گئیں تو ناپاک ہونے اور گھن کی چیز ہونے کی وجہ سے (جیسے پیشاب پائخانہ کہ نجس ہیں اور جیسے کیڑے مکوڑے کہ گھنونی چیز ہیں) یا اس وجہ سے کہ بری عادت (یعنی تقریب الی الفہم ہو جاتی ہے نہ یہ کہ انہیں مصلحتوں کی وجہ سے احکام شرعیہ مقرر ہوئے ہیں۔ جیسا اہل فطرت سمجھتے ہیں حق یہ ہے کہ علت ہر حکم کی امر باری تعالیٰ ہے ہاں حکمت اس کے تابع ہے) اور درندہ پن اور ایذا رسانی وغیرہ۔ باتیں (جیسے درندوں کا

گوشت) پیدا کرنے والی ہیں جو انسانیت کے خلاف ہیں اور نشہ حرام ہوا اس وجہ سے کہ وہ عقل جیسی چیز کو خراب کرتا ہے جس کی وجہ سے انسان کو (تمام مخلوقات پر) خصوصیت حاصل ہے اور بعض لباس اور زینت کی چیزیں۔

(جیسے مرد کو ریشم پہننا کہ تفاخر کے سوا اس کا حاصل کچھ نہیں کیونکہ مرد کو لباس سے غرض آسائش اور ستر کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے اور ریشم میں دونوں نہیں) اور بعض برتن منع ہوئے اس وجہ سے کہ ان کی وضع فخر اور تونگری ہی دکھانے کیلئے ہے یا اس وجہ سے کہ وہ فطرت انسانی کے خلاف ہیں اور تصویر حرام ہوئی۔ اس وجہ سے کہ اس سے بت پرستی کا سلسلہ چلتا ہے اور بعض جانوروں کے پالنے سے منع کیا گیا۔ اس وجہ سے کہ ان جانوروں میں شیطانی عادتیں ہیں۔ نجاست اور ایذا رسانی وغیرہ وغیرہ اور بہت سی مصلحتیں جو احکام شرعیہ کے اندر رکھی ہوئی ہیں۔

الدرس التاسع عشر فی اصول التعبیر

الرؤیا ثلث بشری من الله تعالیٰ وحدیث النفس وتخویف من الشیطان اما البشری فلها تعبیر والعمدة فیه معرفة الخیال ای شیء مظنة لای معنی فقد ینتقل الذهن من المسمی الی الاسم ومن الملا بس الی مایلابسه ومن الوصف الی جوهر مناسب له واما سائر الانواع فلا تعبیر لها والرؤیا جزء من النبوة وینبغی کون المعبر ماهرا بالقران حافظا للحدیث عارفا باللغة والاشتقاق مما رسالا حوال الناس وعاداتهم عفیفا تقیامرضی الاخلاق صادق اللهجة واصدقها زمانا وقت السحر والقائلة وزمان الربیع ویختلف التعبیر لرؤیا واحدة باختلاف الاشخاص والاوقات والاحوال وینبغی ان لایحدث بالرؤیا الاللحبیب واللبیب

سبق نمبر۱۹.....تعبیر کے قواعد کے بیان میں

خواب تین قسم کے ہیں بشارت خدا تعالیٰ کی طرف سے اور خیالات دماغی اور شیطان کا خوف دلانا قسم اول کی تو تعبیر ہوتی ہے اور اس میں بڑی چیز خیال کا پہچاننا ہے کہ کس معنی کیلئے کون سا خیال ہوسکتا ہے تو کبھی ذہن مسمی سے اسم کی طرف انتقال کرتا ہے اور کسی تعلق سے ذی تعلق کی طرف اور کسی غرض سے کسی ایسے جوہر کی طرف جو اس کے مناسب ہوتا ہے رہیں باقی دو قسمیں (خیالات دماغی اور تخویف شیطان تو ان کی کچھ تعبیر نہیں ہوتی اور خواب (بالمعنے الاول) نبوت کا ایک جزو ہے اور چاہئے کہ تعبیر دینے والا قرآن شریف کا خوب ماہر ہو اور حدیث اس کو خوب یاد ہو اور الفاظ کے معانی اور اشتقاق جانتا ہو (زباندان ہو) لوگوں کے حالات سے اور ان کی عادات سے واقف ہو پارسا متقی خوش اخلاق راست گفتار ہو اور خواب زیادہ سچا وقت کے لحاظ سے سحر کا ہوتا ہے اور دوپہر کا اور فصل بہار (ربیع) کا اور ایک ہی خواب کی تعبیر باعتبار تعدد دیکھنے والوں کے نیز اوقات کے بدلنے اور حالات کے تبدیلی سے مختلف ہوجاتی ہے اور چاہئے کہ خواب کسی سے بیان نہ کرے سوائے اپنے دلی دوست یا پورے عقلمند سے۔

اَلدرس العشرون فی الرقی والعزائم

احسنها ماورد فی القرآن والحدیث ثم مانقل عن خیار الامة موافقا للاصول الشرعیة ولایجوز فیها رعایة الثابت والمنقلب وساعات الکواکب من احکام النجوم ولا یجوز مالا یفهم معناه الا باذن صریح من الشارع وحق علی صاحب العزیمة التطهر من الادناس والانجاس وان یکون غذاء ه ولباسه حلالا ویکون معتزلا عن المعاصی کلها وان لایضجر ان تاخر التاثیر بل یقوی همته ویقینه فهوراس التاثیر کیف لا وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم حاکیا

عن ربه تعالىٰ انا عند ظن عبدی بی ولا يضر احد اولا يتصرف تصرفا لم ياذن به الله تعالىٰ وننقل شيئا يسيرا ممايس الحاجة اليه من الرقى للغنى يامغنى كل يوم مائة مرة والف مرة للتالم فی ای عضو كان خذلو حاطاهرا وضع عليه رملا طاهرا واكتب بمسمار ابجد هوز حطى وشدد بالمسمار على الالف واقرأ الفاتحة مرة وصاحب الالم واضح اصبعه على موضع الالم فلاتصل الى اخرالحروف الا وقد شفاه الله تعالى لحفظ الاطفال اكتب هذه العوذة وعلقها فی عنق الطفل بسم الله الرحمن الرحيم اعوذ بكلمات الله التامة من شركل شيطان وهامة وعين لامة لخوف الحاكم يقول كهيعص حمعسق وليقبض كل اصبح من اليد اليمنى عندكل حرف من اللفظ الاول ومن اليسرى عند كل حرف من الثانی ثم ليفتحهما جميعا في وجه من يخاف منه للحصبة حذخيطا ازرق واقرأ سورة الرحمن وكلما مررت على قوله تعالىٰ فبای الاء ربكما تكذبان فاعقد عقدة وانفث فيها وعلق الخيط فی عنق الصبی لخبط الشيطان يوذن فی اذنه سبع مرات ويقرأ الفاتحة والمعوذات وآية الكرسی والطارق واخر سورة الحشرو سورة الصافات الى لاذب وايضا يقرأ فی اذنه افحسبتم الى اخر سورة المومنون ولا لمام الشيطان بالبيت ورميهم بالحجارة يقرأ هذه الآية انهم يكيدون كيدا الى رويد اعلى اربعة مسامير على كل واحد خمسا وعشرين مرة تم يدفنها فی اربعة اطراف البيت وللعقيمة تكتب هذه الآية فی رق الغزال بالزعفران وماء الورد ثم يعلق فی عنقها ولوان قرانا سيرت به الجبال الى جميعا وايضا يقرأ

علی اربعین قرنفلا علی کل واحد سبع مرات او کظلمات الی نور تاکل کل یوم واحد اوتبتدی من وقت فراغتها من غسل المحیض ویواقعها زوجها فی تلک الایام لاملاص الجنین باخذ خیطا معصفرا علی مقدار طولها ویعقد علیه تسع عقد ینفث فی کل منها واصبر ما صبرک الا بالله الی محسنون ولیسرا لولادۃ یکتب فی رقعة والقت مافیها وتخلت اهیا اشراهیا ویلف ویعلق فی الفخذ الیسری فانها تلد سریعا باذن الله تعالیٰ.

سبق نمبر ۲۰.... جھاڑ پھونک اور عملیات کے بیان میں

ان میں سب سے بہتر وہ ہیں جو قرآن وحدیث میں آئے ہوں پھر وہ جو صلحاء امت سے منقول ہوں اور قواعد شرعیہ کے موافق ہوں اور ان میں ثوابت اور سیاروں کے چال کی قید اور ستاروں کی ساعتوں کی قید وغیرہ علم نجوم کے احکام لگانا جائز نہیں اور وہ عمل جائز نہیں جس کے معنی نہ معلوم ہوں تاوقتیکہ شارع علیہ السلام سے اس کی تصریح نہ منقول ہو اور عامل کیلئے ضروری ہے۔ طہارت میل کچیل سے اور نجاستوں سے اور یہ کہ اس کی خوراک اور لباس حلال سے ہو اور تمام گناہوں سے بچتا ہو اور یہ کہ عمل کی تاثیر میں دیر ہونے سے تنگدل نہ ہو بلکہ اس کی ہمت اور یقین اور پختہ ہوتا جائے۔ کیونکہ تاثیر ہونے کی اصل یہی ہے اور کیوں نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث قدسی میں) حق تعالیٰ کی طرف سے فرماتے ہیں میں اپنے بندہ کے گمان کے قریب ہوں (یعنی جیسا وہ خیال باندھ لے کر دیتا ہوں) اور (ضرور ہے) کہ عامل کسی کو نقصان نہ پہنچائے اور کوئی فعل (عمل کے ذریعہ سے) ایسا نہ کرے جس کی حق تعالیٰ نے اجازت نہیں دی اب ہم چند عمل وہ بیان کرتے ہیں جن کی ضرورت پڑتی ہے تو انگری (دفع محتاجی) کیلئے یامغنی گیارہ سو مرتبہ روزانہ ورد کیلئے خواہ کسی جگہ ہو ایک

پاک تختی لے اور اس پر پاک ریتا بچھاوے اور ایک کیل سے **ابجد ہوز حطی** (یہی تین کلمے) لکھے پھر کیل کو الف پر دباوے اور ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھے اور مریض اپنی انگلی درد کی جگہ پر رکھے رہے (اسی طرح ہر حرف پر کیل دبا کر فاتحہ پڑھتا جائے) اخیر حرف تک پہنچنے کی نوبت نہ آئے گی کہ اس کو بفضلہٖ تعالیٰ آرام ہو جائے گا۔

تعویذ برائے حفاظت اطفال یہ تعویذ لکھ کر بچہ کے گلے میں ڈال دو **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ساتھ نام اللہ کے جو بخشنے والا مہربان ہے۔ اعوذ الخ یعنی پناہ مانگتا ہوں حق تعالیٰ کے پکے کلمات کی ہر شیطان کی برائی اور موذی جانور کی برائی سے اور نظر بد کی برائی سے (عمل) حاکم کے خوف کے وقت پڑھے۔ **کھیعص حمعسق** اور بند کرتا جائے داہنے ہاتھ کی ایک ایک انگلی لفظ اول (**کھیعص**) کے ایک ایک حرف پر اور بائیں ہاتھ کی ایک ایک انگلی بند کرے دوسرے لفظ (**حمعسق**) کے ایک ایک حرف پر پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دم اس کے سامنے کھول دے جس کا خوف ہے (گنڈا) چیچک کیلئے ایک نیلا ڈورا لو اور سورۃ رحمٰن پڑھو اور جب آیت **فبای الآء ربکما تکذبان** پر پہنچو تو گرہ لگا دو اور اس گرہ میں دم کردو اور یہ گنڈا بچہ کے گلے میں ڈال دو۔ جب کسی کو شیطان مخبوط بنادے تو اس کے کان میں سات دفعہ اذان کہے اور الحمد پڑھے اور **قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعوذ برب الناس** اور آیت الکرسی اور سورۃ طارق اور آخر سورۃ حشر کی آیتیں **ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو** الخ (پارہ ۲۸) اور سورۃ صافات کے شروع تک آیتیں لازب تک پڑھے۔ (پارہ ۲۳) نیز اس کے کان میں آیت **افحسبتم** آخر سورۃ مومنون تک پڑھے (پارہ ۱۸) اور گھر میں آسیب ہونے اور اس کے پتھر مارنے کیلئے یہ آیت چار کیلوں پر پڑھے۔

انھم یکیدون کیدا واکید کیدا **رویدا** تک ہر کیل پر پچیس بار اور ان کیلوں کو گھر کے چاروں کونوں میں گاڑ دے عمل بانجھ عورت کیلئے یہ آیت ہرن کی جھلی پر زعفران اور

گلاب سے لکھےاور عورت کے گلے میں ڈال دے۔ولوان قرآنا سیرت (سورۃ رعد پارہ ۱۳)
به الجبال جميعا تک نیز چالیس لونگوں پر ہر ایک پر سات سات بار
او كظلمات (سورہ نور پارہ ۱۸) فی بحر لجی الی قولہ تعالیٰ نور پڑھے پھر عورت ایک
لونگ روزانہ کھائے اس کو حیض سے پاک ہو کر غسل کر کے شروع کرے اور لونگیں کھانے
کے زمانہ میں خاوند کے پاس جاتی رہے۔حمل اسقاط سے حفاظت کے لئے ایک ڈورا کسم
سے رنگا ہوا لے عورت کے قد کے برابر اور اس میں نو گرہ دے کر ہر گرہ میں آیت واصبر
وما صبرک الا بالله الى قوله تعالیٰ محسنون (سورہ نحل اخیر پارہ ۱۴) پڑھ کر دم
کرے اور وضع حمل کی آسانی کیلئے ایک کاغذ پر یہ لکھے۔والقت مافيها وتخلت اهيا
اشر اهیا بائیں ران میں باندھ دے۔باذن اللہ تعالیٰ بہت جلد وضع حمل ہوگا۔

الدرس الحادی والعشرون فی النحو

الاسماء المرفوعة الفاعل ومفعول مالم يسم فاعله والمبتدأ والخبرو خبران واخواتها واسم كان واخواتها واسم ماولا المشبهتين بليس وخبرلا التي لنفى الجنس الاسماء المنصوبة المفعول المطلق وبه وفيه وله ومعه والحال والتمييز والمستثنى واسم ان واخواتها وخبركان واخواتها والمنصوب بلا التي لنفى الجنس وخبر ماولا المشبهتين بليس الا سماء المجرورة هى المضاف اليه ومدخول حروف الجر التوابع النعت والعطف بالحرف وعطف البيان والتاكيدو المبدل والاسم المبنى الضمائر واسم الاشارة والموصول واسماء الافعال والاصوات والكنايات وبعض المركبات والظروف الماضي مبنى على الفتح وال مر على الجزم والمضارع يرفع وينصب ويجزم باختلاف العوامل الحروف الحجارة للاسم الباء

والتاء والكاف واللام وواوالقسم ومذومنذ وخلاورب وحاشا ومن وعدا وفي وعن وعلى وحتى والى الحروف الناصبة للاسم والرافعة في الخبر ان وان وكان ، لكن وليت ولعل الرافعة للاسم والناصبة للخبر ماولا المشبهتان بليس الحروف الناصبة للمضارع ان ولن وكي واذن والجازمة للفعل المضارع لم ولما ولام الامر ولا النهي وان الشرطية الاسماء الجازمة للمضارع من وماومتى ومهماواى واينما وانى وحيثما واذ ما الافعال الرافعة للاسم والناصبة للخبر كان وصار واصبح وامسى واضحى وظل وبات ومادام ومازال ومابرح وما انفك ومافتى وليس الرفع يكون بالضم والواو والا لف وتقدير الضم وتقدير الواوو النصب يكون بالفتح والكسرة والالف والياء المفتوح ماقبلها والياء المكسور ماقبلها وتقدير الفتح والجر يكون بالكسرة والفتحة والياء مفتوحا ما قبلها ومكسور وتقدير الكسرة.

سبق نمبر۲۱....نحو کے بیان میں

اسماء مرفوعہ یہ ہیں فاعل، مفعول مالم یسم فاعلہ، مبتدا اور خبران اور دیگر حروف مشبہ بالفعل کی خبر اور کان اور دیگر افعال ناقصہ کے اسم اور ما اور لا مشبہتین بلیس کی خبر اور لائے نفی جنس کی خبر اسماء منصوبہ یہ ہیں۔ مفعول مطلق، مفعول بہ مفعول فیہ، مفعول لہٗ مفعول معہ حال تمیز مستثنیٰ اور ان اور دیگر حروف مشبہ بالفعل کے اسم اور کان اور دیگر افعال ناقصہ کی خبر اور لائے نفی جنس کا اسم اور ما ولا مشبہتین بلیس کی خبر مجرورات مضاف الیہ اور وہ اسم جس پر حرف جر داخل ہو توابع یہ ہیں صفت اور عطف بحرف اور عطف بیان اور تاکید اور بدل اسماء مبنیہ ضمیرین اسماء اشارہ اسماء موصولہ اسماء افعال اسماء اصوات کنایات اور بعضے مرکبات اور اسماء ظروف ماضی زبر پر مبنی ہوتا ہے اور امر جزم

پر اور مضارع مرفوع اور منصوب اور مجزوم سب ہوتا ہے (یعنی معرب ہے)۔

جیسا عامل ہو حروف جر یہ ہیں با وتا و کاف ولام وواؤ منذ۔ مذ۔ خلا۔ رب حاشا من عدا۔ فی۔ عن۔ علی۔ حتی۔ الی وہ حرف جو نصب دیتے ہیں اسم کو اور رفع دیتے ہیں خبر کو یہ ہیں۔ ان۔ ان کان۔ لکن۔ لیت۔ لعل اور وہ حروف جو اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں ما ولا مشبہ بلیس ہیں۔ حروف مضارع کو نصب دینے والے یہ ہیں۔ ان۔ لن۔ کی۔ اذن اور حروف جزم دینے والے فعل مضارع کو یہ ہیں۔ لم۔ لما۔ لام امر۔ لائے نہی۔ ان شرطیہ اور اسم جزم دینے والے فعل مضارع کو یہ ہیں۔ من۔ متی مہما۔ ای۔ اینما۔ انی۔ حیثما۔ اذ ما فعل رفع دینے والے اسم کو اور نصب دینے والے خبر کو یہ ہیں۔ کان۔ صار۔ اصبح۔ امسی۔ اضحی۔ ظل بات۔ مادام۔ مازال مابرح ماانفک مافتی۔ لیس۔ رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور واؤ کے ساتھ اور الف کے ساتھ اور ضمہ تقدیری اور واؤ تقدیری کے ساتھ اور نصب ہوتا ہے فتحہ کے ساتھ اور کسرہ کے ساتھ الف کے ساتھ اور ی ماقبل مفتوح کے ساتھ اور یا ماقبل مکسور کے ساتھ اور فتحہ تقدیری کے اور جر ہوتا ہے کسرہ کے ساتھ اور فتحہ کے ساتھ اور ی ماقبل مفتوح کے اور ماقبل مکسور کے ساتھ اور کسرہ تقدیری کے ساتھ۔

الدرس الثانی والعشرون فی الصرف

الصیغة اما للغائب اوالمخطاب اوالمتکلم والا ولان اما للواحد اوالمثنی والجمع وکل منها اما للمذکر اوالمؤنث والمتکلم صیغتان احدهما للواحد المذکر والمؤنث وثانیهما للمثنیٰ والجمع المذکر والمؤنث فهذه اربعة عشر والفعل ماض ومضارع یوخذ منه وامرونهی والاسم فاعل ومفعول وظرف والة وتفضیل الابواب ثلثة واربعون نصر ینصر ضرب یضرب سمع یسمع فتح یفتح کرم یکرم

حسب یحسب فضل یفضل کادیکاد اکرم یکرم صرف یصرف تقبل یتقبل قاتل یقاتل تقابل یتقابل اجتنب یجتنب استنصر یستنصر انفطر ینفطر احمر یحمر ادھام یدھام اخشوشن یخشوشن اجلوذیجلوذ اثاقل یثاقل اطھر یطھر تسربل یتسربل ابرنشق یبرنشق اقشعر یقشعر جلبب یجلبب قلنس یقلنس جورب یجورب سرول یسرول خیعل یخیعل شریف یشریف قلسی یقلسی تجلبب یتجلبب تقلنس یتقلنس تمسکن یتمسکن تعفرت یتعفرت تجورب یتجورب تسرول یتسرول تخیعل یتخیعل تقلسی یتقلسی اقعنس یقعنس اسلنقی یسلنقی الاسم ثلاثی ورباعی وخماسی ومزیدہ سداسی وسباعی والفعل ثلاثی ورباعی ومزیدہ خماسی وسداسی والحروف الاصلیۃ مایقابل الفاء والعین واللام والباقی ھوالزائد السالم من حروف العلۃ صحیح والافمثال واجوف وناقص ولحرفین نصیف

سبق نمبر۲۲....صرف کے بیان میں

صیغہ غائب کا ہوتا ہے اور حاضر کا اور متکلم کا اور اولین یعنی غائب اور حاضر واحد کا ہوتا ہے یا تثنیہ کا یا جمع کا اور ان میں سے ہر ایک یا مذکر کا ہوگا یا مونث کا اور متکلم کے دو صیغے ہیں ایک واحد مذکر اور مونث کیلئے اور دوسرا تثنیہ اور جمع مذکر اور مونث کیلئے تو یہ سب صیغے چودہ ہوئے فعل ماضی ہے اور مضارع اسی سے (ماضی سے) بنایا جاتا ہے اورامر ہے اور نہی ہے اور اسم (جو فعل سے بنایا جاتا ہے اسم فاعل ہے اور اسم مفعول اور اسم ظرف اور آلہ اور اسم تفضیل ابواب صرف تینتالیس ہیں (نصرینصر ضرب یضرب سمع یسمع فتح یفتح کرم یکرم حسب یحسب فضل یفضل کا دیکاد اکرم یکرم صرف یصرف تقبل یتقبل قاتل یقاتل تقابل

يتقابل اجتنب يجتنب استنصر يستنصر الفطر ينفطر احمر يحمر ادهام يدهام اخشوشن يخشوشن اجلوز يجلوز اثاقل' يثاقل اطهر يطهر تسربل يتسربل ابرنشق يبرنشق اقشعر يقشعر جلبب يجلبب قلنس يقلنس جورب يجورب سرول يسرول خيعل يخيعل شريف يشريف قلسي يقلسي تجليب يتجلبب تقلنس يتقلنس تمسكن يتمسكن تعفرت يتعفرت تجورب يتجورب تسرول يتسرول تخيعل يتخيعل تقلسي يتقلسي اقعنس يقعنس اسلنقي يسلنقي

اسم ثلاثی ہوتا ہے اور رباعی اور خماسی اور اس کا مزید سداسی (چھ حرفی) اور سباعی (ہفت حرفی) ہوتا ہے اور فعل ثلاثی اور رباعی ہوتا ہے اور اس کا مزید خماسی (پنج حرفی) اور سداسی (چھ حرفی) ہوتا ہے۔ حرف اصلی اس کو کہتے ہیں جو ف عین لام کے مقابل ہو اور ان کے سوا سب زائد ہیں جس فعل میں حرف علت نہ ہو اس کا نام صحیح ہے ورنہ (یعنی اگر حرف علت اس میں ہو) تو مثال کہتے ہیں (جبکہ ف کلمہ میں ہو) تو اجوف کہتے ہیں (جبکہ عین کلمہ میں ہو) اور ناقص کہتے ہیں جبکہ لام کلمہ میں ہو) اور جس فعل میں دو حرف علت ہوں اس کا نام لفیف ہے۔

الدرس الثالث والعشرون فی الخط

التاء التی تکون هاء فی الوقف تکتب بصورة الهاء والافبالتاء همزة الوصل تکتب ولا تقرأ ولا تکتب فی ابن بین علمین ویزاد الالف بعد واوفعل جمع کضر بواویزاد الواوفی عمر و مرفوعا ومجرورا ویحذف الا لف من الرحمن معرفا باللام ولایقاس خط المصحف ویکره الخط الدقیق الالضیق الرق اوالرحلة ومما یلحق بهذا الباب معرفة مصطلحات العلماء فی الکتابة ویتکفل هذا

الجدول باکثره (رض' رضی الله عنه) (ر ح' رحمه الله تعالیٰ) (صلعم' صلی الله علیه وسلم) (ح' حینئذ) (الخ' الی آخره) (کک' کذلک) (اه' انتهی) (تع' تعالی) (مم' ممنوع) (لانم' لانسلم) (هف' هذا خلف) (عط عف' عطف) (الش' الشارح) (الظ' الظاهر) (ناثنا' حدثنا) (انا' انبانا اخبرنا) (ح' التحویل عند المحدثین) (ف' فائده) (بط' باطل) (له' بدله) (ه' هجریه) (ع' عیسویه) (ن ک' نسخة اخری) (جج' جمع الجمع) (المص' المصنف) (ص' اصل) (م' متن) (ش' شرح) (یق' یقال) (صح' صحیح) (ج' جمع) (س' سوال) (ج' جواب) (ع' موضع فی کتب اللغة) (عم' علیه السلام) (مکد' من کل واحد فی کتب الطب) (۱۲ عدد حد الحاشیه) (-علامة المتن) (٫'علامة الابتداء) ('علامة الانتها) (هندسه عددیه' علامة رجوع الضمیر) (۷۸' علامة التتمة) ('علامة الحاشیة) (الی غیر ذلک)

سبق نمبر۲۳.....رسم خط کے بیان میں

جو تاء حالت وقف ہ ہو جاتی ہے۔اس کو ہ کی صورت میں لکھنا چاہئے اور جو ایسی نہ ہو توت کی صورت میں ہمزہ وصل لکھا جاتا ہے اور پڑھا نہیں جاتا اور ہمزہ لفظ ابن پر جبکہ دو ناموں کے درمیان آئے نہ لکھنا چاہئے اور فعل کے جمع صیغہ کے بعد واو لکھا جاتا ہے۔ جیسے ضربوا اور لفظ عمرو میں حالت رفعی اور جری میں واو لکھا جاتا ہے اور لفظ رحمٰن میں الف نہیں لکھنا چاہئے جبکہ اس پر الف لام ہو اور قرآن شریف کے رسم خط میں قیاس کو دخل نہیں اور قرآن شریف کو باریک لکھنا مکروہ ہے۔الا آنکہ کاغذ کی کمی ہو یا قرآن شریف سفری ضرورت کیلئے ہو۔(رضؓ رضہ مخفف رضی اللہ عنہ)(رحؒ رحہ مخفف رحمہ اللہ تعالیٰ)(صلعم صلی اللہ علیہ وسلم)(حؔ حینئذ)(الخ الی آخر)(کک

کذلک)(اھ انتہی)(تعہ تع تعالیٰ)(مم ممنوع)(لانم لانسلم)(ھف ہذا خلف)
(عط عف عد عطف)(الش الشارح)(الظ الظاہر)(نا ثنا حدثنا)(انا انبانا اخبرنا)
(ح محدثین کی اصطلاح میں سند کا ایک اور ٹکڑا بیان کرنے کیلئے)(ف فائدہ)(بط
باطل)(لہ لہٗ بدلہ)(ھ سنہ ہجری)(ع عیسوی)(ن نسخہ دوسرا)(جج جمع الجمع)
(المص المصنف)(ص اصل)(م متن)(ش شرح)(یق یقال)(صح صحیح)
(ج جمع)(س سوال)(ج جواب)(ع کتب لغت میں مخفف ہے موضع کا)(ع
عم علیہ السلام)(مکذ من کل واحد بمعنے ہر ایک میں سے طبی کتابوں میں آتا ہے)
(۱۲ حاشیہ ختم ہونے کی علامت (یہ عدد لفظ حد کے ہیں) متن کی علامت مضمون
شروع ہونے کی علامت (یہ مخفف ہے ابتدا کا) + مضمون ختم ہونے کی علامت۔ کوئی
ہندسہ نیچے لکھ دینا ضمیر کے راجع ہونے کی علامت اور ضمیر اور مرجع کے نیچے لکھ دیتے
ہیں۔ اس کی علامت ہے کہ یہ مضمون اسی جگہ کا ہے جہاں یہ لکھا ہوا ہے غالباً یہ عدد ہیں
لفظ بہ کے یعنی ملحق بہ (حاشیہ کی علامت اس کے علاوہ بھی ۱۲۔

الدرس الرابع والعشرون فی رسم الانشاء والمکاتبة

وامارسم المکاتبة فاعلم ان المکاتیب ثلثة اجزاء مبادی من الالقاب والسلام ومقاصد مما کتب الکتاب لا جله ومقاطع من الختم علی الدعاء اوالشوق ونحو ذلک فلیراع فی کل من الثلثة رتبة الکاتب والمکتوب الیه واعلم ان الکلام اربعة سوالک الشیء وسوالک عن الشیء وامرک بالشیٔ وخبرک عن الشیء فهذه دعائم المقالات فاذا طلبت فاسحج واذا سالت فاوضح واذا امرت فاحکم واذا اخبرت فحقق ویجب التحرز من الغیبة والنمیمة وکل کلمة قبیحة ویکتب علی لسان الذکور الی الذکور کبارا کانوا

او صغارا فاذا تعذرت فاكتبت وتجنت عن وصفهن بالحسن والسخاء وغير ذلک مما يستقبح فی عرف اهل عصرک واياک ان تتغافل عن رد جواب احذفيفرق امرک ولا ينتظم شملک ويشوش قلب صديقک الا ان يكون فی رد الجواب فتنة فالسكوت هوالمتعين ولنذكر نبذاً من العنوان الذی يخاطب به المكتوب اليه للمشائخ حجة الله البالغة علی عباده ورحمة الله السابغة فی بلاده ونحوه للملوک سيف الله القاطع وشهابه اللامع ونحوه للوزراء الوزيرالمعظم والمشير الافخم للقضاة شيخ الاسلام ملک العلماء الاعلام للمفتی وجيه الاسلام وعلامة الانام للعلماء قدوة العلماء وخلاصة النبلاء للمحدث قدوة المحدثين عمدة المدققين الی الاخوة الصغار الاخ الرضی الشفيق والمحب الوجيه الشفيق الی الاولا دروح جدی قطعة كبدی.

سبق نمبر۲۴...انشاء (مضمون نویسی اور خط نویسی کے قواعد کے بیان میں)

خط نویسی کے قواعد یوں سمجھو کہ خط کے تین حصے ہوتے ہیں ایک شروع اور وہ القاب اور سلام ہے اور ایک خط کا مضمون (اصل غرض جس کی ضرورت سے خط لکھا گیا اور مقطع یعنی خاتمہ دعا و شوق وغیرہ چاہئے کہ تینوں حصوں میں کاتب اور مکتوب الیہ کے درجہ کی رعایت رہے اور (مضمون نویسی کے قواعد یہ سمجھ لو کہ مضمون چار قسم کا ہوتا ہے ایک کوئی چیز دوسرے سے مانگنا اور ایک کسی چیز کا حال پوچھنا اور ایک مخاطب کو کوئی حکم کرنا اور ایک مخاطب کو خبر دینا تمام مضمونوں کے اصلی اجزا یہی ہیں تو جب تم کسی چیز کی درخواست کرو تو نرم الفاظ سے کرو اور جب کوئی بات پوچھو تو وضاحت کے ساتھ (صاف صاف) پوچھو (تا کہ مخاطب صحیح جواب دے سکے اور جب کسی کو حکم کرو تو صیغہ امر سے کرو اور جب کوئی خبر دو تو تحقیق کرکے دو (سنی سنائی بات نہ کہو) اور ضروری ہے

بچنا غیبت سے اور چغلی سے اور ہر بُرے لفظ سے اور خط مردوں کی طرف سے لکھا جاوے اور مردوں ہی کے نام لکھا جائے بڑے ہوں یا چھوٹے (یعنی بڑے مرد موجود ہوں تو بڑے کیجانب سے بڑے کی طرف اور بڑے نہ ہوں تو چھوٹے مرد بچہ کی طرف سے چھوٹے مرد بچہ کی طرف لکھا جائے اور جب ایسا ممکن نہ ہو (بلکہ عورت کے نام لکھنا پڑے) تو لکھو مگر احتیاط رکھو کہ ان کے متعلق کوئی لفظ حسن وسخاوت وغیرہ کا جو عرف میں نازیبا سمجھا جاتا ہو نہ آئے اور خیال رکھو کہ کسی کے خط کا جواب دینے میں غفلت نہ کرو کہ اس سے تمہارے کام کا جماؤ نہ رہے گا اور تمہارا ڈھنگ بگڑ جائے گا اور تمہارے دوست (کاتب) کا دل پریشان ہوگا۔

الا آنکہ جواب دینے میں فتنہ ہو کہ اس حالت میں خاموشی ہی چاہئے اب ہم چند وہ الفاظ لکھتے ہیں جو مکتوب الیہ کیلئے (علی قدر مراتب) استعمال کئے جائیں بزرگان دین کیلئے حجۃ اللہ الخ یعنی حق تعالیٰ کی واضح دلیل بندوں پر اور حق تعالیٰ کی بڑی رحمت ان بلاد میں وغیرہ اور بادشاہوں کیلئے سیف اللہ الخ یعنی تیغ خداوندی قاطع اور شعلہ قہاری ساطع وغیرہ اور وزیروں کیلئے وزیر عالیشان اور مشیر بلند مکان اور قاضیوں کیلئے شیخ الاسلام سرتاج علماء کرام اور مفتی کیلئے فخر اسلام علامہ انام اور علماء کیلئے نزہۃ العلماء وزبدۃ اور محدث کیلئے امام المحدثین وختام المحققین اور چھوٹے بھائیوں کیلئے برادر عزیز از جان وقالب ویک جان ورفیق ذیشان محبّ اخوان اور اولاد کیلئے جان پدر لخت جگر۔

الدرس الخامس والعشرون فی المعانی

احوال الکلام التی تناسب المقام التقدیم والتاخیر والذکر والحذف والتعریف والتنکیر والقصر والوصل والفصل والایجاوز والاطناب والمساواۃ وغیر ذلک

سبق نمبر ۲۵.... علم معانی کے بیان میں

کلام کے وہ تغیرات جو مناسب مقام سے ہونے چاہئیں یہ ہیں کسی لفظ کو یا جملہ کو مقدم کرنا یا مؤخر کرنا اور ذکر کرنا اور حذف کر دینا اور کسی لفظ کو معرفہ لانا یا نکرہ لانا اور کلمہ حصر کے ساتھ لانا اور بعض کو بعض سے ملا دینا یا الگ کر دینا اور مختصر کلام کرنا یا طول دیدینا اور اوسط درجہ پر رکھنا وغیرہ۔

الدرس السادس والعشرون فی البیان

طرق ایراد المعنی الواحد بالتراکیب المختلفة وضوحا وخفاء حقیقة ومجازو کنایة وتشبیه واستعارة

سبق نمبر ۲۶.... علم بیان کے بیان میں

ایک مطلب کو چند ترکیبوں سے جو کہ واضح اور خفی ہونے میں مختلف ہوں ادا کرنے کے طریقے یہ ہیں حقیقت اور مجاز اور کنایہ اور تشبیہ اور استعارہ۔

الدرس السابع والعشرون فی البدیع

مایتزین به الکلام الجمع بین الضدین واللف والنشر والمبالغة والتجنیس والسجع والقلب وغیر ذلک

سبق نمبر ۲۷.... علم بدیع کے بیان میں

(علم بدیع) وہ ہے جس سے کلام میں زیبائش پیدا ہو (وہ طریقے یہ ہیں) ضدین کو جمع کرنا اور چند چیزوں کو ترتیب وار بیان کرنا اور مبالغہ اور صورۃ یکساں اور معنے مختلف الفاظ لانا اور مقفا عبارت لانا اور صنعت قلب کلام میں ہونا (یعنی لوٹنے سے بھی عبارت وہی رہے)

الدرس الثامن والعشرون فی التشریح

الجمجمة سبعة اعظم اللحیان الاعلی اربعة عشر عظما

والاسفل عظمان وفيهما النان وثلثون سنا اليد كتف وعضد وساعد ورسغ وكف وخمسة اصابع العنق سبقة اعظم الترقوة عظم ان الصدر سبعة اعظم الظهر سبع عشرة فقرة واربع وعشرون ضلعا العجز ثلث فقرو عظما العانة الرجل فخذوساق وقدم

سبق نمبر ۲۸.... تشریح جسم کے بیان میں

کھوپڑی میں سات ہڈیاں ہیں اوپر کے جبڑے میں چودہ ہڈیاں ہیں اور نیچے کے جبڑے میں دو ہڈی ہیں اور دونوں جبڑوں میں (یعنی نیچے اوپر) بتیس دانت ہیں ہاتھ میں مونڈھا ہے اور بازو ہے اور کلائی ہے اور پونچا ہے اور ہتھیلی ہے اور پانچ انگلیاں ہیں گردن میں سات ہڈیاں ہیں۔ ہتھیلی میں دو ہڈی ہیں سینہ میں سات ہڈی ہیں کمر میں سترہ منکے ہیں اور چوبیس پسلیاں سرین میں تین مہرے ہیں اور دو ہڈی جن کا نام عظمین عانہ ہے پیر میں ران ہے اور پنڈلی ہے اور پنجہ ہے۔

الدرس التاسع والعشرون فى الطب

الامور الطبعية الاركان والا مزجة والاخلاط والاعضاء والقوى والافعال الصادرة عنها والا رواح والاسنان والا لوان والسمنة والفرق من الذكر والانثى الصحة حالة يجرى معها الافعال على الجرى الطبعي والمرض حالة خارجة عنه الاسباب الضرورية المغيرة للاحوال والحافظة لهاستة الهواء والماكول والمشروب والنوم واليقظة والحركة والسكون والاحتباس والاستفراغ والا عراض النفسانية من الغضب والفرح واللذة والخوف والحزن الاسباب الممرضة ثلثة اقسام بادية وسابقة وواصلة العلامات المزاجية منها الملمس ومنها اللحم والشحم ومنها احوال الشعرو

منها لون البدن العلامات الخلطية فثقل الراس والبلادة وحمرة اللون لغلبة الدم وبياض اللون ولين الملمس وكثرة الريق لغلبة البلغم وصفرة اللون ومرارة الفم ويبس المنخرين لغلبة الصفراء وقحل البدن وزيادة الفكرو سواد البدن لغلبة السوداء ومن اوضح علامات احوال داخل البدن النبض والبول يجب تعديل مقدار الغذاء والسكون بعده ووقت الماء العطش الرياضة محافظة للصحة دافعة للامراض ووقتها بعد انهضام الطعام متصلا خير النوم ما كان بعد انحدار الطعام عن المعدة يحترز فى الربيع عن كل ما يسخن ويرطب وفى الصيف عن كثرة الغذاء والرياضة وفى الخريف عن المجففات والجماع وبرد الغدوات والليالى وحر الظهيرة وفى الشتاء من الفصد والقى ويرخص فى الاسهال عند الضرورة تحترز الحبلى عن الاستفراغات الاعند الحاجة وعن الفزع والصوت الهائل وشم روائح الاطعمة بغتة والمرضعة عن كثرة الجماع ولزوم الدعة والطفل عن عروض الخوف والغضب الشديد والغم مزاج الصبى حار رطب فتدبيرة البرودة واليبوسة والشاب حاريابس فالبرودة والرطوبة والكهل بارديابس فالحرارة والرطوبة والشيخ مختلف فتدبيرا لبارد اليابس الحارالر طب والبارد الرطب الحار اليابس يجب فى العلاج مراعاة نوع المرض وسببه وقوة المريض وضعفه والمزاج الحادث والطبعى والسن والعادة والبلد والوقت الحاضر وحال كيفية الهواء الحنطة حارة رطبة فى الدرجة الاولى والشعير بارد رطب فى الاولى الحمص حاريا بس فى الاولى والعدس بارد فى

الاولی یا بس فی الثانیة الماش ب را الا دزج ای ۲ لحم الغنم ح ر التیس ب ی لحم العجل معتدل الحیوان البری ح ی المائی ب ر السمک الطری ب ر بیض الدجاج صفرته ح بیاضه ب اللبن کله ب ر السمن ح النعنع ح ی السلق ب ر الکزبرة ب ر البصل ح ی و کذا الثوم الاسقانا خ معتدل الشبت ح ی الشلجم ح ر الفجل ح ی القرء ب ر العنب ح ر التین ح ر الرمان الحلوح ر الحامض ب ی الکمثری والسفر جل ب ی التفاح ب ی البطیخ ح ر التوت حار والا بیض اعدل الخیار ان ب ر اللوزدح بالاعتدال الجوز ح ی الفستق ح ی الزبیب ح دهن الحل واللوزمعتدل الحروالیبس دهن الیاسمین ح ی الصندل معتدل البردالز عفران یا بس القرنفل حار البسباسة ح ر القاقلة ح ی الخل ب ی والعتیق ح المرض لایتعدی طبعا لاتستشفوا بالحرام

سبق نمبر ۲۹۔طب کے بیان میں

اُمورطبعیہ (جوطبیعت انسانی میں داخل ہیں) یہ ہیں ارکان (عناصر اربعہ) مزاج اخلاط (اعضاءقوتین۔افعال جوقوتوں سے پیدا ہوتے ہیں ارواح عمر کے زمانے رنگ جسم کی ظاہری حالت (دبلا یا موٹا ہونا) اورعورت مرد کا تفاوت صحت جسم کی وہ حالت ہے جس میں افعال انسانی اپنی اصلی حالت پر ہوں اور مرض وہ حالت ہے جو اس کے خلاف ہو اسباب ضروری جن سے جسمانی حالتوں میں تغیر ہوتا ہے۔(ان کوضروری اس واسطے کہتے ہیں کہ انسان ان سے کسی وقت علیحدہ نہیں ہوسکتا اور ان ہی کو مجرہ اس واسطے کہتے ہیں کہ ان کے اعتدال پر بقاء صحت ہے اور انسان کے خروج عن الاعتدال سے مرض ہوتا ہے۱۲)

اور جن سے جسمانی حالتوں کی حفاظت بھی ہوسکتی ہے چھ ہیں (ان ہی کوستہ

ضرور یہ کہتے ہیں ہوا' کھانا' پینا' سونا' جاگنا' حرکت سکون اور رکنا (یعنی کارآمد چیز کا جیسے غذا کا معدہ میں رکنا اور نکلنا (یعنی بیکار چیز کا جیسے آنتوں میں سے فضلہ کا نکلنا) اور روحانی تغیرات جیسے غصہ اور خوشی ولذت اور خوف اور غم مرض لانے والے اسباب تین طرح کے ہیں بادی (خارجی جیسے دھوپ کی تیزی) اور سابق (سبب کے سبب) اور واصل (سبب مرض) مزاج کی شناخت کی علامات میں سے ظاہری حالت ہے جو چھونے سے معلوم ہو (یعنی نرمی وسختی وگرمی وسردی وغیرہ) اور چربی اور گوشت ہے اور انہیں علامات میں سے بال کے حالات ہیں اور بدن کا رنگ بھی ہے۔ اخلاط کے علامات سر بھاری ہونا اور ثقل حواس اور رنگ میں سرخی خون کے غلبے سے ہوتی ہے اور رنگ کی سفیدی ہوتی ہے اور چھونے سے نرمی محسوس ہونا اور تھوک زیادہ آنا بلغم کی زیادتی سے اور رنگ کی زردی اور ذائقہ کی تلخی اور نتھنوں کی خشکی صفرا کی زیادتی سے اور بدن کا سوکھا ہوا ہونا اور خیالات کی زیادتی اور بدن کی سیاہی سودا کی زیادتی سے اور بدن کی اندرونی حالات کے عمدہ علامات میں سے نبض اور قارورہ ہے ضروری ہے غذا کی مقدار میں اعتدال رکھنا اور غذا کے بعد محنت نہ کرنا اور پانی پینے کا وقت پیاس ہے ریاضت (محنت) صحت کو قائم رکھنے والی اور امراض کو ٹالنے والی ہے اور ریاضت کا وقت کھانا ہضم ہونے کے متصل ہے نیند کا عمدہ وقت یہ ہے کہ کھانا معدہ سے اتر جانے کے بعد ہو۔ فصل ربیع میں ان چیزوں سے بچنا چاہئے جو گرم وتر ہیں اور گرمی میں غذا زیادہ کھانے سے اور محنت سے اور خریف میں خشک اشیاء سے اور جماع سے اور صبح شام کی سردی لگنے سے اور دوپہر کی گرمی سے اور جاڑوں میں فصد اور قے سے اور دست لینے کی اجازت ہے اگر (زیادہ) ضرورت ہو حاملہ عورت تنقیوں سے بچے مگر ضرورت (شدید) کے وقت اور صدمہ اور ہولناک آواز سے اور کھانوں کی خوشبو دفعۃً سونگھ لینے سے اور دودھ پلانے والی عورت کثرت جماع سے اور آرام طلبی سے اور بچہ

(بچایا جائے) زیادہ خوف اور غصہ سے اور غم سے بچہ کا مزاج گرم تر ہوتا ہے۔لہٰذا اس کی صحت برودت و یبوست سے ہوگی اور جوان کا مزاج گرم خشک ہے۔لہٰذا اس کی تدبیر سرد ہے اور ادھیڑ عمر کا مزاج سرد خشک ہے۔لہٰذا تدبیر اس کی گرمی تر ہے اور بوڑھی کا مزاج مختلف ہوتا ہے کسی عضو کا کیسا اور کسی عضو کا کیسا لہٰذا سرد خشک کی تدبیر گرم تر اور سرد تر کی گرم خشک ہونی چاہئے۔علاج میں مرض کے قسم کا خیال چاہئے اور اس کے سبب کا اور مریض کی قوت وضعف کا اور مزاج موجودہ کا اور اصلی مزاج کا اور عمر کا اور عادت کا اور شہر کا اور وقت موجودہ کا اور ہوا کی کیفیت کا گیہوں گرم تر ہے۔درجہ اوّل میں جو سرد تر ہے درجہ اوّل میں چنا گرم خشک ہے۔درجہ اوّل میں مسور سرد ہے اوّل میں اور خشک دوسرے میں مونگ سرد تر ہے۔اوّل میں چاول گرم ہے اوّل میں اور خشک دوم میں گوشت بھیڑ بکری کا گرم تر بکرے کا سرد خشک ہے۔گوشت گائے کے بچوں کا معتدل ہے۔صحرائی جانور (اکثر) گرم خشک ہیں اور دریائی (اکثر) سرد تر ہیں تازی مچھلی سرد تر ہے۔انڈا مرغی کا زردی اس کی گرم ہے اور سفیدی سرد دودھ سب کے سب سرد تر ہیں گھی گرم ہے۔پودینہ گرم خشک ہے چقندر سرد تر ہے دھنیاں سرد تر ہے پیاز گرم خشک ایسے ہی لہسن پالک معتدل ہے سویا گرم خشک ہے۔شلغم گرم تر ہے مولی گرم خشک ہے کدو دراز سرد تر ہے انگور گرم تر ہے۔انجیر گرم تر ہے انار (شیریں گرم تر ہے اور انار ترش سرد تر ہے امرود اور بھی سرد تر ہے۔سیب سرد تر ہے خربوزہ گرم تر ہے شہتوت گرم ہے اور سفید شہتوت قریب تر باعتدال ہے۔کھیرا اور ککڑی سرد تر ہیں۔بادام کسی قدر گرم ہے اخروٹ گرم خشک ہے پستہ گرم خشک ہے منقی گرم ہیں۔تل کا تیل اور روغن بادام حرارت و برودت میں معتدل ہیں۔چمیلی کا تیل گرم خشک ہے۔صندل کسی قدر سرد ہے زعفران خشک ہے لونگ گرم ہے جوتری گرم تر ہے۔الا ئچی گرم خشک ہے کہ سرکہ سرد خشک ہے اناگرم ہے مرض بالذات متعدی نہیں حرام چیز سے علاج نہ کرو۔

الدرس الثلثون فی اللغة

الاحاد: واحد اثنان ثلثة اربعة خمسة ستة سبعة ثمانية تسعة.

العشرات: عشره عشرون ثلثون اربعون خمسون ستون سبعون ثمانون تسعون.

المئات: مائة مئتان ثلثمائة اربعمائة خمسمائة ستمائة سبعمائة ثمانمائة تسعمائة الالوف الف الفان ثلاثة الاف وهكذا الشهور المحرم صفر ربیع الاوّل ربیع الاخر جمادی الاولیٰ جمادی الاخرة رجب شعبان رمضان شوال ذوالقعدة ذوالحجة الایام یوم السبت والاحد والاثنین والثلاثاء والاربعاء والربوع والخمیس والجمعة والاغر الاوقات الصبح ثم الشروق ثم الغدوة ثم الضحی ثم الهاجرة ثم الظهیرة ثم الرواح ثم العصر ثم العشی ثم الغروب ثم الشفق ثم العتمة ثم الزلفة ثم السحر المواسم صیف شتاء ربیع حریف الطعوم الحلو والمرو الحامض والمالح والحریف والعفص والقابض والدسم والنفة الریاح الصبا الدبو رالشمال الجنوب الجهات یمین یسار قدام خلف فوق تحت الالوان ابیض اسود احمر اصفر ازرق اسمر اخضر ابلق المعابد المسجد للمسلمین الکنیسة للیهود البیعة للنصاری الصومعة للرهبان وکذا الدیر خانقاه للصوفیة ترتیب السن الولد مادام فی الرحم جنین فاذ اولد ولیدثم رضیع ثم فطیم فاذا قارب الحلم مراهق ثم خروّر ثم بین الثلاثین والا ربعین شاب ثم کهل ثم بعد الستین هرم اهل الحرفة اجیر بزاز خیاط قصار جزار نجارحداد خباز طباخ حائک نداف خصاف خفاف اسکاف سباغ صائغ لبان

تمار سمان زيات غطا وكناس نزاح طباع حطاب حجام مزين صراف بناء مهندس غواص فلاح ملاح سباح جمال بزار بواب نباش غسال حفار حمال بقال دلال سقاء طحان حكاک جلاد سياط سياف كيال مجلد فاكهانى حلوانى قابلة حاضنة مشاطة ناطور طبيب خطاط حجار عصار فراد جصاص صبان صياد ظئر مغنى حاجب معلم كحال خزاف وغير ذلک ذوات الاربع ارنب اسد فهد ذئب ثعلب فرس حمار كلب سنور كبش شاة ضأن بقر جاموس بعير ظبى بغل فيل ضبع قرد خنزير فارة عرس دب وغير ذلک ذوات الاجنحة حمام غراب حداء ة دجاجة نسر طاؤس عصفوربط شفراق حبارى وغيرذلک الفواكه بطيخ تين تفاح تمر رمان سفر جل خوخ رطب عنب زبيب قثاء خيار سدر لوزنار جيل موز كمثرى جزر قصب السكر فستق وغير ذلک الاسلحة سيف رمح سهم سكين نصل قوس كتانة وهق مدفعة دبوس بندقه وغيرذلک الوقاية ترس جنة درع مغفر وغير ذلک لوازم التنبول نورة كات فوفل قرنفل هيل تنباک الملابس ازار سر وال قميص قباء رداء كساء عمامة قلنسوة منديل منطقة برقع خمار مجول قبقاب نعل خف زرعرة تكه ظهاره بطانه حلة فراش لحاف وساده وغير ذلک الاعضاء على ترتيب حروف المعجم انف بطن ترقوة ثغر جمجمه خلق خد دماغ ذكر رقبه زند ساق شفة صدر صلع طحال ظهر عين غبب فم قفا كف لسان منخر نغنوغ هامه وجه يد الاعمال اكل شرب مشى سعى نظر سمع شم ذاق لمس تفكر نطق ضحک بكى رضى سخط فرح حزن

صالح جادل استغفر صلی صام الفطر تصدق سال امرنھی برفجر صدق کذب ضعد ھبط ظلم عدل توضا دعا اقرالکر قرض استقرض باع اشتری ادعی شھد نکح ظلق لبس قرأ کتب وغیر ذلک.

سبق نمبر ۳۰..... بعض لغات کے بیان میں

اکائیاں۔ایک دو تین چار پانچ چھ سات آٹھ نو۔

دہائیاں۔دس بیس تیس چالیس پچاس ساٹھ ستر اسی نوے۔

سینکڑے۔سو دوسو تین سو چار سو پانچ سو چھ سو سات سو آٹھ سو نو سو۔

ہزار۔ایک ہزار دو ہزار تین ہزار وعلی ہذا مہینوں کے نام محرم صفر ربیع الاوّل ربیع الثانی جمادی الاول جمادی الثانی رجب شعبان رمضان شوال ذیقعدہ ذی الحجہ۔دنوں کے نام سنیچر اتوار پیر منگل بدھ جمعرات جمعہ وقتوں کے نام۔صبح اس کے بعد شروق پھر غدوہ پھر ضحے پھر ہاجرہ (دوپہری) پھر ظہر پھر رواح پھر عصر پھر عشیٰ (شام) پھر غروب پھر شفق پھر عتمہ (اندھیری) پھر زلفہ (وقت قبل نصف شب) پھر سحر۔موسموں کے نام۔گرمی جاڑا ربیع (نکلتے جاڑے) خریف (نکلتی گرمی) ذائقوں کے نام۔میٹھا کڑوا نمکین مرچ کا مزا بکٹھا زبان کو اینٹھنے والا چکنا پھیکا ہواؤں کے نام کھٹا پوروا پچھوا پہاڑی دکھنی سمتوں کے نام داہنا بایاں آگے پیچھے اوپر نیچے رنگوں کے نام سفید سیاہ سرخ زرد نیلا گندم گوں سبز چتلا عبادت گاہوں کے نام۔مسجد عبادت گاہ اہل اسلام کنیسہ عبادت گاہ یہود۔بیعہ گرجا صومعہ عبادت گاہ راہبان نیز دیر بھی وہی ہے خانقاہ عبادت گاہ اہل تصوف۔عمروں کے ترتیب وار نام۔بچہ جب تک رحم میں ہو جنین ہے اور جب پیدا ہوگیا تو ولید ہے پھر رضیع (شیر خوار) ہے پھر فطیم (دودھ چھوڑایا ہوا) ہے پھر جب قریب بلوغ ہو تو مراہق ہے پھر خرور (نوجوان) پھر تیس اور چالیس کے درمیان جوان ہے پھر کل (ادھیڑ) ہے پھر ساٹھ کے بعد بوڑھا پیشہ وروں

کے نام مزدور بزاز۔ درزی۔ دھوبی۔ قصائی' بڑھائی' لوہار' نانبائی' باورچی' جولاہہ' دُھنیا چمار موزہ سینے والا موچی' رنگ ریز' سونار دودھ والا کھچی والا گھی والا تیلی' گندم بھنگی آبکشی مہر کن لکڑھیارہ پچھنے لگانے والا نائی صراف معمار ریاضی دان' غوطہ خور کاشتکار ملاح' تیرنے والا' اونٹ والا تخم ریزی کرنے والا' دربان کفن کھسوٹ' مردہ شو گورکن' قلی کنجڑہ' دلال' بہشتی پرچونیہ رنگینہ ساز مشک سینے والا' جلاد کوڑنے لگانے والا۔ تلوار بنانے والا تولہ (تولنے والا) جلد ہند میوہ فروش۔ حلوائی دائی کھلائی دلہن کا سنگار کرنے والی رکھ والا حکیم خوشنویس سنگتراش شیرہ والا اعاری چونہ والا صابون والا شکاری۔

دودھ پلائی گویا دربان میانچی آنکھ میں دوا لگانے والا (ستھیا) کمہار وغیرہ چار پایوں کے نام خرگوش' شیر چیتا بھیڑ لومڑی گھوڑا گدھا' کتا' بلی' مینڈھا۔ بکری' بھیڑ گائے' بھینس' اونٹ' ہرن' خچر' ہاتھی بجو' بندر' سور' چوہا' نیول' ریچھ' وغیرہ۔ پرندوں کے نام کبوتر' کوا' چیل' مرغی' گدھ' مور' چڑیا' بط' شکرہ' سرخاب وغیرہ۔

میوہ جات۔ خربزہ انجیر سیب' کھجور' انار' بہی' آڑو' تر کھجور' انگور' منقی' ککڑی' کھیرا' بیر' بادام' ناریل' کیلہ' امرود' گاجر' گنا' پستہ وغیرہ۔ ہتھیاروں کے نام۔ تلوار' نیزہ' تیر' چھری' بھال' کمان' ترکش کمند' توپ' گرز' گولی وغیرہ۔ آلات حفاظت کے نام۔ ڈھال' زرہ' خود وغیرہ پان کے لوازمے چونا' کتھہ' چھالیہ' لونگ' الائچی' تنباکو۔ پوششوں کا بیان تہبند' پجامہ' کرتا' کوٹ' چادر' کمبل' عمامہ' ٹوپی' رومال' پٹی' برقع' اوڑھنی' انگیہ کھڑانوں' جوتا' موزہ' گھنڈی' تکمہ' کمر بند' ابرا' استر' جوڑا' بچھونا' لحاف' تکیہ وغیرہ۔ اعضا کا بیان بترتیب حروف تہجی۔ ناک' پیٹ' ہنسلی' دان' کھوپڑی' حلق' رخسارہ' بھیجا' عضو تناسل' گردن' پہونچا' پنڈلی' ہونٹ' سینہ' پسلی' تلی' پیٹھ آنکھ' ٹھوڑی کا گڑھا' منہ' گدی' ہتھیلی' زبان' نتھنا' کوا' کھوپڑی منہ ہاتھ۔

کاموں کے نام۔ کھایا' پیا' چلا' دوڑا' دیکھا' سنا' سونگھا' چکھا' چھوا سوچا' بولا'

ہنسا' رویا' راضی ہوا' ناخوش ہوا' خوش ہوا' غمگین ہوا' صلح کی' جھگڑا کیا' معافی مانگی' نماز پڑھی' روزہ رکھا' روزہ کھولا' خیرات کی سوال کیا' حکم کیا منع کیا نیکی کی' بدی کی تصدیق کی' تکذیب کی' اوپر چڑھا' نیچے اترا' ظلم کیا' انصاف کیا' وضو کیا' دعا مانگی' اقرار کیا' انکار کیا' قرض دیا' قرض لیا' بیچا' خریدا' دعوی کیا' گواہی دی نکاح کیا۔ طلاق دی' کپڑا پہنا پڑھا لکھا وغیرہ۔

الدرس الحادی والثلثون فی العروض

البحور الطویل المدید البسیط الوافر الکامل الهزج الرجز الرمل السریع المنسرج الخفیف المضارع المقتضب المجتث المتقارب المتدارک.

سبق نمبر ۳۱....عروض نظم کے بیان میں

بحرین یہ ہیں طویل مدید بسیط وافر کامل ہزج رجز رمل سریع منسرج خفیف مضارع مقتضب مجتث متقارب متدارک.

الدرس الثانی والثلثون فی المنطق

المفهوم جزئی وکلی الکلی جنس ونوع وفصل والعرض العام والخاصة المعرف حد ورسم والکل تام وناقص القضیة حملیة وشرطیة وهی متصلة ومنفصلة وهی حقیقة ومانعة الجمع ومانعة الخلو والقضیة شخصیة وطبیعة وکلیة وجزئیة ومهملة ویعرضها التناقض والعکس والقیاس استثنائی واقترانی وایضاً اما برهانی یتالف من الیقینیات واما جدلی یتالف من المشهورات والمسلمات واما خطابی یتالف من المقبولات والمظنونات واما شعری یتالف من المخیلات واما سفسطی یتالف من الوهمیات والمشبهات.

سبق نمبر۳۲.... علم منطق کے بیان میں

معنی جزئی ہوتے ہیں یا کلی۔ کلی (پانچ ہیں) جنس نوع، فصل عرض عام خاصہ معرف حد ہے یا رسم اور یہ دونوں یا تام ہیں یا ناقص قضیہ حملیہ ہے یا شرطیہ اور شرطیہ یا متصلہ یا منفصلہ اور منفصلہ یا حقیقیہ ہے یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو نیز بتقسیم دیگر) قضیہ یا شخصیہ ہے یا طبعیہ یا کلیہ ہے یا جزئیہ یا مہملہ اور قضیہ کو تناقض اور عکس عارض ہوتا ہے۔ قیاس یا استثنائی ہے یا اقترانی نیز یا برہانی ہے کہ یقینی مقدمات سے مرکب ہے یا جدلی ہے کہ مشہور مقدمات سے اور مسلم مقدمات سے مرکب ہے اور یا خطابی ہے کہ مقبول مقدمات سے اور ظنی مقدمات سے مرکب ہے اور یا شعری ہے کہ خیالی مقدمات سے مرکب ہے اور یا سفسطی ہے کہ وہمی مقدمات سے اور شبہ کی باتوں سے مرکب ہے۔

الدرس الثالث والثلثون فی المناظرة

هی المباحثة لاظهار الصواب وما لالزام الخصم فمجادلة ومحض الشغب مكابرة النقل الايتان بقول الغير منسوبا اليه تصحيح النقل بيان صدقة المدعى من قصد الاثبات بالدليل السائل النافی للدعوى المنع طلب الليل على مقدمة معينة المقدمة مايتوقف عليه صحة الدليل النقض ابطال الدليل اجمالا باستلزامه محذوراما المعارضة اقامة الدليل على خلاف ما اقام الخصم الدليل عليه يواخذ المدعى بالدليل والناقل بالتصحيح لايجوز لانتقال من دليل الى اخرالا بضرورة غباوة السامع لايحسن الاستعجال فی البحث لا يستنكف عن قبول الحق والرجوع عن الباطل لايغضب عند البحث ولا يصخب ولا يتكلم باللغومن الطعن والا ستهزاء ولا يضحک عند الغلبة

سبق نمبر ٣٣...فن مناظرہ کے بیان میں

مناظرہ کے معنی بحث کرنا ہے تا کہ حق بات معلوم ہو جائے اور جو بحث صرف مقابل کو الزام دینے کیلئے ہو اس کا نام مجادلہ ہے اور محض غل شور مچانے کا نام مکابرہ ہے۔ نقل کے معنی دوسرے کے قول کو مع اس کی طرف نسبت کے لانا تصحیح نقل کے معنی اس روایت کے سچے ہونے کو بیان کرنا مدعی وہ شخص ہے جو کسی بات کو دلیل سے ثابت کرنا چاہے سائل دعوی کی نفی کرنے والا منع کے معنی کسی خاص مقدمہ پر دلیل مانگنا مقدمہ کلام کا وہ حصہ ہے جس پر دلیل کا صحیح ہونا موقوف ہو۔ نقض کے معنی دلیل کو اجمالاً باطل کرنا کسی محذور کی مستلزم قرار دے کر معارضہ دلیل قائم کرنا اس کے خلاف پر جس پر مقابل نے دلیل قائم کی مدعی سے دلیل کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور ناقل سے تصحیح نقل کا ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف منتقل ہونا ٹھیک نہیں مگر مخاطب کے نافہمی کی حالت میں بحث میں جلدی کرنا زیبا ہے۔ حق بات کے مان لینے اور باطل سے رجوع کر لینے سے عار نہیں چاہئے۔ بحث کے وقت غصہ نہیں چاہئے اور غل نہیں مچانا چاہئے اور فضول بات مثل طعن و مسخراپن نہ چاہئے اور غلبہ پانے کے وقت ہنسنا نہ چاہئے۔

الدرس الرابع والثلثون فی انواع الفلسفة

الحكمة تحقيق حقائق الموجودات وهى نظرية وعملية والعملية علم الاخلاق وتدبير المنزل وسياسة المدن والنظرية ثلثة انواع الاوّل هوالعلم الاعلى ويسمى بالعلم الكلى وبالفلسفة الاولى وبعلم مابعد الطبيعة والعلم الا لهى ومن فروعه العلم بكيفية الوحى و احوال المعاد الروحانى والثانى هوالحكمة الوسطى ويسمى بالرياضى ومن فروعه علم الجمع والتفريق والجبر والمقابلة والمساحة وجرالا ثقال والا وزان والموازين والالات الجزئية

والمناظر والمرايا ونقل المياه والزيجات والتقاويم واتخاذ الات الالحان والحيل الهندسية والثالث العلم الطبيعى ويسمى بالعلم الا سفل ومن فروعه الطب و احكام النجوم والفراسة والتعبير والطلسمات والنيرنجات والكيمياء وهو تبديل الاجسام المعدنية والريمياء وهو معرفة قوى الجواهر الارضية والليمياء وهو علم امتزاج القوى العلوية والسفلية والهيمياء وهو علم تسخير السبعة السيارة والسيمياء وهو علم نقل الروح ومن الريمياء الفن الذى يعرف بمسمريزم لانه من تصرفات النفس الحيوانية وهو من الجواهر الارضية وبه فارق الكرامة التى تكون تارة من افاعيل النفس الانسيانية بالقوة القدسية وتارة تكون بمحض القدرة الالهية بلادخل للقوة البشرية لاالحيوانية ولا الا نسانية فافهم حتى لاتزل ولا تضل كمن يزعم المماثلة بين الكرامة والمعجزة اللتى هى من اثار القرب والقبول وبين هذه الخرافات التى هى ادنى شعب الطبعى ويشترك فيها الحيوان السافل والفاجر المخذولى

سبق نمبر ۴۳....فلسفہ کی قسموں کے بیان میں

حکمت کے معنی موجودات کی حقیقتوں کو تحقیق کے ساتھ معلوم کرنا حکمت (دوقسم ہے) نظری اور عملی اور حکمت عملی (تین قسم پر ہے) علم اخلاق اور تدبیر منزل اور انتظام ملکی اور حکمت نظری تین قسم پر ہے۔اوّل علم اعلیٰ ہے اور اسی کا نام علم کلی اور فلسفہ اولی اور علم مابعد الطبیعۃ اور علم الٰہی بھی ہے اور اسی کے فروع میں سے کیفیت وحی کا علم اور احوال معاد روحانی کا علم بھی ہے اور دوسری قسم (حکمت نظری کی) حکمت وسطی (درمیانی حکمت) ہے اور اس کا نام ریاضی ہے اور اسی کے فروع میں سے علم

(حساب) جمع وتفریق و جبر و مقابلہ و مساحتہ اور جرثقیل اور باٹ ترازو کا اور متفرق آلات کا اور علم المناظر والمرایا اور آبپاشی اور نقشوں اور جنتریوں کا اور گانے بجانے کے آلات کا اور ہندسہ کی شکلوں کا اور تیسری قسم (حکمت نظریہ کی) علم طبیعی ہے اور اس کا نام علم اسفل ہے اسی کے فروع میں سے طب ہے اور نجوم کے احکام اور علم قیافہ اور علم تعبیر اور علم طلسمات اور صنائع عجیبہ اور کیمیا ہے کیمیا کے معنی معدنی چیزوں کی تبدیلی ماہیت ہے اور ریمیا ہے اور ریمیا کی حقیقت ارضی چیزوں کی تاثیرات معلوم کرنا ہے اور لیمیا ہے اور اس کی حقیقت علویات اور سفلیات کی تاثیرات کی ترکیب کا معلوم کرنا ہے اور ہیمیا ہے اور وہ سبعہ سیارہ کی تسخیر کا علم ہے اور سیمیا ہے اور وہ نقل ارواح کا علم ہے اور ریمیا ہی کی قسم سے وہ فن ہے جو مسمریزم کے نام سے مشہور ہے کیونکہ وہ نفس حیوانی کے تصرفات ہیں اور نفس حیوانی ارضی چیزوں میں سے ہے اور یہی فرق ہے اس میں اور کرامت میں کیونکہ کرامت کبھی نفس انسانی کی تاثیر سے بفیضان قوت قدسیہ کے ہوتی ہے اور کبھی محض قدرت خداوندی سے بلا دخل قوت بشری حیوانی اور انسانی کے ہوتی ہے اس کو خوب سمجھ لو تاکہ غلطی میں نہ پڑو اور گمراہ نہ ہو۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے کسان ہونے کرامت اور معجزہ کا جو کہ درحقیقت قرب الٰہی اور مقبولیت کی علامات ہیں ان خرافات کے ساتھ جو کہ طبعیات کی ایک معمولی شاخ ہے اور جن میں ایک ادنی درجہ کا حیوان اور ایک مردود وبدکار آدمی بھی شریک ہے۔

الدرس الخامس والثلثون فی الحکمة الطبعية الحقة

اجزاء الجسم حادثة سواء كانت اجزاء لاتجزى اوهيولى وصورة المكان حادث وكذا الزمان لا دليل على استدارة الفلك ولا على بساطته ولا على حركته لا يجب الاقتران بين الاسباب العادية ومسببا تها ولا توقفها عليها لا يستحيل الفناء على النفوس

البشرية المعاد الجسمانی حق والثواب والعقاب الحسی واقع مع مشارکة الروح کما فی الدنیا کائنات الجویمکن تکونها بالاسباب المعروفة لکن مع هذا نعتقد نزول المطرمن السمآء ولو فی السحاب والرعد تسبیح الملک ولوبا صطکه والبرق لمعان سوطه ولو بصورة هذه النار والشهاب رجما للشیاطین ولو بتاثیر الشعاع الکوکبی فی اجسامها الناریة دائما او اکثر یا والزلزلة لحکمة التنبیه علی المعاصی مع اقتران تحریک الملک بخروج الا بخرة ولو فی الجملة والملئکة مدبرات لامور النبات والحیوان ولوبواسطة القوی الخاصة التناسخ باطل الفلک یقبل الخرق والالتیام والتغیر.

سبق نمبر ۳۵.... حکمت طبیعہ واقعہ کے بیان میں

جسم کے اجزا حادث ہیں خواہ وہ اجزاء لاتجزی مانے جائیں یا ہیولے اور صورت مکان بھی حادث ہے اور ایسی ہی آسمان کے گول ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور نہ اس کے بسیط ہونے پر اور نہ اس کے متحرک ہونے پر اسباب عادیہ سے ان کے نتائج کا موجود ہوجانا واجب نہیں اور نہ ان نتائج کا ان اسباب پر موقوف ہونا صحیح ہے۔ (یعنی یہ کوئی ضروری نہیں کہ سبب کے وجود سے نتیجہ ضرور پایا جائے یا نتیجہ جب تک موجود ہو ہی نہ سکے جب تک کہ سبب کا وجود نہ ہو مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کا سبب عادی ہونا قدرت حق تعالیٰ سے اس سبب اور نتیجہ کے خروج کو مستلزم نہیں۔ جیسا کہ قائلین قدم عالم کے اقوال پر لازم آتا ہے حتیٰ ہے کہ بعضوں کو ان میں سے کہنا پڑا ہے کہ نعوذ باللہ حق تعالیٰ فاعل بلا ارادہ ہے کیونکہ سلسلہ عالم قدیم اور غیر قابل تغیر وتبدل ہے بلکہ حق یہ ہے کہ سب کی اصلیت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ دو چیزوں کو یکے بعد گ ے پیدا کرتے ہیں۔ اس کے دوام کا نام عادم ہے اور اس سے جہلا نے سمجھ لیا

ہے کہ شی اوّل کو شی ثانی کے وجود میں دخل ہے ۱۲) نفس انسانی کا فنا محال نہیں حشر اجسام حق ہے ثواب و عذاب بحس جسمانی مع شرکت روح ہوتا ہے جیسے دنیا میں (تکلیف محسوس ہوتی ہے) موجودات (اور درمیان آسمان و زمین) ان کا وجود اسباب مشورہ سے ممکن ہے لیکن مع اس کے ہم عقیدہ رکھتے ہیں۔ بارش کے آسمان سے آنے کا اگر چہ بادل میں ہو اور گرج کے فرشتہ کی تسبیح ہونے کا اگر چہ بادلوں کے ٹکرانے سے ظاہراً معلوم ہوتی ہو اور بجلی کے فرشتے کے کوڑے کی چمک ہونے کا۔

اگر چہ یہ آگ بھی ظاہر ہوتی ہو اور ٹوٹنے والے تاروں کے رجوم شیاطین ہونے کا اگر چہ آسمانی ستارہ کے شعاع کے اثر سے ان کے قابل اشتعال اجرام میں ہو ہمیشہ یا اکثری طور پر اور زلزلہ تنبیہ علی المعاصی کی حکمت کیلئے ہوتا ہے اور آپس میں فرشتے کے زمین کو حرکت دینے کے ساتھ کبھی کبھی خروج بخارات بھی (اتفاقا) مقرون ہوجاتا ہے اور یہ کہ فرشتے نباتات حیوانات سب کے وجود میں کارکن ہیں اگر چہ بذریعہ قوائے طبعی معلومہ کے ہو۔ تناسخ باطل ہے آسمان میں خرق والتیام اور تغیر ہوسکتا ہے (یعنی) اس میں دروازے ہونا اور کھلنا اور بند ہونا نیز اس کا پھٹ جانا۔

قال تعالی اذا السماء انشقت (یعنی فلاسفہ کا اصول **الواحد لایصدر عنه الا الواحد** جس پر ان کے بہت سے خرافات کی بنا ہے غلط ہے) اور ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا ممکن ہے نہ جیسا کہ فلاسفہ نے کہا ہے۔

الدرس السادس والثلثون فی الحکمة الالٰهیة الحقة

العالم حادث المادة حادثة لانتکلم فی حقائق صفات الباری تعالی ولا فی ذاته ونومن بها اجمالا ان الله تعالیٰ عالم بالکلیات والجزئیات ومختار فی افعاله ان شاء فعل وان شاء لم یفعل المجردات حادثة ان کانت الواحد یصح ان یصدر عنه الکثیر.

سبق نمبر ۳۶.... حکمت الٰہیہ واقعیہ کے بیان میں

عالم حادث ہے (قدیم نہیں) مادہ بھی حادث ہے ہم حق تعالیٰ کے صفات اور ذات کی حقیقت میں کلام نہیں کر سکتے ہم اجمالا اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کلیات و جزئیات سب کا علم ہے اور وہ اپنے افعال میں مختار مطلق ہے چاہے کرے اور چاہے نہ کرے۔ مجردات بادل برق وغیرہ اگر واقع میں ہوں تو وہ بھی حادث ہیں۔ (نہ قدیم جیسا کہ فلاسفہ نے کہا ہے) ایک شخص سے ایک سے زیادہ کام ہو سکتے ہیں۔

الدرس السابع والثلثون فی هیئة العالم

ارضنا هذه احد الارضين السبع وهی كروية ناقصة بالمشاهدة ولا يدل دليل علی حركتها ولا سكونها يحيط بها الماء احاطة غير تامة ويحيط به الهواء وتحيط به النار يدل علی ذلک كله المشاهدة وفوق ذلک كله سماء الدنيا ثم السماء الثانيه ثم الثالثة ثم الرابعة ثم الخامسة ثم السادسة ثم السابعة ثم الكرسی ثم العرش العظيم ثم لا نعلم غير انا نعلم اجمالا ان الله تعالیٰ محيط بذلک كله احاطة تليق به ولم يثبت استدارة السموات ولا احاطتها ولا حركتها ولا سكونها غير انها طباق بعضها فوق بعض وبينها فصل بعيد وفيهن النيران والكواكب لكن لم يثبت ركزها فيها ولا كن كل سيارة والثوابت فی فلک خاص بها بل الظاهر كونها كلها فی سمائنا هذه وكذا الظاهر كونها متحركة حركة ذاتية والله تعالیٰ اعلم والبروج القرانية كواكب عظام والرياضية اجزاء فريضية وباقی الارضين السبع بعيدة منالا نعلم كيف هی ولا دليل علی قول الحكماء لاخلاء ولا ملاء بل لا معنی له ولا تنكر اسباب الكسوف والخسوف ونعتقد الحكمة فيه تخويفا لعباد.

سبق نمبر ۳۷....دنیا کی ہیئت کے بیان میں

ہماری یہ زمین سات زمینوں کی ایک ہے اور یہ گول ہے مگر ٹھیک گول نہیں کیونکہ مشاہدہ ہے اور کوئی دلیل اس کی حرکت یا ساکن ہونے کی نہیں ہے (یعنی شریعت اس سے ساکت ہے) زمین پانی سے گھری ہوئی ہے مگر سب طرف سے نہیں اور پانی کو ہوا گھیرے ہوئے ہے اور ہوا کو آگ گھیرے ہوئے ہے۔

اس سب کا مشاہدہ شاہد ہے اور ان سب کے اوپر آسمان دنیا و آسمان اوّل ہے پھر دوسرا آسمان پھر تیسرا پھر چوتھا پھر پانچواں پھر چھٹا۔ پھر ساتواں پھر کرسی پھر عرش عظیم اس کے آگے ہم کو معلوم نہیں سوائے اس کے اجمالاً جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو محیط ہے جس قسم کا احاطہ اس کے لائق ہے۔ (قال اللّٰہ تعالی ان اللہ بکل شیء محیط) اور آسمانوں کا گول ہونا اور سب طرف سے زمین کو محیط ہونا اور متحرک یا ساکن ہونا (شرعاً) ثابت نہیں ہوا (یعنی شریعت اس سے ساکت ہے نہ اس کا اثبات آیا ہے نہ نفی) ہاں اتنا ہے کہ آسمان تلے اوپر ایک کے اوپر ایک ہیں اور ایک کو دوسرے سے بہت فاصلہ ہے اور یہ کہ آسمانوں میں چاند سورج اور جملہ ستارے ہیں لیکن یہ ثابت نہیں کہ ستارے آسمانوں میں گڑے ہوئے ہیں اور نہ سیارہ کا (متحرک ستارہ کا) اور ثوابت (غیر متحرک ستاروں) کا ایک ایک مخصوص آسمان میں ہونا بلکہ ظاہر ان سب کا آسمان دنیا میں ہونا ہے اور ایسے ہی ظاہر ستاروں کا اپنی ذاتی حرکت سے متحرک ہونا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم اور قرآن میں جن برجوں کا ذکر ہے اس سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں اور ریاضی کے بروج (آسمان کے) فرضی اجزا ہیں۔ (اور ان کی جو صورتیں بتائی جاتی ہیں یہ تاروں کے اجتماع سے پیدا ہوگئی تھیں اب ان میں بہت فرق ہے) اور باقی زمینیں سات ہیں ہم سے دور ہیں اور شریعت کی رو سے ہم کو علم نہیں کہ ان کی حالت کیا ہے اور پرانے فلاسفوں کے اس قول پر کہ آسمانوں کے اوپر

نہ خلا ہے نہ ملا کوئی دلیل نہیں بلکہ اس جملہ کے کوئی معنی ہی نہیں (کیونکہ مستلزم ارتفاع نقیضین ہے) اور ہم سورج گرہن اور چاند گرہن کے اسباب کا انکار نہیں کرتے اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس میں حکمت بندوں کا ڈرانا ہے۔

الدرس الثامن والثلثون فی جغرافیا العالم

ارضنا هذه سبعة اقسام وهمية يسمى كل منها اقليما فالا قليم الاول يبتدى من اقصى بلا دالصين ويمر بسوا حل الهند ثم ببلاد السند ويمر فى البحر على جزيرة العرب وارض اليمن ويقطع نيل بحر القلزم فيمر ببلاد الحبشة ويقطع نيل مصر الى بلا د الحبشة ويمر فى ارض المغرب على جنوب بلاد البربرو عامة اهل هذا الا قليم سود الالو ان والا قليم الثانى يبتدى من بلاد المشرق مارا ببلاد الصين الى بلاد الهند والسند ويقطع جزيرة العرب فى ارض نجدوتهامة فيد خل فى هذا الاقليم اليمامة والبحران وهجرو مكة والمدينة والطائف وارض الحجازو يقطع بحر القلزم ويقطع النيل ويمر فى ارض المغرب على وسط بلاد افريقيه والو ان اهله مابين السمرة والسواد والاقليم الثالث يبتدى من الشرق فيمر بشمال الصين وبلاد الهند ثم بشمال السند وبلاد كابل وكرمان وسحبستان وفيه شيراز و بغداد والكوفة ويمر ببلاد الشام الى دمشق وقيسارية وبيت المقدس وعسقلان ومدين وفيه الاسكندرية واهله سمر الالوان الاقليم الرابع يبتدى من الشرق فيمر ببلاد خراسان وفرغانه سمر قند وبخارا وهراة ونيسابور وجرجان وطبرستان وقزوين واصفهان وهمدان ونهاوند والموصل ونصيبين ويمرببلاد الشام

فیدخل حلب وانطاکیه وطرابلس واللاذقیه والو ان اهله مابین السمرة والبیاض + الاقلیم الخامس یبتدی من المشرق الی بلاد یاجوج وماجوج ویمربشمال خراسان وفیه خوارزم واسبیجاب واذربیجان وسجستان ویمر علی بلاد الروم الی رومیة الکبری والاندلس واکثر اهله بیض الالوان الاقلیم السادس یبتدی من المشرق فیمر بمساکن الترک والقسطنطنیه واکثر هذا الاقلیم الوانهم مابین الشقرة والبیاض والاقلیم السابع من المشرق علی بلاد یاجوج و ماجوج ویمر ببلاد الترک ویقطع بحر الروم علی بلاد جرجان واهله شقر الا لو ان ووراء هذه الاقالیم قطعة اخری من الارض تسمی بامریکا والدنیا الجدیدة لم یصل الیها الذین قسموا الارض الی الاقالیم ولا ندری سکان باقی الارضین السبعة ولنذکر بعض ماعلی وجه ارضنا فمن عجائب البحر العنبر وسمکة البغل والمنشار والمنارة وام الحیات واسمک الرعاد وغیرذلک ومن الانهار النیل والفرات وجیحون وسیحون والدجلة ونهر حصن المهدی ونهر اذربیجان ونهر صقلاب ونهر العود وغیرذلک ومن الابار بیر برهوت وبیر عسفان وغیر ذلک ومن الاقالیم الهند والحجاز ومصر وبابل الروم والشام والترک والصین وفی اقلیم بابل جزیرة العرب وفیه العراق وبغداد فی وسط هذا الاقلیم و من الجبال جبل سرندیپ وابی قبیس والروم والقدس داروند والشام والاندلس سمرقند والصور والارجان وهرمز والطیر وغیرها ومن المبانی الخورنق بناه النعمان بن امری القیس فی عشرین سنة وحائط

العجوز ولاهرام بمصر ومنارة الاسكندرية وايوان كسرى وغير ذلک ومن المعادن الفضة والذهب والنحاس والحديد والقصدير والاسرب والخارصيني ومن الجواهر الدر والياقوت والبلخش والنبقش وعين الهر والماس والزمرد ويسمى الزبرجد والفيروزج والعقيق والجزع والبلور والمرجان والمقناطيس وغير ذلک ومن الدواب الوحوش والطير والهوام والحشرات الاسد والابل والارضه والارنب والافعى والبازى والببغاء والبراق والبرذون والبرغوث والبعوض والبغل والبقر واليومة والتمساح والتنين والتغلب والثعبان والجراد والجرذ والجعل والحجل والحداء ة والحرباء والحمار الاهلى والوحشى والحمام والخفاش والخنزير والخيل والدب والدجاجة والدود والديک والذباب والذئب والرخ والرخم والزرافة والزنبور والسعلاة والسمندل والسنجاب والسنور والشاهين والصرد والصعو والضان والضب والضبع والضفدع والطاؤس والظبى والعقرب والعقعق والعلق والعنكبوت والغراب والفاختة وفرس البحر والفهد والفيل والفرد والكلب واللغلغ ومالک الحزين والنمل والنخل والنسر والنعام والنمر والهد هد والورشان والياجوج وماجوج وغيرذلک ومما وجد من العجائب فى الازمنة والا مكنة المختلفة ماشهد بعض فقهاء الموصل انسانا طولة تسعة اذرع وهو صبى لم يبلغ الحلم ومارای الشافعی فی بعض بلاد اليمن انسانا من وسطة الى اسفله بدن واحد ومن وسطه الى اعلاه بدنان يتقاتلان ويصطلحان وياكلان ويشربان فمات احدهما

فذبل وكان الاخر يذهب ويرجع وما ذكر القاضى عياض انه ولد له مولود مكتوب على احدى جنبيه لا اله الا الله محمد رسول الله وما حكى عن الشيخ ابى العباس الحجازى عن بعض التجار انها خرجت اليه سمكة عظيمة فخرجت من اذنها جارية حسناء جميلة بيضاء من احسن ما يكون من النساء فصارت تصحيح حتى ماتت فتبارك الله ما اكثر عجائب خلقه واما السموات فما ثبت بالنصوص كون الملائكة فيها وكون ادم عليه السلام فى الاول منها وعيسى ويحيى عليهما السلام فى الثانى ويوسف عليه السلام فى الثالث وادريس عليه السلام فى الرابع وهارون عليه السلام فى الخامس وموسى عليه السلام فى السادس وابراهيم عليه السلام فى السابع وفى هذه السماء السدرة والبيت المعمورو عندالسدرة جنة الماوى ويحمل العرش ملائكة عظام وظاهر القران كون النار اسفل وفى الارض خلق خفى عن البصر وهم الجن.

سبق نمبر ۳۸.... دنیا کے جغرافیہ کے بیان میں

ہماری زمین کے سات فرضی حصے ہیں ہر حصہ کا نام ایک اقلیم ہے۔ اقلیم اوّل چین کے آخر سے شروع ہوتی ہے اور ہندوستان کے سواحل سے پھر بلاد سندھ سے گزرتی ہوئی اور دریا میں جزیرہ عرب پر اور یمن کے علاقہ پر گزر کر اور بحر قلزم کو قطع کرتی ہوئی حبش کے علاقہ پر گزرتی ہے اور دریائے نیل مصر کو بلاد حبش تک قطع کرتی ہے اور زمین مغرب میں بربر کے جنوبی علاقوں پر گزرتی ہے اور اس اقلیم کے اکثر باشندے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں اور اقلیم دوم بلاد مشرق سے شروع ہوتی ہے اور بلاد چین اور ہند اور سندھ پر گزرتی ہے اور جزیرہ عرب کو نجد اور تہامہ میں قطع کرتی ہے تو اس اقلیم میں یمامہ اور بحرین اور ہجر اور مکہ اور مدینہ اور طائف اور حجاز داخل ہیں اور بحر قلزم کو بھی قطع کرتی ہے۔

نیل کو بھی قطع کرتی ہے اور مغرب میں علاقہ افریقہ کے وسط پر گزرتی ہے اور اس اقلیم والوں کے رنگ گندم گوں اور سیاہی کے درمیان ہوتے ہیں اور اقلیم سوم کے شرق سے شروع ہو کر شمالی چین اور بلاد ہند پر پھر شمالی سندھ اور علاقہ کابل اور کرمان اور سجستان پر گزرتی ہے اور اسی میں شیراز بغداد کوفہ ہے اور بلاد شام پر دمشق اور قیساریہ اور بیت المقدس اور عسقلان اور مدین پر گزرتی ہے اور اسکندریہ اسی میں ہے۔ اس اقلیم کے لوگ گندم گوں ہوتے ہیں۔ اقلیم چہارم مشرق سے شروع ہو کر بلاد خراسان اور فرغانہ اور سمرقند اور بخارا اور ہرات اور نیساپور اور جرجان اور طبرستان اور قزوین اور اصفہان اور ہمدان اور نہاوند اور موصل اور نصیبین پر گزرتی ہے اور بلاد شام پر بھی گزرتی ہے تو اس میں حلب اور انطاکیہ اور طرابلس اور لاذقیہ بھی داخل ہیں اور اس کے لوگوں کے رنگ گندم گوں اور سفیدی کے درمیان میں ہیں۔ اقلیم پنجم مشرق سے شروع ہو کر بلاد یاجوج ماجوج کی طرف پہنچتی ہے اور خراسان کے شمالی جانب پر گزرتی ہے اور اسی میں ہے خوارزم اور اسبیجاب اور آذربائیجان اور سجستان اور بلاد روم پر بھی گزرتی ہے۔ رومۃ الکبریٰ اور اندلس تک اور اس کے آدمی اکثر سفید رنگ ہیں۔ اقلیم ششم مشرق سے شروع ہو کر ترکستان اور قسطنطنیہ پر گزرتی ہے اور اس کے اکثر آدمیوں کے رنگ زردی مائل سرخی اور سفیدی کے درمیان ہوتے ہیں اور اقلیم ہفتم مشرق سے شروع ہو کر بلاد یاجوج و ماجوج پر ہوتی ہوئی بلاد ترک پر گزرتی ہے اور بحر روم کو قطع کرتی ہے۔

بلاد جرجان تک اور اس کے باشندے سرخ مائل بزردی ہوتے ہیں اور ان اقالیم کے سوا ایک حصہ زمین کا اور ہے جس کا نام امریکا اور نئی دنیا ہے وہاں وہ لوگ نہیں پہنچے تھے۔ جنہوں نے زمین میں یہ سات اقلیمیں قائم کی تھی (یعنی پرانے فلاسفر ۱۲) اور ہم کو بقیہ زمینوں کی آبادی کا کچھ حال معلوم نہیں۔ اب ہم اپنی زمین پر کی بعض چیزیں بیان کرتے ہیں دریا کے عجائبات میں سے عنبر مچھلی ہے (اس مچھلی کو صحابہ رضی

اللہ عنہم کے ایک لشکر نے پایا تھا جس کو تین سو آدمیوں نے ایک مہینہ تک کھایا اور بچ رہی تیرہ آدمی اس کی آنکھ کے حلقے میں بیٹھ گئے اور ایک ہڈی اس کی کھڑی کی گئی اس کے نیچے بڑا اونٹ مع سوار کے نکل گیا۔ (رواہ البخاری)

اور بغل مچھلی ہے۔ (یہ ایسی بڑی مچھلی ہے جیسے پہاڑ آواز اس کی نہایت ہولناک اور بلند ہوتی ہے ۱۲ عجائبات المخلوقات) اور منشار مچھلی ہے۔ (یہ بھی ایک بہت بڑی مچھلی ہے جو کشتیوں کو لوٹ دیتی ہے) اور منارہ مچھلی ہے اور ام الحیات ہے اور رعادہ مچھلی وغیرہ ہے۔ (رعادہ اس قدر سرد اور مخدر ہے کہ جس جال میں آجائے تو جس کے ہاتھ میں جال ہو اس کے ہاتھ میں رعشہ پیدا ہو جاتا ہے اور مرنے سے یہ خاصیت اس کی جاتی رہتی ہے عجائبات المخلوقات) اور دریاؤں میں سے نیل اور فرات اور جیحون اور سیحون اور دجلہ اور نہر حصن المہدی اور نہر آذربیجان اور نہر صقلاب اور نہر عود وغیرہ ہے اور کنوؤں میں سے بیر برھوت اور بیر عسفان وغیرہ ہے اور ولایتوں میں سے ہندوستان اور حجاز اور مصر اور بابل اور روم شام اور ترک اور چین اور اقلیم بابل میں جزیرہ عرب ہے اور اسی میں عراق بھی ہے اور بغداد اس اقلیم کے اوسط میں ہے اور پہاڑوں میں سے کوہ سفر تدیب اور کوہ ابی قبیس اور کوہ روم اور کوہ قدس اور کوہ داروند اور کوہ شام اور کوہ اندلس اور کوہ سمرقند اور کوہ صور اور کوہ ارجان اور کوہ ہرمز اور کوہ طیر وغیرہ اور عمارات میں سے خورنق ہے جس کو نعمان بن امری القیس نے بیس سال میں بنایا تھا اور حائط العجوز ہے اور اہرام مصر ہے اور منارہ اسکندریہ ہے اور کسریٰ کا محل ہے وغیرہ وغیرہ اور معدنیات میں سے چاندی اور سونا اور تانبا اور لوہا اور رانگ اور سیسہ اور جست ہے اور جواہرات میں سے موتی اور یاقوت اور بلخش اور نبقش اور عین الہر اور ہیرا اور زمرد اور اسی کا نام زبرجد ہے اور فیروزہ اور عقیق اور پوتھ اور بلور اور مونگا اور مقناطیس وغیرہ اور چوپایوں اور وحوش اور پرندوں اور گزندوں اور کیڑے مکوڑوں میں سے شیر ہے اور اونٹ اور

دیمک اور خرگوش اور سانپ اور باز اور طوطا اور براق اور بُخْتی گھوڑا اور پسو اور مچھر اور خچر اور گائے اور الو اور ناکا اور اژدھا اور لومڑی اور ایک قسم کا بڑا سانپ (جو مصر میں ہوتا ہے) اور ٹڈی اور گھونس اور گبرولہ اور چکور اور چیل اور گرگٹ اور پلاؤ گدھا اور گورخر اور کبوتر اور چمگادڑ اور سور اور گھوڑا اور ریچھ اور مرغی اور کیڑا اور مرغ اور مکھی اور بھیڑیا اور رخ اور چرگدھ اور گینڈا اور بھڑ اور بھوت پریت اور سمندر (آگ کا کیڑا) اور سنجاب اور بلی اور شاہین (سنجاب چوہے کی طرح ایک جانور ہے اس کے بال اور کھال نہایت نرم اور قیمتی ہوتی ہے ۱۲) (شاہین شکاری جانور ہے جیسے باز ۱۲)

اور لٹورا اور مولا اور بھیڑ اور گوہ اور بجو اور مینڈک اور مور اور ہرن اور بچھو اور عقعق (عقعق کوے سے چھوٹا جانور ہے ۱۲) اور جونک اور مکڑی اور کوا اور فاختہ اور دریائی گھوڑا اور چیتا اور ہاتھی اور بندر اور کتا اور لغلغ (مالک حزین ایک پرند کہ دراز گردن و دراز پا ہے دریا کے کنارے ہوتا ہے اور اس غم میں رہتا ہے کہ میں پانی کہاں سے پیوں گا) اور مالک حزین اور چیونٹی اور شہد کی مکھی اور گدھ اور شتر مرغ اور تیندوا اور ہدہد اور درشان (درشان ایک پرند ہے کبوتر کے برابر جو فاختہ اور کبوتر سے پیدا ہوتا ہے ۱۲) اور یاجوج ماجوج وغیرہ اور بعض ان عجائبات میں سے جو مختلف وقتوں اور مختلف مقامات میں پائی گئی ہیں یہ ہے کہ بعض علماء موصل نے ایک آدمی دیکھا جس کا قد نو ہاتھ کا تھا اور وہ ابھی بچہ تھا کہ بلوغ کو نہیں پہنچا تھا اور وہ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یمن کے نواح میں ایک آدمی دیکھا جس کے نیچے کا جسم تو ایک تھا (جیسے عام طور سے ہوتا ہے) اور ناف سے اوپر دو بدن تھے کہ دونوں سے وہ لڑتا تھا اور بولتا تھا اور دونوں سے کھاتا پیتا تھا پھر ان میں سے ایک مر گیا اور سوکھ گیا اور دوسرا چلتا پھرتا تھا اور (عجائبات میں سے ایک وہ ہے کہ قاضی عیاض نے ذکر کیا کہ ان کو یہاں ایک بچہ پیدا ہوا جس کے ایک کروٹ پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا اور ایک وہ

ہے جو شیخ ابو العباس حجازی سے منقول ہے وہ بعض سوداگروں سے نقل کرتے ہیں کہ ایک بہت بڑی مچھلی نکلی اور اس کے کان میں سے ایک خوبصورت حسین لڑکی گورے رنگ کی جیسے کہ کوئی اچھی سے اچھی عورت ہوسکتی ہے نکلی اس لڑکی نے چیخنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ مرگئی پس بہت برکت والا ہے۔ اللہ جس کی مخلوق کے عجائبات بے شمار ہیں اور آسمانوں کے حالات جو شریعت سے ثابت ہیں وہ فرشتوں کا ان میں ہونا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کا آسمان اوّل میں ہونا اور حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کا آسمان دوم میں ہونا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا آسمان سوم میں ہونا اور حضرت ادریس علیہ السلام کا چوتھے میں ہونا اور حضرت ہارون علیہ السلام کا پانچویں میں ہونا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چھٹے میں ہونا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساتویں میں اور اسی آسمان میں سدرۃ المنتہی ہے اور بیت المعمور اور سدرۃ المنتہی کے پاس جنت الماوی ہے اور عرش کو بڑے بڑے جسامت والے فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں اور ظاہر قرآنی آیات سے دوزخ کا نیچے ہونا ثابت ہوتا ہے اور زمین میں ایک مخلوق نظروں سے پوشیدہ ہے اور وہ جن ہیں۔

الدرس التاسع والثلثون فی العلوم المنهی عنها

العلم من حيث انه علم لاينهى عنه وانما ينهى لامورعا رضة كاعتقاده حقا وهو باطل اوترتب فساد ما على العمل به وان كان حقا اوخوف الغلوفيه وتنزيلة اكثر من منزلته اولضياع الوقت فى الاشتغال به اولخفاء مداركه ودقة ماخذه ونحو ذلك وذلك كالنجوم والرمل والكهانة والعيافة والطيرة والسحر والفراسة والعزائم السفلية واكثر الفلسفة الطبعية والالهى الاللرد وعلوم الخالفين لاهل الحق اصلا اوفرعاللضعفاء و دقائق علم الكلام

والتصوف للعوام والجفر والكيمياء واللغة الانگلشيه التى من لوازمها العادية فى زماننا ومكاننا احتقار الدين والتيه والبطر والتها لک على المال والجاه ومخالفة الاخوان فى الزى والعادة والدين فيها الفلسفة الجديدة التى هى اضر من السم وما يماثل ماذكر.

سبق نمبر ۳۹....علم ممنوعہ کے بیان میں

کوئی علم اس اعتبار سے کہ وہ علم ہے منع نہیں ہوتا ممانعت بعض عوارضات کی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔ جیسے اس کو حق جان لینا حالانکہ وہ واقع میں باطل ہے یا کوئی خرابی اس پر عمل کرنے سے پیدا ہوتی ہے اگرچہ وہ حق ہے یا اس میں غلو کا اور اس کے مرتبہ سے بڑھا دینے کا خوف ہو یا اس میں مشغول ہونے میں وقت ضائع کرنا ہو یا اس کے مسائل بہت باریک اور اس کے اصول دقیق ہوں وغیرہ وغیرہ جیسے نجوم اور رمل اور کہانت اور عیافت اور شگون اور جادو اور قیافہ اور سفلی عملیات فلسفہ طبعی اور فلسفہ الٰہیات الا آنکہ تردید کیلئے ہو اور جیسے اہل حق کے مخالفین کے علوم اس کے اصول وفروع سب ضعفاء (کم علموں) کیلئے اور جیسے علم کلام اور تصوف کے باریک یا تین عوام کیلئے اور جفر اور اور کیمیا اور انگریزی تعلیم جس کے لوازم میں سے عادۃ ہمارے زمانہ اور ہمارے ملک میں دین کی حقارت اور تکبر اور اترانا اور مال وجاہ پر مرمٹنا اور مسلمانوں کی مخالفت وضع اور عادات اور دین میں اسی انگریزی تعلیم میں ایک فلسفہ جدیدہ ہے جو زہر سے بھی زیادہ مضر ہے اور دیگر جو علوم ان مذکورہ علم کی طرح کے ہوں۔

الدرس الاربعون فی فوائد علم التاریخا

منها العلم بالوقائع الكثيرة التى لاتكفى باد راكها حاسة البصر ولا العقل ومنها دفع الكلال ورفع الملال باستحضار الواقعات العجيبة كانها راى عين ومنها العبرة بقصص الاولين فالسعيد من

وعظ بغيره ومنها تقوية العقل واستخراج الراى الصائب كدار التجربه والمشورة مع العقلاء الكثير العد دالوافر العقل الذين لايمكن اجتماعهم فى زمان واحد ومكان واحد ومنها الاطلاع على امثال وحكم ومواعظ كثيرة نقل فى ضمن الحكايات ومنها تذكر النعم والنقم الالهية الذى يوجب الرجاء والخوف فيكمل الايمان ومنها السعى فى جميل الاخلاق وازالة سفسافها اذا عثر على ثمرات كل منهما ومنها ثبات الفواد عند الخطوب اذا تذكر الفرج بعد الكروب ومنها الاستدلال على بدائع صنائع الله تعالىٰ فى خلقه ومنها رفع الهمة وقوة العزم فى معالى الامور ومنها كون الفناء والانقضاء نصب العين فتكون فى الدنيا كانك غريب او عابر سبيل ولاتتكبر ولاتتجبر وتكون كالعبد الذليل ولعمرى ان هذا لهوالفوز الجليل هذا مع كونه سهل الماخذ مبينا على الحفظ غير محتاج الى الكدوالتعب

سبق نمبر۴۰....علم تاریخ کے فوائد کے بیان میں

ایک فائدہ بہت سے ان واقعات کا معلوم ہو جانا ہے جن کے معلوم کرنے کیلئے آنکھ اور عقل کافی نہیں ہوتی (صرف سننے اور روایت پر ان کا مدار ہے) اور ایک فائدہ ماندگی رفع ہو جانا اور آزردگی جاتی رہنا۔ عجیب واقعات کے ایسا پیش نظر ہو جانے سے جیسے آنکھ سے دیکھ لیا اور ایک فائدہ گزشتہ لوگوں کے قصوں سے عبرت حاصل کرنا ہے (حدیث میں ہے) سعید وہ ہے جو دوسرے کو دیکھ کر نصیحت حاصل کر لے اور ایک فائدہ عقل بڑھنا اور صحیح تجویز حاصل کر لینا گویا تاریخ دار التجربہ اور دار المشورہ ہے جس میں ایسے عقلاء کثیر التعداد اور کامل العقل جمع ہیں کہ ان کا ایک وقت اور ایک جگہ میں مجتمع ہونا ممکن نہیں اور ایک فائدہ بہت مثالیں اور وہ نصیحت کی باتیں معلوم ہو جانا

ہے۔ جو وعظوں کے ضمن میں نقل کی جاتی ہیں اور ایک فائدہ انعامات وعذابات الٰہیہ کا یاد آجانا ہے اور جو رجاء اور خوف کا موجب ہے کہ اس سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اور ایک فائدہ عمدہ اخلاق کی طلب اور برے اخلاق کے ازالہ کا شوق پیدا ہوجاتا ہے جبکہ (تاریخ میں دونوں کے نتائج کا علم ہوتا ہے اور ایک فائدہ استقلال قلب پیدا ہونا بڑے کاموں کے وقت جبکہ (تاریخ سے مشقت کے بعد کشائش کا علم ہوتا ہے اور ایک فائدہ خدائے تعالیٰ کی صنعتیں اور ایجادیں مخلوقات میں سمجھ آنا ہے اور ایک فائدہ ہمت کی بلندی اور بڑے کاموں میں اولوالعزمی ہے اور ایک فائدہ فناء اور خاتمہ کا پیش نظر رہنا ہے۔ اس سے دنیا میں تو ایسا رہے گا جیسے مسافر یا راہگیر ہوں (حدیث کا لفظ ہے) اور نہ متکبر ہوگا نہ جبار ہوگا اور ایسا رہے گا۔ جیسے ایک ذلیل بندہ اور قسم ہے زندگی کی کہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے لطف یہ ہے کہ یہ تاریخ سہل الحصول علم ہے صرف قوت حافظہ پر مبنی ہے محنت مشقت (غور وخوض کی ضرورت نہیں (جیسے کہ دیگر علوم میں ہے جیسے منطق کلام وغیرہ ۱۲)

الدرس الحادی والاربعون فی اخبار الجن

خلقوا قبل نوع الانسان وكلفوا بالشرائع المناسبة لحالهم وكانوا لايزالون يطيعون مرة ويعصون اخرى وكان اسم ابيهم لسوما اوطارطوش واسماء الذين ولوا امرسياستهم وهدايتهم حينا بعد حين حلیایش وهاموس وعزازيل الذى يعرف الان بابليس وسهلوب ويوسف اللذين بعثهما عزازيل الى القوم وكان افضلهم وامثلهم علما وعملا وكمالا وجمالا عزازيل لكن كان الغلب على طويته العجب والكبر والدعوى المضمر والا من من جلال الله تعالى فهذه الرذائل هى التى قطعت عليه السبيل واوقعته فى هذا العذاب الوبيل وكانت

مدسوسة حتی حرکها الامر الا لهی له وللملائکة بسجود سیدنا ادم علیه الصلوة والسلام فابی واستکبرو کان من الکافرین

سبق نمبر ۴۱.... جنوں کے بعض حالات کے بیان میں

جن نوع انسان سے پہلے پیدا کئے گئے تھے اور ایسے احکام کے مکلف تھے جو ان کے مناسب حال تھے اور وہ کبھی ان کی تعمیل کرتے تھے اور کبھی نافرمانی کرتے تھے اور جنوں کے جد اعلیٰ کا نام لسوم یا طارطوش تھا اور بعض ان لوگوں کے نام جن کے سپرد ملک رانی اور تبلیغ احکام الٰہی کا کام وقتاً فوقتاً ہوا یہ تھے حلیائش اور ہاموس اور عزرائیل جواب ابلیس مشہور ہے اور سہلوب اور یوسف یہ وہ ہیں جن کو عزرائیل نے قوم کی طرف بھیجا تھا جبکہ جنوں میں افضل اور علم وعمل اور کمال و جمال میں بڑھا ہوا عزازیل تھا لیکن اس کی طینت میں غالب خود بینی اور تکبر اور مستتر دعوی اور حق تعالیٰ کے جلال سے بے خوفی تھی یہی عیوب تھے جنہوں نے اس کی راہ ماری اور اس عذاب بے حساب میں ڈال دیا اور یہ عیوب اس کی طینت میں دبے ہوئے تھے یہاں تک خدائے تعالیٰ کے اس حکم نے جو کہ ملائکہ کو اور خود اس کو دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کریں ان (طینتوں) کو حرکت دی۔ پس اس نے انکار کیا اور بڑا بننا چاہا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

الدرس الثانی والاربعون فی ذکر بعض الانبیاء المشهورین علیهم السلام

اولهم ابوالبشر سیدنا آدم علیه السلام تو فی بعمر الف سنة ولدله سید ناشیث علیه السلام ۲۳۰ من عمره وتوفی وعمره ۹۱۲ ورفع سیدنا ادریس علیه السلام ۳۶۵ من عمره وولد سیدنا نوح علیه السلام ۱۶۴۲ من هبوط آدم علیه السلام واخذ الطوفان قومه لمامضی من عمره ستمائة سنة وعاش بعده ۳۵۰ عاما وارسل سیدنا هود علیه السلام الی عادو سیدنا صالح علیه السلام الی ثمود

ولدسیدنا ابراهیم علیه السلام ۳۳۶۸ من الهبوط وتوفى ۳۳۹۸ وكان الضحاک ولفریدون فی زمانه وارسل سيدنا لوط علیه السلام الى اهل سدوم وهو ابن اخى ابراهيم هاران بن ازر و سيدنا اسمعيل عليه السلام الى قبائل اليمن والى العماليق ولد ۳۴۰۹ وعاش ۱۳۷ عاما وولد سيدنا اسحق علیه السلام ۳۴۲۳ وفيها بناء الكعبة الحسناء زاد الله تعالىٰ حسنها وولدسيدنا يعقوب عليه السلام ۳۴۸۳ وولد سيدنا يوسف علیه السلام لمضى ۲۵۱ سنة من مولد سيدنا ابراهيم علیه السلام وعاش ۱۱۰ سنة وكان وفاته قبل مولد سيدنا موسى علیه السلام باربع وستين سنة وسيدنا ايوب عليه السلام من الروم لانه من ولد العيص بن اسحق كان نبيافى عهد سيدنا يعقوب عليه السلام فی قول وعاش ۹۳ سنة وارسل سيدنا شعيب عليه السلام الى مدين قيل انه من ولد سيدنا ابراهيم علیه السلام وقيل من ولد بعض المؤمنين به وولد سيدنا موسىٰ علیه السلام من ولد لا وى بن سيدنا يعقوب عليه السلام لمضى ۴۲۵ سنة من مولد سيدنا ابراهيم علیه السلام وكان عمره حين خرج من مصر ۸۰ سنة واقام فى التيه ۴۰ سنة فكان عمره ۱۲۰ سنة وكان غلبة افراسیاب على الفرس فى زمانه وكان اخوه سيدنا هارون علیه السلام اكبر منه بثلث سنين اواربع وكان من خلفائه واحد ابعد واحد ساداتنا يوشع وحزقيل و الياس واليسع وذوالكفل وشمويل رفيق طالوت عليهم السلام وكان سيدنا داوٗد علیه السلام بعد خمسماته من سيدنا موسىٰ عليه السلام وكان كيقباد الفارسی فی زمانه وهو من ولد هوذ بن

سیدنا یعقوب علیه السلام وولد له سیدنا سلیمان علیه السلام وتوفی فی اواخر ۵۷۵ لوفاة سیدنا موسی علیه السلام وعمره ۵۲ سنة وارسل سیدنا یونس علیه السلام الی نینوی بعد ثمانمائة من وفاة سیدنا موسیٰ علیه السلام وکان سیدنا زکریا علیه السلام من ولد سیدنا سلیمان علیه السلام وقتل بعد ولادة سیدنا المسیح بن سیدنا مریم علیهما السلام وکان قتل ابنه سیدنا یحیی علیه السلام قبل رفع سیدنا المسیح علیه السلام بمدة یسیرة وکان ولادته وولادة سیدنا عیسیٰ علیه السلام فی ۵۵۸۴ من الهبوط وتوفیت سیدتنا مریم البتول علیه السلام امه بعد رفعه بست سنین وفی ماذکر من عدد سنین اقوال اخر اخترنا احدها والله تعالیٰ اعلم.

سبق نمبر ۴۲..... بعض مشہور انبیاء علیہم السلام کے ذکر میں

سب سے پہلے نبی ابوالبشر آدم علیہ السلام ہیں آپ کی وفات ایک ہزار برس کی عمر میں ہوئی اور آپ کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام آپ کی ۲۳۰ برس کی عمر میں پیدا ہوئے اور ۹۱۴ سال کی عمر میں وفات ہوئی اور حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر اٹھا لئے گئے جبکہ آپ کی عمر ۳۶۵ سن تھا اور حضرت نوح علیہ السلام ۱۶۴۲ سن میں نزول آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور آپ کی قوم پر طوفان جب آیا کہ آپ عمر چھ سو برس کی تھی اور آپ بعد طوفان کے ۳۵۰ سال زندہ رہے اور حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد کی طرف مبعوث ہوئے اور حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود کی طرف مبعوث ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نزول آدم علیہ السلام سے ۳۴۲۸ سن میں پیدا ہوئے اور ۳۴۹۸ سن میں وفات پائی اور ضحاک اور فریدون آپ ہی کے زمانہ میں تھے اور حضرت لوط علیہ السلام اہل سدوم کی طرف مبعوث ہوئے اور حضرت لوط علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران بن آزر کے بیٹے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام قبائل یمن کی طرف اور قوم عمالقہ کی طرف مبعوث ہوئے ولادت آپ کی ۳۴۰۹ سن میں ہوئی اور ۱۳۷ سال کی عمر پائی اور حضرت اسحٰق علیہ السلام ۳۴۲۳ سن میں پیدا ہوئے اور اسی سن میں کعبہ شریف زادہا اللہ شرفا کی بنا ہوئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام ۳۴۸۳ سن میں پیدا ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام ۲۵۱ سال ولادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد پیدا ہوئے اور ۱۱۰ سال کی عمر پائی اور آپ کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے چھتیس سال پہلے ہوئے اور حضرت ایوب علیہ السلام رومی النسل ہیں کیونکہ آپ عیص بن اسحٰق کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانہ میں نبی تھے۔ ایک قول کی رو سے آپ کی عمر ۹۳ سال کی ہوئی اور حضرت شعیب علیہ السلام مدین کی طرف مبعوث ہوئے ایک قول یہ ہے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ کسی آپ کی قوم کے مسلمان کی نسل سے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی نسل سے پیدا ہوئے جبکہ ۴۴۵ سال حضرت ابراہیم علیہ السلام سے گزر چکے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر جبکہ آپ مصر سے نکلے۔ (یعنی جبکہ فرعون سے نجات پائی ۱۲) اسی برس کی تھی اور آپ وادی تیہ میں چالیس برس رہے تو آپ کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوئی اور افراسیاب کا غلبہ اہل فارس پر آپ ہی کے زمانہ میں ہوا اور آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام آپ سے تین برس یا چار برس بڑے تھے اور آپ کے جانشین یکے بعد دیگرے یہ حضرات تھے یوشع حزقیل الیاس یسع ذوالکفل شمویل جو طالوت بادشاہ کے ساتھ تھے۔

علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرت داؤد علیہ السلام پانچ سو برس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئے اور بادشاہ کیقباد فارسی آپ ہی کے زمانہ میں تھا

اور آپ اولا دھوذ بن حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہیں۔

اور آپ کے یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے اور وفات پائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ۵۷۵ سن کے اخیر میں اس وقت آپ کی عمر ۵۲ سال کی تھی اور حضرت یونس علیہ السلام بستی نینویٰ کی طرف آٹھ سو برس کے بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مبعوث ہوئے اور حضرت زکریا علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسل میں سے تھے اور آپ شہید کئے گئے۔ بعد ولادت حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کے اور آپ (یعنی حضرت زکریا علیہ السلام کے) بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت تھوڑے دن پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کے اُٹھائے جانے سے ہوئی اور آپ کی ولادت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ۵۵۸۴ سن میں نزول آدم علیہ السلام سے ہوئی اور وفات پائی حضرت مریم بتول علیہا السلام آپ کی والدہ نے آپ کے اٹھائے جانے سے چھ سال کے بعد اور ان تمام واقعات میں جو سنہ ذکر کئے گئے ان میں اور بھی اقوال ہیں۔ ہم نے ایک قول کو لے لیا واللہ سبحانہ اعلم۔

الدرس الثالث والاربعون فی التبرک بذکر سید الخلق ورسول الحق حبیب الله المصطفی صلی الله علیه وسلم

هو بابی وامی خاتم المرسلین زما ناوشانا وجمالا وکما لا اولهم نورا واخرهم ظهور اشرف ساحة الوجود بنوره المبین ولم یکن عین ولا اثر من السموات والارضین ونباه الله تعالٰی وآدم بین الماء والطین ونور عالم الاجسام عام الفیل فیاله من جمیل وجلیل وما بلغ سنتین شق صدره وتوفیت سیدتنا آمنة وهو ابن ست سنین وقد توفی سیدنا عبدالله ابوه وقد مضی شهران علی حمله وتوفی جده عبدالمطلب وهو ابن ثمان فتکفل بتربیته عمه ابو طالب

وسافر الى الشام وهو ابن اثنتى عشر سنة وعرفه بحيرا الراهب لمامر على صومعته فى الطريق فاشار الراهب على رده الى مكة ثم لما بلغ خمسا وعشرين سنة سافر الى الشام بمال خديجة ولما رجع تزوج خديجة بعد ان اظهرت الرغبة فيه واوحى اليه وهو ابن اربعين فشرع فى الدعوة الى الايمان وامن من امن واذاهم الكفار فهاجر بعض المسلمين الى الحبشة سنة خمس من النبوة واسلم سيدنا عمر رضى الله تعالىٰ عنه سنة ست منها وفى سبع اجتمع قريش على قتله صلى الله عليه وسلم فتحصن ابوطالب معه الى شعب فقاسى هناک من الشدائد الى ثلث سنين ثم لان قريش حين اخبرهم باكل دابة الارض صحيفة عهدهم وفى سنة عشرتو فى ابوطالب وفى هذا العالم توفيت خديجة فسمى عام الحزن ونكح بعدها سيدتنا عائشة رضى الله عنها فى مكة وزفت فى المدينة وسيدتنا سودة بنت زمعة زفت فى مكة وهاجرت معه وذهب صلى الله عليه وسلم الى الطائف للدعوة فاوذى فرجع ولما بلغ بطن نخلة لقى الجن فامنوا وفى سنة احدى عشرة بايعه ست من الانصار وفى سنة ثنتى عشرة وقعت بيعة العقبة الا ولى عاهده فيها اثنا عشر رجلا منهم الست الذين بايعوا فى الاولى وفى هذه السنة اسرى به وفى سنة ثلث عشرة قدم سبعون رجلا من شرفاء الانصار وعظمائهم وعاهدوه على الخدمة والنصرة وهذه بيعة العقبة الثانية ولاجل ايذاء الكفار اذن صلى الله عليه وسلم لاصحابه فى الجهرة الى المدينة ثم هاجر بنفسه النفيسة وكان سيدنا ابوبكر رضى الله

تعالٰی عنه معه و دخل المدینة لثنتی عشر من ربیع الاوّل یوم الاثنین والقی رحله فی قبائم قدم البلدة وفی السنة الثانیة من الهجرة وقعت غزوة بدر وفی السنة الثالثة غزوة احد وقتل کعب بن اشرف. وفی السنة الرابعة سریة رجیع وبنی لحیان وعضل وقارة وغزوة بدر الثانیة وقصة بیر معونة وهذیل وغزوة بنی النضیر وغزوة الخندق وغزوة بنی قریظة وقتل ابی رافع الیهودی وفی السنة الخامسة غزوة مریسیع وتعرف بغزوة بنی المصطلق ووقع فیها الافک وفی السنة السادسة غزوة ذات الرقاع ونزل فیها التیمم وصلح حدیبیة وغزوة خیبر ونکاح سیدتنا صفیة وفی السنة السابعة عمرة القضاء ونکاح سیدتنا میمونة واسلام خالد بن الولید وعمرو بن العاص وعثمان بن طلحة ومعاویة وکتابته الی الملوک بالاسلام وفی السنة الثامنة سریة ابی عبیدة الی سیف البحر وسریة موتة وفتح مکة وغزوة حنین وغزوة اوطاس وغزوة طائف وفی السنة التاسعة ارسل الناس وفودهم بالاسلام وفیها قدوم مسیلمة فی وفد بنی حنیفه وتعلیقه اسلامه علی استخلافه وغزوه تبوک وبعث خالد الی اکیدر عظیم دومة الجندل وهدم مسجد ضرار وفرض الحج وتامیر سیدنا ابی بکر علی الحج' وفی السنة العاشرة حجة الوداع واختیاره الرفیق الاعلی وهو صلی الله علیه وسلم حی فی قبره الشریف یرزق وتعرض علیه صلوة امته واعمالهم فیا ایها المشتاقون الی رؤیا جماله صلوا علیه واله اللهم صل وسلم وبارک علیه واله واصحابه.

سبق نمبر ۴۳.... ذکر بابرکت خیرالورےٰ رسول کبریا حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیان میں

حضور بابی وامی خاتم المرسلین ہیں باعتبار زمانہ کے اور باعتبار شان کے اور باعتبار جمال وکمال کے آپ سب سے اوّل ہیں۔ باعتبار پیدائش نور کے اور سب سے آخر ہیں باعتبار ظہور کے آپ نے ساحت وجود کو اپنے نور باجود سے اس وقت مشرف فرمایا کہ کوئی چیز بھی نہ تھی اور نہ آسمان وزمین کا کچھ پتہ تھا اور حضور کو اس وقت حق تعالیٰ نے نبی بنا دیا تھا کہ آدم علیہ السلام ابھی آب وگل ہی کے درمیان تھے اور حضور نے عالم اجسام کو عام الفیل میں منور فرمایا (جس سال میں اصحاب فیل کا واقعہ ہوا ۱۲) پس کس قدر جمیل ہیں اور آپ کس قدر خلیل اور جبکہ حضور کی عمر شریف دو سال کی ہوئی تو واقعہ شق صدر ہوا اور حضرت آمنہ نے جب وفات پائی تو حضور کی عمر چھ برس کی تھی اور حضرت عبداللہ حضور کے والد ماجد کا انتقال اس وقت ہوا کہ آپ کے حمل کو دو مہینے ہوئے تھے اور حضور کے دادا حضرت عبدالمطلب کا انتقال ہوا تو حضور کی عمر آٹھ سال کی تھی تو آپ کی پرورش آپ کے چچا ابو طالب نے اپنے ذمہ لی اور حضور نے شام کا سفر کیا جبکہ عمر شریف بارہ سال کی تھی اور آپ کو پہچان لیا (کہ آپ پیغمبر آخر الزمان ہیں) بحیرا راہب نے جب آپ کا گزر اس کے عبادت خانہ پر راستہ میں ہوا اور اس نے آپ کو مکہ کو لوٹائے جانے کی رائے دی۔ پھر جب سن شریف پچیس سال کا ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر شام کا سفر کیا اور جب آپ لوٹ آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ان کی رغبت ظاہر کرنے پر نکاح کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی جب آئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چالیس سال کی ہوئی پھر آپ نے دعوت ایمان شروع کر دی اور جس کو ایمان لانا تھا لایا ان کو کفار نے تکلیفیں دینا شروع کیں تو بعض مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی نبوت کے

۵ ھ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبوت کے ۶ ھ میں ایمان لائے اور ۷ ھ میں تمام قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل پر اتفاق کیا تو حضرت ابو طالب نے آپ کو لے کر ایک گھاٹی میں پناہ لی تو وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین برس تک بڑی تکلیفیں اٹھائی۔ پھر قریش ڈھیلے پڑے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیمک کے ان کے عہد نامہ کو کھا جانے کی خبر دی اور ۱۰ ھ نبوت میں حضرت ابو طالب نے انتقال کیا اور اسی سال میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اس واسطے اس سال کا نام عام الحزن (سال غم) ہوا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ میں نکاح کیا اور رخصتی ان کی مدینہ طیبہ میں ہوئی اور حضرت سودہ بنت زمعہ کی رخصتی مکہ معظمہ میں ہوئی اور انہوں نے حضور کے ساتھ ہجرت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف تبلیغ کے واسطے تشریف لے گئے تو وہاں حضور کو بڑی تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ لہٰذا آپ واپس تشریف لے آئے اور جب بطن نخلہ میں پہنچے تو جنوں سے ملاقات ہوئی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور ۱۱ ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدینہ طیبہ کے چھ آدمیوں نے بیعت کی اور ۱۲ ھ میں بیعت عقبہ اولیٰ ہوئی۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارہ آدمیوں نے معاہدہ کیا۔

ان میں سے چھ وہی تھے جنہوں نے پہلی دفعہ بیعت کی تھی اور اسی سال میں معراج شریف ہوئی اور ۱۳ ھ میں ستر آدمی شرفاء انصار اور ان کے بڑے لوگوں میں سے آئے اور حضور سے خدمت اور امداد کا معاہدہ کیا۔ اسی کا نام بیعت العقبہ الثانیہ ہے اور کفار کے ایذا پہنچانے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی۔ پھر خود بنفس نفیس ہی ہجرت فرمائی اور ہجرت کے وقت سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ساتھ تھے اور داخل ہوئے مدینہ طیبہ میں بارہ ربیع الاوّل روزہ دوشنبہ کو اور (اوّل) قبا میں نزول فرمایا پھر شہر میں رونق افروز ہوئے۔

۲ ہجری میں غزوہ بدر واقع ہوا اور ۳ھ میں غزوہ احد اسی سن میں کعب بن اشرف (یہودی) قتل کیا گیا ۴ھ میں سریہ رجیع و بنی لحیان و عضل وقارہ اور غزوہ بدر ثانی اور بیر معونہ اور ہذیل کا واقعہ پیش آیا۔ نیز غزوہ بنی نضیر غزوہ خندق اور غزوہ بنی قریظہ واقع ہوئے اور ابورافع یہودی قتل کیا گیا۔ ۵ھ میں غزوہ مریسیع جو غزوہ بنی مصطلق کے نام سے مشہور ہے واقع ہے اور اسی سال واقعہ افک پیش آیا ۶ھ میں غزوہ ذات الرقاع ہوا۔ اسی سال تیمم کا حکم نازل ہوا۔ صلح حدیبیہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور غزوہ خیبر بھی اسی سال میں ہوئے۔ ۷ھ میں عمرہ قضا ادا ہوا اور سیدتنا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور حضرت خالد بن الولید عمرو بن العاص عثمان بن طلحہ اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہم) مسلمان ہوئے اور اسی سال بادشاہوں کو دعوت اسلام کے خطوط لکھے گئے۔ ۸ھ میں سیف البحر کی طرف سریہ ابی عبیدہ کو بھیجا سریہ موتہ فتح مکہ اور غزوہ حنین وغزوہ اوطاس اور غزوہ طائف پیش آئے۔

۹ھ میں لوگوں نے اپنے نمائندوں کے ذریعہ اسلام قبول کرنے کی اطلاعات بھیجیں انہی میں بنی حنیفہ کے وفد میں مسیلمہ کذاب بھی آیا اور اس نے اپنے اسلام کو اس شرط پر موقوف کیا کہ حضور اپنے بعد اسے اپنا نائب مقرر فرمائیں۔ غزوہ تبوک بھی اسی سن میں ہوا۔ دومۃ الجندل کے حاکم اکیدر کے پاس حضرت خالد رضی اللہ عنہ اسی سال بھیجے گئے۔ اس سال مسجد ضرار منہدم کی گئی۔ اسی سال حج فرض ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر الحج بنا کر بھیجے گئے۔ ۱۰ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع فرمایا اور رفیق اعلیٰ کو اختیار فرمایا آپ اپنے روضہ مبارک میں زندہ ہیں۔ وہاں آپ (کی شایان شان آپ) کو رزق مرحمت ہوتا ہے اور آپ پر آپ کی امت کا درود و سلام

اوران کے اعمال کو پیش کیا جاتا ہے۔اے وہ جو آپ کے جمال جہاں آرا کی زیارت کا شوق رکھتے ہو۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر درود وسلام بھیجو۔اللھم صل وسلم وبارک علیه وعلی اله واصحابه

الدرس الرابع والاربعون فی عیتہ وخاصتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زینب بنت جحش توفیت ۲۰ ه وجویریه توفیت ۵۶ه اما ازواجه امهات المومنین فسیدتنا خدیجة وسودة وعائشه رضی الله عنهن (وتوفیت ۵۸ھ) وحفصه وام حبیبة (توفیت ۴۴ھ) وام سلمة رضی الله عنها (توفیت ۶۲ھ) وصفیة (توفیت ۵۰ھ) ومیمونة (توفیت ۵۱ھ) وقیل ۶۶ھ واولاده قاسم وعبدالله ویلقب بالطاهر قیل وبالطیب قیل وهو غیرهما ومن البنات زینب ورقیة وام کلثوم وفاطمة رضی الله عنهن وکانت اصغر بناته کلهم من خدیجة وابراهیم ولد بالمدینة من ماریة مات فی الرضاع.

وختنه ابوالعاص زوج زینب ولدت علیا مات وهو صغیر وامامة تزوجها علی بعد فاطمة ثم مغیره بن نوفل ولدت له یحییٰ وعلی زوج فاطمة ولدت حسنا وحسینا ومحسنا ورقیة وزینب وام کلثوم توفی محسن وهو صغیر ورقیة قبل ان تبلغ وتزوج زینب عبدالله بن جعفر ولدت علیا وتزوج ام کلثوم عمر و ولدت زیدا ثم تزوجها عون بن جعفر ثم محمد بن جعفر ثم عبدالله بن جعفر و عثمان بن عفان زوج رقیة ولدت عبدالله ومات صغیرا ولما ماتت تزوج ام کلثوم.

اعمامه وعماته الحارث وقثم وزبیر وحمزة وعباس وابو طالب وعبدالکعبه وحجل وضرار وغیداق وابولهب وصفیة وعاتکة واروی

وام حکیم وبره واميمة اسلم ثلثة حمزة وعباس وصفيه۔

مواليه: زيد بن حارثة وابنه اسامة وثوبان وابوكبشة وانيسة وشقران ورباح ويسار وابو رافع وابومويهية وفضالة ورافع ومدعم وكركرة وزيد جدهلال بن يسار وعبيدة وطهمان وما بور القبطى وواقد اوابو واقد وهشام وابوضميرة وابوعسيب وابوعبيدة وسفينة وابو هند وانجشة وابو امامة.

وجواريه: اسلمى وام رافع و رضوى و اميمة وام ضميرة ومارية وشيرين وام ايمن وتسمى بركة وميمونة بنت سعد وخضرة خولة وخويلة وست نسوة من بنى قريظة.

وخدامه انس بن مالک وهند واسماء ابنا حارثة وربيعة بن كعب الاسلمى وعبدالله بن مسعود و عقبة بن عامر وبلال وسعد وذومخمر اوذو مخبر ابن اخى النجاشى اوابن اخته وبكيربن شداخ وابوذرالغفارى

وحرسه سعد بن معاذ رضى الله عنه وذكوان ومحمد بن مسلمة الانصارى وزبير وعباد بن بشير وسعد بن ابى وقاص و ابو ايوب وبلال (رضى الله عنهم اجمعين) فلما نزلت والله يعصمک من الناس قال انصرفوا فقد عصمنى الله

ورسله الى الملوک عمرو بن امية الى النجاشى واسلم ودحية الى هرقل وحذافة الى كسرى وحاطب الى مقوقس وعمرو بن العاص الى جيفر وعبدالله ابنى جلندى كبيرى عمان فاسلما وسليط بن عمرو الى هوذة بن على رئيس يمامة وشجاع بن وهب الى حارث الغسانى ملک بلقا ومهاجر بن امية الى حارث الحميرى وعلاء بن

الحضرمی الی منذر بن سادی عظیم البحرین فاسلم وابو موسیٰ الاشعری ومعاذ بن جبل الی اهل الیمن واقیالهم فاسلموا

وکاتبوه الخلفاء الاربعة وعامر بن فهیرة وعبدالله بن ارقم وابی بن کعب وثابت بن قیس وخالد بن سعید وحنظلة بن الربیع وزید بن ثابت ومعاویة وشرحبیل بن حسنة رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین

سبق نمبر۴۴.... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل واولاد اور مخصوص خدام کے بیان میں

آپ کی ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت خدیجہ، حضرت سودہ، حضرت عائشہ (۵۸ھ میں وفات پائی) حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ (۴۴ھ میں وفات ہوئی) حضرت ام سلمہ (۶۴ھ میں وفات پائی) حضرت زینب بنت جحش (۲۰ھ میں وفات پائی) حضرت جویریہ (۵۶ھ میں وفات پائی) حضرت صفیہ (۵۰ھ میں وفات پائی) حضرت میمونہ (۵۱ھ میں یا ۶۶ھ میں وفات ہوئی)

آپ کی اولاد

حضرت قاسم وحضرت عبداللہ دو صاحبزادے تھے۔ حضرت عبداللہ کا بعض نے لقب طاہر بتایا ہے اور بعض نے طیب اور بعض کہتے ہیں کہ یہ لقب ان دونوں کے علاوہ کسی صاحبزادہ کا ہے۔

صاحبزادیوں کے اسماء

حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہن) ہیں۔ سیدہ فاطمہ سب میں چھوٹی بیٹی تھیں اور یہ ساری اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے تھی اور حضرت ابراہیم حضرت ماریہ کے بطن سے مدینہ منورہ میں تولد ہوئے اور شیرخوارگی ہی میں وفات پا گئے۔

آپ کے داماد

ابوالعاص آپ کے داماد سے جو حضرت زینب کے شوہر تھے ان سے علی صاحبزادہ تولد ہوئے جنہوں نے بچپن میں وفات پائی اور امامہ رضی اللہ عنہا بھی ان سے پیدا ہوئیں جن سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا پھر حضرت امامہ سے مغیرہ بن نوفل نے نکاح کیا ان سے یحیٰی تولد ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت علی تھے سیدہ فاطمہ سے حضرت حسن اور حضرت حسین حضرت محسن اور بی بی رقیہ و زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ حضرت محسن صغیر السن فوت ہوئے بی بی رقیہ بلوغ سے پہلے انتقال کر گئیں۔ بی بی زینب کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا اور علی نامی بچہ پیدا ہوا۔ بی بی ام کلثوم سے حضرت عمر فاروق نے نکاح فرمایا اور ایک بچہ زید نامی پیدا ہوا۔ پھر ان کا نکاح عون بن جعفر سے اور ان کے بعد محمد بن جعفر سے اور آخر میں عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوئی ایک بچہ عبداللہ پیدا ہوا جو چھٹپنے ہی میں فوت ہوگیا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم آپ کے نکاح میں آئیں۔

آپ کے چچا اور پھوپھیاں

حارث قثم وزبیر' حمزہ عباس ابوطالب عبدالکعبہ حجل ضرار غیداق اور ابولہب آپ کے چچاؤں کے نام تھے اور صفیہ عاتکہ اروی ام حکیم برہ اور امیمہ پھوپھیاں تھیں ان میں سے حضرت حمزہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تین ہی اسلام لائے۔

آپ کے غلاموں کے نام یہ ہیں

زید بن حارثہ اور ان کے بیٹے اسامہ' ثوبان' ابوکبشہ' انیسہ شقران رباح یسار ابورافع ابومویہبہ فضالہ' رافع' مدعم' کرکرہ زید جد ہلال بن یسار' عبیدۃ وطہمان مابور قبطی واقد ابو واقد وہشام ابوضمیرہ' ابوعسیب' ابوعبیدہ' سفینہ' ابوہند' انجشہ اور ابوامامہ (رضی اللہ عنہم)

آپ کی لونڈیاں یہ تھیں۔ سلمی ام رافع، رضوی، امیمہ ام ضمیرہ، ماریہ، شیریں، ام ایمن جن کا برکتہ نام تھا۔ میمونہ بن سعد، خضرہ، خولہ یا خویلہ اور چھ عورتیں بنی قریظہ کی۔

آپ کے خدام یہ تھے

انس بن مالک، ہند واسماء یہ دونوں حارثہ کے بیٹے تھے۔ ربیعہ بن کعب اسلمی عبداللہ بن مسعود، عقبہ بن عامر، بلال، سعد، ذوتحمر یا ذومخبر جو نجاشی کے بھائی یا بہن کے بیٹے تھے۔ بکیر بن شداخ اور ابوذر غفاری۔

آپ کے نگہبان یہ حضرات رہے ہیں

سعد بن معاذ، ذکوان، محمد بن مسلمہ انصاری، زبیر عباد بن بشیر، سعد بن ابی وقاص، ابوایوب اور بلال۔ اور جب آیت واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا بس اب پہرہ موقوف اب دشمنوں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ فرما دیا۔ آپ کے قاصد جو بادشاہوں کے پاس بھیجے گئے یہ حضرات تھے عمرو بن اُمیہ جو نجاشی کے پاس گئے اور وہ مسلمان ہو گیا۔ دحیہ ہرقل کے اور حذافہ کسریٰ کے اور حاطب مقوقس کے اور عمرو بن العاص جیفر اور عبداللہ کے ہاں بھیجے گئے یہ جیفر اور عبداللہ جلندی کے بیٹے تھے جو عمان کے حاکم تھے۔ یہ دونوں بھی مسلمان ہو گئے اور سلیط بن عمرو۔ ہوذہ بن علی رئیس یمامہ کے ہاں اور شجاع بن وہب حارث غسانی شاہ بلقاء کے ہاں اور مہاجر بن امیہ حارث حمیری کے ہاں اور علاء بن الحضرمی منذر بن ساوی شاہ بحرین کے ہاں گئے یہ بھی اسلام لے آئے اور ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل، اہل یمن اور ان کے سرداروں کی طرف گئے جو اسلام لے آئے۔

آپ کے کاتبین

خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم تھے اور (ان کے علاوہ یہ حضرات بھی تھے) عامر بن فہیرہ عبداللہ بن ارقم، ابی بن کعب ثابت بن قیس، خالد بن سعید، حنظلہ بن الربیع، زید بن ثابت، معاویہ اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم۔

الدرس الخامس والاربعون فی اسباطه

هم اولاد سیدتنا فاطمة الزهراء البتول بواسطة سیدینا الحسن والحسین فاما اولاد الحسن فاسماء هم الحسن وزید وعمرو والحسن وعبدالله وعبدالرحمن وعبید الله واسمعیل ومحمد ویعقوب وجعفر وطلحة وحمزة وابوبکر والقاسم وکان العقب منهم للحسنی المثنی ولزید ولم یکن لغیرهما منهم عقب وقیل کانت له بنت تسمی ام الحسن

ومن اولاده علیه السلام الباز الاشهب سیدنا عبدالقادر الجیلانی وینتهی نسبه الیه هکذا هوا بن موسی بن عبدالله بن یحیی الزاهد بن داؤد بن موسیٰ بن عبدالله بن موسیٰ الجون بن عبدالله المحض بن الحسن المثنی بن حسن بن علی علیهم السلام۔

واما اولاد الحسین فعلی الاکبر قاتل بین یدی ابیه حتی قتل شهیدا وعلی الاوسط وهو الملقب بزین العابدین وعلی الاصغر جاء ه سهم وهو طفل فقتله ومحمد وعبدالله استشهدا مع ابیهما وجعفر توفی فی حیوة ابیه وزینب وسکینة وفاطمة ولیس العقب الالزین العابدین ولد فی المدینة فی الخمیس خامس شعبان ۳۸ھ وتوفی ثامن عشر المحرم ۹۴ھ وقیل ۹۵ ھ وکان له تسعة اولاد ذکور ولم یکن له انثی واسماء اولاده محمد الباقر وزید الشهید بالکوفة وعبدالله وعبیدالله والحسن والحسین وعلی وعمر ویوجد عقب الباقر وزید کثیرا۔

واسماء اولاد محمد الباقر جعفر وهو الصادق وعبدالله وابراهیم وام سلمة واسماء اولاد جعفر الصادق عبدالله والحسن

ومحمد الاصغر وعباس وعبيدالله ومحسن وعيسى وموسى الكاظم واسمعيل ومحمد المامون واسحق المؤتمن وعلى عريض واربع بنات واسماء اولاد موسى الكاظم على الرضا وزيد وابراهيم و عقيل وهارون والحسن والحسين وعبدالله واسمعيل وعبيدالله وعمر واحمد و جعفر ويحيىٰ واسحق والعباس وحمزه وعبدالرحمن والقاسم وجعفر الاصغر ويقال موضع عمر محمد وبناته خديجة وام فروة اسما علية. فاطمة فاطمة ثنتان ام كلثوم ام كلثوم ثنتان امنة زينب الصغرى ام القاسم حكيمة اسماء الصغرى محمودة امامة ميمونة وقيل غير ذلك واسماء اولاد على الرضا محمد التقى والقانع والحسن وجعفر وابراهيم والحسين وعائشه واسماء اولاد محمد تقى على النقى وموسى المرقع ويحيى وابنتان واسماء اولاد على النقى حسن العسكرى وجعفر الزكى وحسن المثنى وموسى ومحمد وعلى اسم ولد حسن العسكرى محمد ابو القاسم ويدعى الشيعة انه المثنى هو المهدى القائم فى آخر الزمان ويسمونه المنتظر ويزعمون انه غاب بسر من رأى وسيخرج قرب الساعة ورد علماء اهل السنة زعمهم هذا بدلائل اوضحهاوا وقعها تكذيب الامام جعفر الزكى بن على النقى المذكور هذا القول ومن ثم يسميه الشيعة كذا باحاشاه من ذالك ومن اولاد هذا الزكى السيد احمد الكبير صاحب البقرة عند العوام وابنه المعروف بمخدوم جهانيان جهاں گشت رضى الله تعالىٰ عنهم اجمعين.

وہ سب حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا

کی اولاد ہیں۔ سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کے اسماء یہ ہیں۔ حضرت حسن، زید، عمرو، حسن، عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبیداللہ، اسماعیل، محمد یعقوب، جعفر، طلحہ، حمزہ، ابوبکر اور قاسم۔ ان سے حسن مثنٰی اور زید سے اولاد کا سلسلہ چلا باقیوں میں سے کسی کی اولاد نہ رہی۔ یہ بھی کہا گیا کہ آپ کی ایک بیٹی ام الحسن نامی بھی تھی۔ آپ ہی کی اولاد میں سے حضرت نامدار بزرگ سید عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) بھی ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ سیدنا عبدالقادر بن موسیٰ بن عبداللہ بن یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ عبداللہ بن موسیٰ الجود بن عبداللہ المحض بن حسن المثنٰی بن حسن بن علی اللہ کی ان پر سلامتی ہو۔

اور سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے علی اکبر تو اپنے والد کے ساتھ لڑائی میں شریک ہو کر شہید ہوئے دوسرے علی الاوسط ہیں۔ جن کا لقب زین العابدین ہے اور علی اصغر جو بچے ہی تھے کہ ان کو لڑائی کے دوران تیر لگا اور شہید ہو گئے۔

حضرت محمد و عبداللہ اپنے والد محترم کے ہمراہ ہی شہید ہوئے۔ جعفر نے والد کے سامنے ہی وفات پائی۔ تین بیٹیاں زینب سکینہ اور فاطمہ بھی تھیں۔ سوائے امام زین العابدین کے کسی سے اولاد کا سلسلہ باقی نہیں رہا۔ آپ ۳۸ھ میں ۵ شعبان جمعرات کے دن مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۸ محرم ۹۴ھ میں وفات پائی۔ آپ کے نو بیٹے پیدا ہوئے لڑکی کوئی نہیں تھی۔ آپ کی اولاد کے نام یہ ہیں۔ محمد باقر، زید (جو کہ کوفہ میں شہید ہوئے) عبداللہ، عبیداللہ، حسن، حسین، علی، عمر، محمد باقر اور زید سے بہت اولاد باقی رہی۔ محمد الباقر کی اولاد کے نام، جعفر (ان کو صادق بھی کہتے ہیں) عبداللہ، ابراہیم اور ام سلمہ۔

حضرت جعفر صادق کی اولاد کے نام

عبداللہ، حسن، محمد الاصغر، عباس، عبیداللہ، محسن، عیسیٰ الکاظم، اسماعیل، محمد المامون، اسحٰق المؤتمن اور علی عریض اور چار بیٹیاں۔ موسیٰ الکاظم کی اولاد کے نام یہ ہیں۔ علی الرضا، زید، ابراہیم، عقیل، ہارون، حسن، حسین، عبداللہ، اسماعیل، عبیداللہ، عمر،

احمد، جعفر، یحییٰ، اسحٰق، عباس، حمزہ، عبدالرحمٰن، قاسم، جعفر الاصغر بعض نے عمر کے بجائے محمد کہا ہے بیٹیاں یہ تھیں۔ خدیجہ، ام فروہ، اسماء علیہ، فاطمہ (نام کی دو) ام کلثوم (نام کی دو) آمنہ، زینب صغریٰ، ام القاسم، حکیمہ، اسماء الصغریٰ، محمودہ، امامہ، میمونہ ان کے علاوہ بھی بعض کچھ اور نام بتائے ہیں۔

علی الرضا کی اولاد کے نام

محمد التقی، قانع، حسن، جعفر، ابراہیم، حسین اور عائشہ محمد تقی کی اولاد کے نام۔ علی تقی، موسیٰ المرقع یحییٰ اور دو بیٹیاں۔

علی نقی کی اولاد کے نام

حسن العسکری، جعفر الزکی، حسن، موسیٰ محمد اور علی حسن العسکری کے صاحبزادے کا نام محمد ابوالقاسم تھا۔ شیعہ کہتے ہیں کہ یہی مہدی ہیں جو آخر زمانہ میں ہوں گے۔ شیعہ ان کو امام منتظر کہتے ہیں ان کا گمان ہے کہ وہ سر من رای میں غائب ہوئے اور قرب قیامت ظاہر ہوں گے۔ علماء اہل سنت نے قوی اور واضح دلائل سے اس کا رد کیا ہے۔ امام جعفر الزکی بن علی النقی نے اس قول کی تکذیب فرمائی ہے۔ اسی لئے شیعہ ان کو کذاب کہتے ہیں۔ پناہ بخدا۔ انہیں جعفر الزکی کی اولاد میں سے سید احمد کبیر ہیں جو عوام میں صاحب البقرہ کے لقب سے اور آپ کے بیٹے مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے نام سے معروف و مشہور ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

الدرس السادس والاربعون فی الخلفاء الراشدین

اولهم وافضلهم سیدنا ابوبکر الصدیق رضی الله عنه بویع له باجماع من المهاجرین والانصار ۱۱ھ من الهجرة وفتح فی دولته الیمامة (وقتل مسیلمة بها والاسود والعنسی بصنعاء) واطراف العراق وبعض مدن الشام وکان بعض العرب قد ارتدوا بعد النبی صلی الله

عليه وسلم ومنعوا الزكاة فقاتلهم ووجه جيش اسامة الى الروم فقاتلوهم وهزموهم وقتلوهم ورجعوا سالمين وكانت خلافته سنتين وثلاثة اشهر وثمانية ايام ثم قام بالامر سيدنا عمر بن الخطاب بوصية من ابى بكر اليه ۱۳ھ وفتح الله تعالىٰ على يديه الفتوحات كبارو البلاد الواسعة ففتح رضى الله تعالىٰ عنه دمشق ثم الروم ثم القادسيه ثم انتهى الفتح الى حمص وحلوان والرقة والرها وحران راس العين وخابور ونصيبين وعسقلان وطرابلس ومايليها من الساحل وبيت المقدس وبيسان واليرموک والاهواز والقيسارية ومصر وتستر ونهاوند والرى ومايليها واصبهان وبلاد فارس واصطخر وهمدان والتوية والبرلس وغير ذلک وكانت خلافته رضى الله تعالىٰ عنه عشر سنين وستة اشهر وخمس ليال وقيل ثلاثة عشر يومائم قام بالامر سيدنا عثمان بن عفان رضى الله عنه بالشورى من اهل الحل والعقد بويع له ۲۴ھ وافتتح فى ايامه الاسكندرية وسابورو افريقية وقبرص وسواحل الروم واصطخر الاخرى وفارس الاولى وخوزستان وفارس الاخرى وطبران وكرمان وسجستان والاساورة وافريقية من حصون قبرص وساحل الاردن مرو وغير ذلک وكان خلافته اثنتى عشرة سنين الاايام. ثم بويع لسيدنا على رضى الله تعالىٰ عنه ۳۵ھ بعد ان ردهم فابو اوخرج عليه الخوارج فاجمعوا على قتاله فخرج اليهم بمن معه ورام رجوعهم فابوالا القتال فقاتلهم بالنهروان فقتلهم واستاصل جمهورهم ولم ينج منهم الاقليل وكانت خلافته اربع سنين وتسعة اشهر ويوما. ومن اعظم الوقائع الهائلة فى

زمن خلافته رضی الله عنه وقعة الجمل سمیت بها لکون عائشة رضی الله عنها یومئذ علی الجمل ووقعة صفین سمیت باسم موضع وقعت به. ومنشاء هذه الوقائع الذی من وقف علیها لایطیل لسانه فی طعن الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم ان اهل المصر اتوا عثمان رضی الله عنه فی خلافته یشکون عامله عبدالله بن ابی سرح فبعث محمد بن ابی بکر مکانه وعزله مشورة علی فرأ وافی الطریق راکبا بهم مشیته وسمته ففتشوه فوجدوا عنده کتابا من عثمان الی عبدالله وفیه الامر قتل محمد بن ابی بکر اذا قدم فرجعوا الی المدینة مغضبین وشکوا ذلک الی علی فاتی بهم عثمان وساله فعرف الراکب الخاتم

سبق نمبر ۴۵....آپ کے اسباط کے بیان میں

ولم یعرف الکتاب ولاالکاتب فصدقوه واتهموا به مروان لما راؤا من یشبه خطه فطلبوه منه فابی خیفة ان یقتلوه من غیر حجة شرعیة فازدادو اغیظا وساء ظنهم بعثمان وبغوا علیه وقتلوه بعد ماحاصروا بداره وضیقوا علیه ثم اجتمع اهل الحل والعقد مع هولاء البغاة علی علی للسعة فلم یجد مساغا من القول ثم ساله اکابر المسلمین ان یقتص دم عثمان فاعتذر لمابهم من الشوکة ولما یخاف منهم اثارة الفتنة لتسکنوا الاطلحة والزبیر فانه اسحطهما ذلک واتیامکة عند عائشة رضی الله عنها وکانت قدمت للحج فاخبراها الخبر واستعانا به لکونها ام جمیع المؤمنین فاعتذرت فابیا الا ان تسعی فیه واجتمع فی اثنا ذلک علیها الجموع الکثیرة وبلغ الخبر المدینة فحمل علیا حیوده الذین کان فیهم هولاء البغاة ومنهم اتباع ابن سبالدفع هذا

الجمع ولم يزالوابه حتى سافر اوارسل رسولا الى عائشه يسالها عما تريد قالت لااريد القتال وانما اريد القصاص فاعتدز بما اعتذر به اولا فعذرته وعزم كل من الطائفتين ان يرجعا غدا بلاقتال فشق ذلک على اولئک الذين كان اقصى بغيتهم الفساد فی الارض فتساروا وتشاوروا ان يرموا جنود عائشة مصبحين بسهام عائدة وفعلوا فرای جنودها ذلک غدوا من على فتشاوروا وتساوروا کاشد القتال ثم انجلى الامر بعد ذلک فاعتذرت الطائفتان وتصالحوا واما وقعة صفين فائه لما بلغ قتل عثمان معاوية وكان امير ابالشام وكان ذانسب

من عثمان ولم يحط بكنه الامر لبعد المسافة ورد عليه على طلبه القصاص بل وقيل وعده بالعزل انزل معاوية ذلک على رضا على بقتله فبغى عليه ووقع بينهما ماهال حتى آل ولاية على الى الانتقاص الى الكوفة ونواحيها وارتحل اليهامن المدينة واستشهد بها ووقع فی ذلک امر التحكيم وملخصه انه لما اشتد الامرو امتد الخطب تصالح الفريقان على تحكيم الحكمين ابی موسی الاشعری من على عمر و بن العاص من معاويه فی ذلک فاجتمع رايهما بعد كلام طويل على ان يعزل كل واحد صاحبه ويجعلا الامر شوری فصعد ابو موسیٰ المنبر وقال عزلت عليا من الخلافة ثم صعد عمرو المنبر وقال قد عزل هذا صاحبه وانی لاعزل صاحبی لما راه على الحق فثار الناس وتفرقوا على غير جماعة ثم قام بالامر بعده سيدنا الحسن رضی الله تعالیٰ عنه بعد ستة اشهر وهی تكملة ماذكره رسول الله صلى الله عليه وسلم

سبق نمبر ۴۶ .... خلفاء راشدین کے بیان میں

ان میں سب سے اوّل اور سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جن کی بیعت مہاجرین وانصار نے ۱۱ھ بالاتفاق کی تھی۔ آپ کے زمانہ خلافت میں یمامہ فتح ہوا اس موقعہ پر مسیلمہ کذاب قتل ہوا (اور صنعاء میں اسود عنسی مقتول ہوا) اور عراق کے بعض علاقے اور شام کے کچھ شہر بھی آپ کے زمانہ خلافت میں فتح ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے اور انہوں نے زکوٰۃ روک لی تھی۔ ان سے بھی آپ نے جہاد کیا آپ نے جیش اسامہ کو روم کی جانب بھیجا۔ جہاں دشمن سے اس کا مقابلہ ہوا۔ انہوں نے دشمن کو قتل کیا اور ہزیمت دیکر صحیح سالم واپس آئے۔ آپ کی مدت خلافت دو سال تین ماہ اور آٹھ یوم رہی۔ پھر ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے آپ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی فتوحات کرائیں اور وسیع خطے قبضے میں آئے۔ دمشق فتح ہوا پھر روم' پھر قادسیہ حتی کہ حمص' صلوان' رقہ' رہا' حران' راس العین خابور' نصیبین' عسقلان' طرابلس اور اس کا قریبی ساحل اور بیت المقدس' بیان یرموک' اھواز' قیاریہ' مصر' تستر' نہاوندری اور اس کے ملحقہ علاقات' اصبہان بلاد فارس واصطخر' ہمذان' نوبیہ' برلس وغیرہ یہ سب آپ ہی کے دور خلافت میں مفتوح ہوئے۔ آپ کی خلافت دس سال چھ ماہ پنج اور بقول بعض چودہ تیرہ یوم ہوئی۔

پھر اہل حل وعقد کے مشورہ سے ۲۴ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ آپ کے دور خلافت میں اسکندریہ' سابور' افریقہ' قبرص' سواحل روم' اصطخر اخری فارس اولیٰ' خوزستان' فارس' اخری' طبرستان' کرمان' سجستان' اساورہ' قبرص کے افریقی قلعے ساحل اردن' مرو وغیرہ ممالک وشہر فتح ہوئے آپ چند دن کم بارہ سال خلیفہ رہے۔

پھر ۳۵ھ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت خلافت ہوئی۔ خوارج نے

بغاوت کی اور آپ کو قتل کرنے کیلئے جمع ہو گئے آپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ان کے مقابلہ کیلئے گئے اور انہیں منتشر ہو جانے کیلئے کہا مگر وہ نہ مانے اور آمادہ قتل ہی رہے۔ چنانچہ نہروان کے مقام پر ان سے لڑائی ہوئی ان کی کثیر جمعیت کو آپ نے تہ تیغ کیا۔ بہت تھوڑے ہی جان بچا سکے۔ آپ کی مدت خلافت چار سال نو ماہ ایک دن ہوئی۔ آ پکی خلافت کے زمانہ میں بہت بڑا ہیبت ناک سانحہ واقعہ جمل کا پیش آیا اور دوسرا صفین کا سانحہ پہلے واقعہ کے وقت چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں۔ اس لئے اس کی مناسبت سے اسے واقعہ جمل کہا جاتا ہے اور دوسرا معرکہ مقام صفین میں پیش آنے کی وجہ سے واقعہ صفین کہلایا جو حضرات ان واقعات کی حقیقت اور سبب سے واقف ہیں۔ بات یہ ہوئی کہ اہل مصر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عبداللہ بن ابی سرح حاکم مصر کی شکایت کی۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ان کو معزول کر کے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ عامل مصر مقرر فرما دیا۔ دوران سفر ان کو ایک سوار نظر پڑا اس کا رخ بھی ادھر ہی تھا۔ ان حضرات نے اسے روک کر دریافت احوال کیا اور تلاشی لی تو عبداللہ کے نام سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھا ہوا ایک خط ملا جس میں لکھا ہوا تھا کہ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئیں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔

یہ حضرات غصہ میں بھرے مدینہ واپس آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کی آپ ان کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اس معاملہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے سوار اور اپنی مہر کی تو پہچان فرمائی مگر خط اور اس کے لکھنے والے کے متعلق لاعلمی کا اظہار فرمایا آنے والوں نے آپ کے بیان کی تصدیق کی اور مروان پر تہمت لگائی کہ یہ اس کی حرکت ہے کیونکہ یہ تحریر اس کی تحریر سے مشابہ ہے اور مطالبہ کیا کہ مروان کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے۔ آپ نے اس اندیشہ کی بنا پر کہ یہ اس

کو بلا شرعی حجت وثبوت کے قتل کر ڈالیں گے۔ مروان کو حوالہ کرنے سے انکار فرمادیا جس سے وہ اور زیادہ آگ بگولہ ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اتنے بدظن ہوئے کہ آپ سے بغاوت کی آپ کو گھر میں محصور رکھا اور کھانا پینا بند کر کے آپ کو شہید کر ڈالا۔ پھر اہل حل وعقد اور یہ باغی جمع ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے کہ آپ بیعت خلافت لیں آپ رضی اللہ عنہ نے کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر اسے قبول فرمایا۔ پھر آپ سے اکابر مسلمین نے کہا کہ خون عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیجئے مگر آپ نے نازک حالات اور باغیوں کی قوت اور فتنہ شدید ابھر آنے کے اندیشہ سے معذرت کی۔

باقی حضرات تو خاموش ہو گئے مگر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس عذر سے بہت ناراض ہوئے یہ دونوں حضرات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں مکہ حاضر ہوئے کیونکہ وہ اس وقت حج کیلئے مکہ مکرمہ تشریف لائی ہوئی تھیں۔ ان کو تمام واقعات بتا کر مدد کے خواستگار ہوئے کیونکہ آپ تمام مسلمانوں کی ماں تھیں آپ نے اسے نہیں مانا مگر یہ دونوں حضرات اسی کوشش میں لگے رہے کہ آپ مان جائیں اسی دوران آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خاصی بڑی جماعت اکٹھی ہو گئی۔ ادھر مدینہ خبر پہنچی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے لشکریوں نے بھڑکانہ شروع کیا اور بھڑکانے والوں میں وہی باغی تھے ان میں عبداللہ بن سبا کے پیروکار بھی شامل تھے۔ غرض وہ اسی کوشش میں لگے رہے تاآنکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس جمعیت سے مقابلہ کیلئے روانہ ہو گئے آپ نے اپنا قاصد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا جو یہ معلوم کرے کہ آپ کا مطالبہ کیا ہے آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا میں لڑائی بھڑائی تو نہیں چاہتی۔ البتہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص چاہتی ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو عذر اکابر مسلمین کے سامنے رکھا تھا وہی آپ رضی اللہ عنہا سے کہلا بھیجا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس عذر کو تسلیم فرمایا اور دونوں جماعتوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ کل بلا جنگ وجدال

واپس چلے جائیں گے۔ مگر جن کا انتہائی مقصود فساد ہی تھا ان کو یہ فیصلہ بڑا ناگوار گزرا دہم جوڑ کر بیٹھے اور خفیہ مشورہ کیا کہ صبح دم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں پر تیراندازی کی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکریوں نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے نقض عہد سمجھا اور معرکہ قتال برپا ہو گیا اور جب اصل حقیقت ظاہر ہوئی تو دونوں طرف سے معذرت کی گئی اور مصالحت ہو گئی۔

واقعہ صفین اس طرح پیش آیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (جو شام کے امیر تھے) کو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر ملی تو آپ چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہم نسب تھے دور ہونے کی وجہ سے صحیح صورتحال معلوم نہ تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے مطالبہ قصاص کو رد ہی نہیں کیا بلکہ (یہ بھی کہا جاتا ہے کہ) ان کو معزول کرنے کی دھمکی دی۔ اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا کہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرضی بھی شامل معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے احکامات ماننے سے انکار کر دیا جس کے نتیجہ میں دونوں کو خوفناک صورتحال سے دوچار ہونا پڑا۔ یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قلمرو کم ہونی شروع ہو گئی اور کوفہ اور اس کے قریبی علاقوں میں محدود ہونے لگی۔ اس موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ سے کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں ان کی شہادت کا واقعہ پیش آیا اسی زمانہ اختلاف میں واقعہ تحکیم بھی سامنے آیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب معاملہ بہت ہی طول کھینچ گیا تو فریقین حکم بنانے اور اس کے فیصلہ کو تسلیم کرنے پر رضامند ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حکم مقرر ہوئے لمبی چوڑی گفتگو کے بعد دونوں اس بات پر متفق ہوئے کہ ہر ایک حکم اپنے اپنے امیر کو معزول کر دے اور معاملہ خلافت شوریٰ کے حوالہ کرے۔ چنانچہ پہلے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے

منبر سے اعلان کیا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت سے معذول کرتا ہوں۔ پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ منبر پر آئے اور کہا کہ ان صاحب نے اپنے امیر کو معزول کرنے کا اعلان کر دیا ہے مگر میں اپنے امیر کو معزول نہیں کرتا۔ انہوں نے ایسا اس لئے کہا کہ اپنے امیر کو حق پر سمجھا یہ سن کر لوگ کسی ایک کی قیادت پر جمع ہوئے بغیر تتر بتر اور منتشر ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے چھ ماہ کے بعد آپ نے منصب خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا تھا (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں صلح کرانے کی پیش گوئی فرمائی تھی) یہ واقعہ اس کا تکملہ تھا۔

الدرس السابع والاربعون فی الدولۃ الاموية

اولهم امير المومنين معاويه رضي الله تعالىٰ عنه وكان قدبويع له بالخلافة يوم التحكيم بايعه اهل الشام واختلف عليه اهل العراق الى ان صالحه الحسن رضي الله تعالىٰ عنه فاجمع الناس على بيعته ۴۱ھ فسمى عام الجماعة وكانت خلافته منذ خلص له الامر تسع عشر سنة وثلاثة اشهر وخمسة ايام ثم قام ابنه يزيد شرقيام ومات ۶۴ھ ثم قام ابنه معاوية وخلع نفسه بعد ايام قلائل وتوفى رحمه الله تعالىٰ بعد اربعين ليلة اوسبعين ليلة ثم قام مروان بن الحكم الذى كان كاتب السر لعثمان توفى ۴۵ھ بوثوب زوجته عليه ثم قام بالا مرابنه عبدالملك وتمكن عبدالله بن الزبير وكان قد ابى مثل ذلك عن بيعة يزيد وتحصن بالحرم المكى فبايعه اهل الحرمين واليمن والعراق وتفرقت الكلمة فبقى فى الوقت امير ان اكبرهما ابن الزبير رضى الله تعالىٰ عنه ثم لم يزل عبدالملك الى ان ظفر به وقتله بعد

حروب عظیمة توفی ۷۶ھ ثم قام الولید بن عبدالملک وتوفی ۹۶ھ ثم قام اخوه سلیمان بن عبدالملک وتوفی ۹۸ھ ثم قام الخلیفه الراشد والامام العادل عمر بن عبدالعزیز ومناقبه کثیرة توفی ۱۰۱ھ ثم قام یزید بن عبدالملک وتوفی ۱۰۵ھ ثم اخوه هشام بن عبدالملک توفی ۱۲۵ھ ثم ابن اخیه الولید بن یزید الفاسق لقب به لاجل استخفافه بالدین وشربه الخمرو اشتهاره بالفسق فخلعه اهل دمشق وقتل ۱۳۶ھ ثم یزید بن الولید بن عبدالملک ابن عم الولید وکان ذادین وورع فی الاعمال لکن دعا الناس الی القدر توفی فی السنة المذکورة ثم اخوه ابراهیم الولید وقیل بعد شهرین وایام ثم مروان بن محمد الجعدی' الملقب بالحمار وفی ایامه ظهر السفاح بالکوفة وبویع له بالخلافة ۱۳۲ھ وجهز عمه عبدالله بن علی بن عبدالله بن عباس رضی الله عنهما لقتال مروان فالتقی الجمعان وانهزم مروان وقتل ۱۳۳ھ وهو آخر خلفاء بنی امیة وبه انقرضت الدولة الامویة وجاء ت الدولة العباسیة وبمروان هذا تم ما اخبربه رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حدیث اخرجه فی التیسیر عن الخمسة النساء ینصه له لایزال هذا الدین عزیز امنیعا الی اثنی عشر خلیفة کلهم من قریش الحدیث وشرح معناه ان الصحابة غیر داخلین فی هذا الحدیث لانتفاء احتمال ضعف الاسلام فی عهدهم وکذا من له یکن خلفة حسب القواعد الشرعیه فبقی من لایکون صحابیا ولکن یکون خلیفة فلما عدد ناوجدناهم الی انقضاء الدولة الامویة اثنی عشر سواء لان بعد معاویة الی آخر خلفاء هم اربعة عشر

خليفة لكن ابن الزبير صحابى ومروان الذى بويع له بعد ابن الزبير غاصب فخر جاكما ذكرنا فبقى اثنا عشر واسماء هم هذه يزيد بن معاوية معاوية بن يزيد عبدالملک' وليد بن عبدالملک' سليمان' عمر' يزيد بن عبدالملک هشام' وليد بن يزيد' يزيد بن الوليد' ابراهيم مروان بن محمد' وقد ذكروا انفاثم انقسمت الخلافة فى محلين فى بنى عباس وفى بنى امية بالاندلس فتفرقت كلمة المسلمين وظهر ضعف فى الدين ففى هذا الحديث اخبر عن انتفاء هذا الضعف فى زمن هولاء الخلفاء ولايلزم منه مدح هولاء كلهم فى الدين.

سبق نمبر ۴۷.....بنوامیہ کے بیان میں

ان میں سب سے پہلے امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔آپ سے واقعہ تحکیم کے دن بیعت خلافت کی گئی اہل شام نے بیعت کی اور اہل عراق نے اس وقت تک مخالفت کی جب تک امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت ان کے سپرد نہ کی۔ ۴۱ھ میں مسلمان آپ کی بیعت پر جمع ہو گئے اس وجہ سے اس کو سال جماعت کہا گیا۔ اجتماعی بیعت کے بعد آپ کی مدت خلافت انیس سال تین مہینے اور پانچ یوم ہوئی پھر آپ کا بیٹا یزید خلیفہ ہوا۔اس نے برے طریقہ پر امارت چلائی اس کا انتقال ۶۴ھ میں ہوا۔ پھر معاویہ بن یزید خلیفہ ہوئے مگر انہوں نے کچھ دنوں کے بعد خود ہی اس سے کنارہ کشی کر لی اور چالیس یا ستر دن ہی گزرے تھے کہ وفات ہو گئی ان کے بعد مروان بن حکم جو حضرت عثمان کا کاتب السر تھا خلیفہ ہوا۔ جو ۶۵ھ میں فوت ہوا موت کی وجہ اس کی بیوی کا اس پر کود پڑنا تھا پھر مروان کا بیٹا عبدالملک خلیفہ ہوا اور اسی زمانہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت قائم کی آپ نے اس سے پہلے بھی یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا اور حرم مکہ میں پناہ لی تھی۔آپ کے اعلان پر حرمین یمن اور عراق

کے لوگوں نے آپ سے بیعت کی اور باہم افتراق وانتشار پیدا ہو گیا۔

اس وقت دو امیر تھے ان میں بڑے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ تھے پھر عبدالملک نے جب تک آپ سے لڑائی کر کے کامیابی نہ پائی اور آپ کو قتل نہ کر دیا۔ چین سے نہ بیٹھا عبدالملک کی وفات ۸۶ھ میں ہوئی پھر ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوا (اس کی وفات ۹۶ھ میں ہوئی اس کے بعد اس کا بھائی سلیمان) جو ۹۸ھ میں فوت ہوا۔ اس کے بعد زمام خلافت خلیفہ ارشد امام عادل عمر بن عبدالعزیز کے سپرد ہوئی۔ آپ میں بے شمار خوبیاں تھیں۔ آپ کی ۱۰۱ھ میں وفات ہوئی۔ آپ کے بعد یزید بن عبدالملک امیر ہوا جو ۱۰۵ھ میں فوت ہوا پھر اس کا بھائی ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا جو ۱۲۵ھ میں فوت ہوا پھر اس کے بھائی کا بیٹا ولید بن یزید فاسق امیر ہوا کھلم کھلا فسق اختیار کرنے شراب نوشی اور امور دینیہ کے استخفاف کی وجہ سے اس کا لقب فاسق مشہور ہوا۔ اہل دمشق نے اس کو معزول کر دیا اور ۱۳۲ھ میں قتل کر دیا گیا۔

پھر ولید کے چچا کا لڑکا یزید بن ولید بن عبدالملک امیر ہوا یہ اعمال کے اعتبار سے دیندار اور متقی تھا۔ لیکن باعتبار عقیدہ اس نے لوگوں کو انکار تقدیر کی دعوت دی۔ یہ بھی اسی سال ۱۳۲ھ میں فوت ہوا پھر اس کا بھائی ابراہیم بن الولید امیر ہوا جو دو ماہ اور چند ایام گزرنے کے بعد ہی قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد مروان بن محمد الجعدی جس کا لقب حمار تھا امیر ہوا۔ اسی امیر کے زمانہ میں کوفہ میں ۱۳۲ھ میں سفاح نے خلافت کا دعویٰ کیا۔ لوگوں نے اس کو امیر تسلیم کر لیا۔ سفاح کے چچا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مروان کے مقابلہ سامان حرب مہیا کیا۔ دونوں گروہوں میں لڑائی ہوئی اور مروان کو شکست ہوگئی جو ۱۳۳ھ میں قتل ہوا۔

یہ بنی اُمیہ کا آخری خلیفہ تھا بنی امیہ کی حکومت کا اسی پر خاتمہ ہوا اور عباسی دور حکومت کا آغاز ہوا مروان مذکور کی خلافت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین

گوئی پوری ہوگئی جس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ بارہ خلفاء گزر جانے تک یہ دین برابر غالب رہے گا۔ اس حدیث کو تیسیر میں بحوالہ مسلم ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ نقل کیا ہے۔ بارہ کی تعداد اس طرح پوری ہوتی ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان بارہ کے شمار میں نہ کیا جائے۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں ضعف اسلام کا احتمال ہی نہ تھا اور اس کو بھی شمار میں نہ کیا جائے جو شرعی قواعد کی رو سے خلیفہ نہ تھا۔ لہٰذا بارہ عدد کے شمار میں وہ حضرات رہ جائیں گے جو صحابہ نہ تھے اور باقاعدہ خلیفہ تھے اس بنیاد پر جب ہم نے شمار کیا تو بنی امیہ کی حکومت کے ختم تک بارہ کا عدد پورا ہوگیا۔ اس لئے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد بنی امیہ کے آخری خلیفہ تک چودہ خلیفہ ہوتے ہیں لیکن ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور مروان بن حکم جس سے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے بعد بیعت کر لی گئی تھی۔ غاصب تھا لہٰذا ابن زبیر اور مروان شمار سے خارج ہوگئے اور آخری مروان تک پورے بارہ خلفاء کا عدد مکمل ہوگیا۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ یزید بن معاویہ۔ ۲۔ معاویہ بن یزید۔ ۳۔ عبدالملک۔ ۴۔ ولید بن عبدالملک۔ ۵۔ سلیمان۔ ۶۔ عمر۔ ۷۔ یزید بن عبدالملک۔ ۸۔ ہشام۔ ۹۔ ولید بن یزید۔ ۱۰۔ یزید بن ولید۔ ۱۱۔ ابراہیم۔ ۱۲۔ مروان بن محمد۔

ان حضرات کے بعد خلافت دو جگہ تقسیم ہوگئی بنو عباس کی خلافت عراق میں رہی اور بنو امیہ کی خلافت اندلس میں رہی جس کی وجہ سے مسلمانوں کی جمعیت میں افتراق ہوگیا اور دینی ضعف ظاہر ہوگیا۔ اس حدیث میں یہی بات بتائی ہے کہ یہ ضعف مذکورہ بالا بارہ خلفاء کے زمانے میں نہ تھا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ سب ہی لوگ دینی اعتبار سے مدح کے مستحق ہوں۔

الدرس الثامن والاربعون فی الدولۃ العباسیۃ

اولهم السفاح المذكور وهو ابوالعباس عبدالله بن محمد بن

علی بن عبدالله بن عباس رضی الله عنه وکانت خلافته اربع سنین وتسعة اشهر ثم قام اخوه ابو جعفر المنصور توفی ۱۵۸ھ وکانت خلافته احدی وعشرین سنة واحد عشر شهر او اربعة عشر یوما لم ابنه محمد المهدی الی ۱۶۹ھ ثم ابنه محمد الامین الی اربع سنین ثم اخوه عبدالله المامون الی ۲۱۸ھ ثم ابنه موسی الهادی الی ۱۷۰ھ ثم اخوه هارون الرشید الی ۱۹۳ھ ثم اخوه ابو اسحق ابراهیم المعتصم' ثم ابنه هارون الواثق بالله الی ۲۳۲ھ وکانت خلافته خمس سنین واشهر ثم اخوه جعفر المتوکل' الی ۲۴۷ھ ثم ابنه هارون الواثق بالله الی ۲۳۲ھ وکانت خلافته خمس سنین واشهر ثم اخوه جعفر المتوکل الی ۲۴۷ھ ثم ابنه محمد المنتصر بالله الی ستة اشهر ثم ابن عمه احمد المستعین بالله الی ۲۵۳ھ ثم ابن عمه محمد المعتز بالله الی ۲۵۵ھ ثم ابن عمه جعفر المهتدی بالله الی ۲۵۶ھ ثم ابن عمه احمد المعتمد علی الله الی ۲۷۹ھ ثم ابن اخیه احمد المعتضد بالله الی ۲۹۰ھ ثم ابنه ابو محمد علی المکتفی بالله الی ۲۹۳ھ ثم اخوه جعفر المتقدر بالله الی ۳۱۶ھ وفی اثناء الخلافة خلع مرتین مرة لعبدالله بن المعتز المرتضی بالله ولم یتم له امر غیر یوم ولیلة ومرة لمونس مقدم جیشه ثم عادالی الخلافة ثانیا یوم خلعه ثم اخوه محمد القاهر بالله فخلع ۳۲۲ھ ثم ابن اخیه العباس احمد الراضی بالله الی ۳۲۹ھ ثم اخوه ابراهیم المتقی بالله وخلع ۳۳۳ھ ثم ابن عمه عبدالله المستکفی بالله وخلع ۳۳۴ھ ثم ابن عمه ابوالفضل المطیع لله وخلع نفسه طائعا ۳۶۳ھ ثم ابنه عبدالکریم

الطائع لله وخلع ۳۸۱ھ ثم احمد القادر بالله الی ۴۲۲ھ ثم ابنه عبدالله القائم بامر الله الی ۴۶۷ھ ثم ولد ولده ابوالقاسم المقتدی بالله الی ۴۸۷ھ ثم ابنه احمد المستظهر بالله الی ۵۱۱ھ ثم ابنه الفضل المسترشد بالله الی ۵۲۹ھ ثم ابنه جعفر الراشد بالله وخلع ۵۳۰ھ ثم ابنه علی المستضی بنورالله الی ۵۹۵ھ ثم ابنه احمد الناصر لدین الله الی ۶۲۲ھ ثم ابنه محمد الظاهر بامر الله الی ۶۴۰ھ ثم عبدالله المستعصم بالله آخر الخلفاء العباسیین بالعراق قتل فی ایام هلاکوبن قبلای خان بن جنکیز خاں بمواطاة وزیره ابن العلقمی ۶۵۶ھ فلاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم

سبق نمبر ۴۸.... خلافت بنوعباس کے بیان میں

ان کا پہلا امیر سفاح مذکور تھا اس کا نام ونسب ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھا۔ اس کی خلافت چار سال نو ماہ رہی اس کے بعد اس کا بھائی ابوجعفر منصور امیر ہوا جو ۱۵۸ھ میں فوت ہوا۔ اس کی مدت امارت اکیس سال گیارہ ماہ چار یوم ہوئی۔ پھر اس کا بیٹا محمد المہدی ۱۶۹ھ تک خلیفہ تھا۔ پھر اس کا بیٹا موسیٰ الہادی ۱۷۰ھ تک پھر اس کا بھائی ہارون الرشید ۱۹۳ھ تک پھر اس کا بیٹا محمد الامین چار سال تک پھر امین کا بھائی عبداللہ المامون ۲۱۸ھ تک پھر اس کا بھائی ابو اسحٰق ابراہیم المعتصم پھر اس کا بیٹا ہارون الواثق باللہ ۲۳۲ھ تک جس کی مدت خلافت پانچ سال اور کچھ ماہ بنتی ہے پھر اس کا بھائی جعفر المتوکل ۲۴۷ھ تک حکومت کرتا رہا پھر اس کا بیٹا محمد المنتصر باللہ چھ ماہ تک پھر اس کا چچازاد بھائی احمد المستعین باللہ ۲۵۲ھ تک پھر اس کا چچازاد بھائی محمد المعتز باللہ ۲۵۵ھ تک پھر اس کا چچازاد بھائی جعفر المہتدی باللہ ۲۵۶ھ تک پھر اس کا چچازاد بھائی احمد المعتمد باللہ ۲۷۹ھ تک پھر اس کا برادرزادہ

احمد المعتضد باللہ ۲۹۰ھ تک پھر اس کا بیٹا ابو محمد علی المکتفی باللہ ۲۹۳ھ تک پھر اس کا بھائی جعفر المقتدر باللہ ۳۱۶ھ تک امیر رہا۔ اس کے دور خلافت میں دو مرتبہ عزل واقع ہوا۔ ایک مرتبہ تو عبداللہ بن المعتز المرتضی باللہ نے غلبہ کیا مگر ایک دن بھی خلافت نہ کر سکا۔ دوسری مرتبہ مونس جو امیر لشکر تھا مگر دوسرے ہی دن جعفر کامیاب ہو گیا۔

پھر جعفر کا بھائی محمد القاہر باللہ خلیفہ ہوا ۳۲۲ھ میں معزول پھر اس کا برادر زادہ ابو العباس احمد الراضی باللہ ۳۲۹ھ تک پھر اس کا بھائی ابراہیم المتقی باللہ خلیفہ ہوا جو ۳۳۳ھ میں معزول ہوا پھر اس کا چچا زاد بھائی عبداللہ المستکفی باللہ ہوا اور ۳۳۴ھ میں معزول ہوا پھر اس کا چچا زاد بھائی ابو الفضل المطیع للہ امیر ہوا جو ۳۶۳ھ میں اپنی خوشی سے دست بردار ہو گیا۔ پھر اس کا بیٹا عبدالکریم الطائع للہ خلیفہ ہوا جو ۳۸۱ھ میں معزول کیا گیا پھر احمد القادر باللہ ۴۲۲ھ تک پھر اس کا بیٹا عبداللہ القائم بامر اللہ ۴۶۷ھ تک پھر اس کا بیٹا فضل المسترشد باللہ ۵۲۹ھ تک پھر اس کا بیٹا جعفر الراشد باللہ خلیفہ ہوا جو ۵۳۰ھ میں معزول ہوا۔ پھر اس کا چچا محمد المقتفی لامر اللہ ۵۵۵ھ تک پھر اس کا بیٹا یوسف المستنجد باللہ ۶۷۶ھ تک پھر اس کا بیٹا محمد الظاہر بامر اللہ ۶۴۰ھ تک پھر عبداللہ المعتصم باللہ عراق میں عباسیوں کا آخری خلیفہ ہوا جو ۶۵۶ھ میں ہلاکو بن قبلای خاں بن چنگیز خاں کی فتنہ گری کے زمانہ میں اس کے وزیر ابن علقمی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ فلاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

الدرس التاسع والاربعون فی اعمار بعض الدول الاسلامیۃ

فمنها دولة العبيديين الفاطميين بالمغرب من ۲۹۷ھ اولهم المهدی، ثم بمصر من ۳۵۳ھ الی ۵۶۷ھ ز ولهم معز بن منصور واخرهم عاضد وكان فی اثناء هذه الايام بعض العباسيين بمصر بعد انقراضهم عن العراق ثم كان بنو ايوب فی مصر اولهم صلاح الدين

وآخرهم توران شاه ثم كان بعض الاتراک ومنها الدولة الطاهرية من ٢٠٠ھ الى ٢٥٧ھ اولهم طاهر وآخرهم محمد ومنها الصفارية من انقراض الطاهرية الى ٢٩٦ھ اولهم يعقوب وآخر هم معدل ومنها السامانية من ٢٦١ھ الى ٣٩٥ھ اولهم نصر وآخر هم منتصر ومنها دولة الديالمية من ٣٦٤ھ الى ٤٤٨ھ اولهم على بن بويه وآخرهم ابو منصور ومنها السلجوقية النيشا بورية من ٤٥٤ھ تقريبا الى ٦٢٢ھ اولهم طغرل وآخرهم مظفر الدين' ومنها السلجوقية الكرمانية من ٤٣٣ھ الى ٦٠٠ھ تقريبا اولهم قادر وآخرهم محمد شاه ومنها السلجوقية الرومية من ٥٣٨ھ تقريبا الى ٧٠٠ھ تقريبا اولهم داود وآخرهم كيقباد ومنها الخوارزم شاهيه من المائة السادسة الى ثلثمائة سنين اولهم قطب الدين وآخر هم حاجى شاه ومنها الاتابكية من ٥٣٣ھ الى منتصف المائة الثامنة اولهم عماد الدين زنگى ووآخرهم مظفر الدين.

ومنها الغزنوية من ٣٦٧ھ الى ٥٨٦ھ اولهم الامير سبكتگين وآخرهم خسر وملک ومنها الدولة الدهلوية فى الامم المختلفة من ٥٨٢ھ الى زمان الطامة الكبرى فى الهند التى تعرف بالغدر ومنها دول الدكن من البهمنية من ٧٤٧ھ الى ٩٣٤ھ اولهم علاء الدين وآخرهم كليم الله والعادل شاهية من ٨٩٦ھ اولهم يوسف من آل عثمان والنظام شاهية من ٨٩٥ھ اولهم نظام الملک والقطب شاهية من ٩١٨ھ اولهم قطب شاه والعماد شاهية من ٨٩٣ھ اولهم عماد الملک والبريد شاهيه من ٨٩٨ھ اولهم قاسم بريد ولم نعرف يوم انقراضهم ومنها الگجراتية من ٨٠٤ھ الى ٩٩١ھ اولهم ظفر خان

وآخرهم مظفر ومنها المالوية من ۸۰۴ھ الى ۹۷۸ھ اولهم دلارر خان وآخر هم بازبهادر ومنها الفاروقية البرهانپورية من ۸۰۱ھ الى ۱۰۰۸ھ اولهم نصير خان وآخرهم بهادر خان ومنها البنگالية من ۷۳۹ھ الى مابعد الالف اولهم فخر الدين وآخرهم داؤد خان ومنها الشرقية من ۸۰۲ھ الى ۸۸۱ھ اولهم مبارک شاه وآخرهم حسين شاه ومنها السندية من بعد ۷۰۰ھ الى ۱۰۰۱ھ اولهم ناصر الدين وآخرهم محمود ومنها الملتانية من ۸۴۷ھ الى ۹۳۳ھ اولهم قطب الدين وآخرهم حسين شاه ومنها الكشميرية من ۷۴۷ھ الى ۹۹۲ھ اولهم شمس الدين وآخر هم يوسف شاه ومنها التيمورية الدهلوية وتاريخها مذكور على الالسن فلاحاجة الى ذكرها ومنها الدولة العثمانية والبخارية والايرانيه والكابلية وهى كلها باقية الى يومنا ابقاها الله تعالىٰ ونصر الاسلام والمسلمين.

سبق نمبر ۴۹.... بعض دیگر اسلامی حکومتوں کی مدتوں کے بیان میں

ان میں سے ایک حکومت مغرب میں فاطمی عبیدیین کی ۲۹۷ھ میں قائم ہوئی جس کا پہلا خلیفہ مہدی ہوا پھر ان کی حکومت مصر میں ۳۵۳ھ سے ۵۶۰ تک رہی جس کا پہلا خلیفہ معز بن منصور اور آخری خلیفہ عاضد تھا۔ عراق کی حکومت کے خاتمہ کے بعد اسی دوران بعض عباسی خلفاء بھی مصر میں کچھ عرصہ رہے۔ پھر مصر پر بنوایوب کی حکومت ہوگئی۔ پہلا حاکم صلاح الدین اور آخری توران شاہ تھا پھر بعض ترک امیروں کا دور رہا۔ دوسری حکومت دولت طاہریہ ۲۰۰ھ سے ۲۵۷ھ تک قائم رہی ان کا پہلا حاکم طاہر اور آخری محمد تھا۔ ایک اور حکومت صفاریہ کے نام سے دولت طاہر کے خاتمہ کے بعد قائم ہوئی۔ جو ۲۹۶ھ تک رہی ان کا پہلا حاکم یعقوب اور آخری معدل تھا۔ ایک

اور حکومت سامانیہ تھی جو ۲۶۱ھ سے ۳۹۵ھ تک رہی۔ پہلا حاکم نصر اور آخری منتصر ہوا۔ ایک اور حکومت دیلمیوں کی ۳۶۴ھ سے ۴۴۸ھ تک رہی پہلا حاکم علی بن بُویہ اور آخری ابو منصور تھا۔ ایک اور حکومت نیشا پوری سلجوقیوں کی ۴۵۴ھ سے تقریبا ۶۲۲ھ تک رہی۔ پہلا حاکم طغرل اور آخری مظفر الدین ہوا۔ ایک اور حکومت کرمانی سلجوقیوں کی ۴۳۳ھ سے ۶۰۰ھ کے قریب قریب تک قائم رہی۔ ان کا پہلا حاکم قادر اور آخری محمد شاہ تھا۔ ایک اور حکومت رومی سلجوقیوں کی تقریبا ۵۳۸ھ سے تقریباً ۷۰۰ھ تک رہی۔ پہلا حاکم داؤد اور آخری کیقباد ہوا۔ ایک اور حکومت خوارزم شاہی چھٹی صدی سے تین سو سال تک قائم رہی اس کا پہلا حاکم قطب الدین اور آخری حاجی شاہ تھا۔ ایک اور حکومت اتابکیوں کی ۵۲۲ھ سے آٹھویں صدی کے نصف تک رہی۔ پہلا حاکم عماد الدین زنگی اور آخری مظفر الدین تھا ایک اور حکومت غزنویہ ۳۶۷ھ سے ۵۸۲ھ تک رہی۔ پہلا حاکم امیر سبکتگین اور آخری خسرو ملک تھا۔ ایک دہلی کی حکومت تھی جس پر مختلف قوموں کے بادشاہ ۵۸۲ھ سے اس بڑی آفت کے آنے تک جسے ہندوستان میں غدر کے نام سے پکارا جاتا ہے قائم رہی۔

اسی میں سے ایک حکومت دکن کی بہمنی حکومت ۷۴۸ھ سے ۹۳۴ھ تک قائم رہی۔ پہلا بادشاہ علاء الدین تھا اور آخری کلیم اللہ تھا۔ عادل شاہی بھی ایک حکومت تھی جو ۸۹۶ھ میں قائم ہوئی۔ اس کا پہلا حاکم یوسف تھا جو آل عثمان سے تھا ایک حکومت نظام شاہی ۸۹۵ھ میں قائم ہوئی جس کا بانی نظام الملک تھا۔

ایک دولت قطب شاہی ۹۱۸ھ میں قائم ہوئی پہلا حاکم قطب شاہ تھا۔ ۸۹۲ھ میں عماد شاہی حکومت بنی جس کا بانی عماد الملک تھا۔ ایک حکومت برید شاہی کے نام سے ۸۹۸ھ میں قائم ہوئی۔ اس کا پہلا حاکم قاسم برید تھا۔ یہ حکومتیں کب ختم ہوئیں ہمیں معلوم نہ ہوسکا۔ ان میں سے ایک حکومت گجرات تھی جو ۸۰۴ھ سے ۹۹۱ھ تک

قائم رہی پہلا بادشاہ ظفر خاں اور آخری مظفر ہوا۔ ایک اور حکومت مالوہ ۸۰۴ھ سے ۹۷۸ھ تک رہی۔ پہلا حاکم دلاور خاں اور آخری باز بہادر تھا۔

ایک اور حکومت برہانپور کے فاروقیوں کی ۸۰۱ سے ۱۰۰۸ھ تک قائم رہی۔ پہلا حاکم نصیر خاں اور آخری بہادر خاں ہوا۔ ایک حکومت بنگالہ تھی جو ۷۳۹ سے ۱۰۰۰ھ کے کچھ بعد تک رہی۔ پہلا حاکم فخر الدین اور آخری داؤد خاں تھا اور ایک اور حکومت شرقیہ ۸۰۲ سے ۸۸۱ تک رہی پہلا حاکم مبارک شاہ اور آخری حسین شاہ ہوا۔ اسی میں سے ایک حکومت سندھ تھی جو ۶۰۰ ھ کے بعد قائم ہو کر ۱۰۰۱ھ تک رہی۔ پہلا حاکم ناصر الدین اور آخری محمود تھا۔ ایک اور حکومت ملتان تھی ۸۴۷ھ سے ۹۳۴ھ تک رہی۔ اوّل حاکم قطب الدین اور آخری حسین شاہ ہوا۔ کشمیریوں کی بھی ایک حکومت ۷۴۷ھ سے ۹۹۳ھ تک رہی جس کا پہلا حاکم شمس الدین اور آخری یوسف شاہ تھا۔ دہلی میں تیموریوں کی بھی حکومت رہی۔ اس کے حالات تو لوگوں کی زبانوں پر چڑھے ہی ہوئے ہیں۔ اس لئے ذکر کی ضرورت نہیں اور انہیں حکومتوں میں سے ترکیوں بخاریوں ایرانیوں اور افغانیوں کی حکومتیں ہیں جو ہمارے زمانہ تک باقی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو باقی رکھے اور اسلام و مسلمان کی مدد فرمائے۔

الدرس الخمسون فی بعض المتبوعین المشهورین فی الاسلام علما وعملا

الفقهاء سفیان الثوری مات بالبصرة ۱۶۱ھ ومولده ۹۷ھ مالک بن انس مات بالمدینة ۱۷۹ھ وولد ۸۰ھ ابوحنیفة النعمان بن ثابت مات ببغداد ۱۵۰ھ وهو ابن سبعین سنة وابوعبدالله محمد بن ادریس الشافعی مات بمصر آخر رجب ۲۰۴ھ وولد ۱۵۰ھ وابو عبدالله احمد بن حنبل مات ببغداد فی ربیع الاخر ۲۴۱ھ

المحدثون. ابو عبدالله البخاری ولد یوما لجمعة لثلث عشرة خلت من شوال ۱۹۴ھ ومات لیلة الفطر ۲۵۶ھ ومسلم مات بنیساپور لخمس. من رجب ۲۶۱ھ وهو ابن خمس وخمسین ابوداؤد مات بالبصرة فی شوال ۲۷۵ھ وابو عیسی الترمذی مات بترمذ لثلاث عشر مضت من رجب ۲۷۹ھ وابو عبدالرحمن النسائی مات ۳۰۳ھ وابن ماجه ولد ۲۰۹ھ وتوفی ۲۷۳ھ.

الصوفیه: سیدی عبدالقادر جیلانی ولد ۴۷۰ھ وتوفی ۵۶۱ھ سیدی معین الدین حسن السنجری ولد ۵۳۷ھ وتوفی ۶۳۲ھ سیدی بهاء الدین نقشبند ولد ۷۱۸ھ وتوفی ۷۹۱ھ سیدی شهاب الدین السهروردی ولد ۵۳۹ھ وتوفی ۶۳۲ھ رحمة الله تعالیٰ علیهم اجمعین ونفعنا ببرکاتهم وانوارهم.

سبق نمبر۵۰.... بعض اسلام میں علمی و عملی طور پر لائق اتباع مشہور ہستیوں کا بیان

فقہاء: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ آپ ۹۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۶۱ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ پیدائش ۹۰ھ میں ہوئی اور ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔ حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بغداد میں ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر ۷۰ سال ہوئی۔ حضرت ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی ۱۵۰ میں پیدا ہوئے اور آخر رجب ۲۰۴ھ میں مصر میں وفات پائی۔ حضرت ابوعبداللہ احمد بن حنبل بغداد میں ربیع الاخر ۱۶۴ھ میں فوت ہوئے۔

محدثین: ابوعبداللہ امام البخاری ۱۳ شوال ۱۹۴ھ بروز جمعہ پیدا ہوئے اور عیدالفطر ۲۵۶ھ کی رات میں وفات پائی۔ امام مسلم ۲۵ رجب ۲۶۱ھ کو نیشاپور میں فوت ہوئے اس

وقت آپ کی عمر پچپن سال تھی۔امام ابوداؤد کا انتقال بصرہ میں شوال ۲۷۵ھ میں ہوا۔امام ابوعیسیٰ ترمذی ۱۳ رجب ۲۷۹ کو ترمذ میں فوت ہوئے۔امام ابوعبدالرحمٰن نسائی ۳۰۳ھ میں فوت ہوئے۔امام ابن ماجہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷۳ میں وفات پائی۔

صوفیاء: سیدی عبدالقادر جیلانی سن پیدائش ۴۷۰ھ سال وفات ۵۶۱ھ سیدی معین الدین چشتی حسن سنجری ۵۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۳۲ میں وصال فرمایا۔سیدی بہاء الدین نقشبند ۷۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۹۱ھ میں وفات ہوئی۔سیدی شہاب الدین سہروردی ۶۳۹ھ سال پیدائش اور سن وفات ۷۳۲ ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب حضرات پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ہمیں ان کی برکات وانوار سے نفع پہنچائے۔

الدرس الحادي والخمسون في الفرق الضالة الهالكة

هم اثنان وسبعون منشعبة من سبع (الف) الواصليه (ب) العمرويه (ج) هذيليه (د) نظاميه (ه) اسواريه (و) اسكافيه (ز) جعفرية (ح) بشريه (ط) مزداريه (ى) هنشاميه (يا) صالحيه (يب) حائطيه (يج) حدبيه (يد) معمريه (يه) تماميه (يو) خياطيه (يز) جاحظيه (يح) كعبيه (يط) جبائيه (ک) بهشميه كلهم من المعتزله ومنهم النيچريه في زماننا (كا) سبائيه (كب) كامليه (كج) بيانيه (كد) مغيريه (كه) جناحيه (كو) منصوريه (كز) خطابيه (كح) غرابيه (كط) ذميه (ل) هشاميه (لا) زردايه (لب) يونسيه (لج) شيطانيه (لد) رزاميه (له) مفوضه (لو) نصيريه (لز) اسحاقيه (لح) اسماعيليه وهولاء من الغلاط في العقائد (لط) جاروديه (م) سليمانيه (ما) بتريه (مب) امامي ومنهم الوعيدية والتفضيليه والاخبارية وغيرهم وهولاء جميعا من الشيعة (مج) حكميه (مد) ازراقه (مه) نجدات (مو) صفريه (مز) عجارده

(مع) ميمونيه (مط) شعيبيه (ن) حمزيه (نا) حازميه (نب) المعلوميه مع المجهولية (نج) صلتيه (ند) اخنسيه (نه) معبديه (نو) شيبانيه (نز) شبيبيه (نح) عشريه (نط) مكرميه (س) حفصيه (سا) اباضيه (سب) يزيديه' وهولاء كلهم من الخوارج. (سج) يونسيه (سد) عبيديه (سه) غسانيه (سر) ثوبانيه (سز) تؤمنيه وهم من المرجئه (سح) برغوثيه (سط) زعفرانيه (ع) مستدركيه وهولاء من النجاريه (عا) جبرية ومنهم الجهميتة والبكرية والضرارية والصباحية وغيرهم (عب) مشبه ومنهم الهشاميه والجولقيه والمنهاليه والكرامية وغيرهم والكتب الكلاميه مشحونة بذكر عقائد هم واجوبتها وفى تسمية هولاء الفرق اقوال آخر ولايضر الاختلاف فى العنوان مع الاتفاق فى المقصود ولبعض هذه الفرق شعب يختلفون فى مابينهم يسيرالم يخرجهم عن كونهم فرقة واحدة والفرقة الناجية هى اهل السنة والجماعة الخالية عن بدع هولاء المتمسكة بما كان عليه النبى صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه اللهم حينا عليها وامتنا عليها واحشرنا عليها آمين

سبق نمبر ۵۱.... گمراہ فرقوں کا بیان

ایسے فرقے بہتر (۷۲) ہیں جو سات فرقوں سے شاخ درشاخ نکلے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔(۱) واصلیہ (۲) عمرویہ (۳) ہذیلیہ (۴) نظامیہ (۵) سواریہ (۶) اسکافیہ (۷) جعفریہ (۸) بشریہ (۹) زردایہ (۱۰) ہشامیہ (۱۱) صالحیہ (۱۲) حائطیہ (۱۳) حدبیہ (۱۴) معمریہ (۱۵) تمامیہ (۱۶) خیاطیہ (۱۷) جاحظیہ (۱۸) کعبیہ (۱۹) جبائیہ (۲۰) بھشمیہ۔

یہ سب کے سب معتزلہ کے فرقے ہیں اور ہمارے زمانہ کے نیچری بھی انہی میں

شامل ہیں۔ سبائیہ' کاملیہ' بیانیہ' مغیریہ' جناحیہ' منصوریہ' خطابیہ' غرابیہ' ذمیہ' ہشامیہ' زرداریہ' یونسیہ' شیطانیہ' رزامیہ' مفوضہ' نصیریہ' اسحاقیہ' اسماعیلیہ (یہ سب فرقے عقائد میں غلو کرنے والے ہیں) جارودیہ' سلیمانیہ' بتریہ' امامیہ' انہی میں سے وعیدیہ' تفضیلیہ' اخباریہ وغیرہ ہیں جو سب کے سب شیعوں کے فرقے ہیں حکمیہ ازراقیہ' نجدات' صفریہ' عجاردہ' میمونیہ' شعیبیہ، حمزیہ، حازمیہ' معلومیہ' مع المجہولیہ' صلتیہ ' اخنسیہ' معبدیہ' شیبانیہ' شبیبیہ' عشریہ' سکرمیہ' حفصیہ ' اباضیہ' یزیدیہ (اور یہ سب کے سب خارجی فرقے ہیں) یونسیہ' عبیدیہ' غانیہ' ثوبانیہ' تومنیہ اور یہ سب مرجئہ ہیں۔

برغوثیہ' زعفرانیہ' مستدرکیہ اور یہ سب نجاریہ کی شاخیں ہیں۔ جبریہ اور جہمیہ' بکریہ' ضراریہ' صاحبیہ وغیرہم بھی اسی میں سے ہیں۔ مشبہ اور اس کی شاخیں ہیں۔ ہشامیہ منہالیہ' جولقیہ' کرامیہ وغیرہ علم کلام کی کتابیں ان کے عقائد اور ان کے جوابات سے بھری ہوئی ہیں۔ بعض اقوال میں ان فرقوں کے کچھ دوسرے نام بھی آئے ہیں مگر مقصد میں اتفاق کے بعد عنوان میں اگر اختلاف بھی ہوتو وہ مضر نہیں۔ ان فرقوں کی اور شاخیں بھی ہیں جن میں باہم معمولی سا اختلاف ہے۔ اسی لئے ان کو اسی فرقہ میں شامل قرار دے کر ان کو علیحدہ بیان نہیں کیا گیا اور ناجی فرقہ صرف اہل السنۃ والجماعت ہے جو اس قسم کے فرقوں کی تمام بدعات سے خالی ہے۔ یہی فرقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر ہے۔ اے اللہ! ہمیں اسی فرقہ پر زندہ رکھ کر اسی پر موت دے اور اسی پر ہمارا حشر فرما آمین۔

الدرس الثانی والخمسون فی الاجوبة المسكة للفصحاء الاذكياء

قالت عجوزا ماتستحی ان تزنی ولک حلال طیب قال امام حلال فنعم واما طیب فلا ان ابراهیم المغنی الرشید غنی یوما بین یدیه فقال له احسن الله الیک فقال له یا امیر المؤمنین انما یحسن

الله الی بک فامرله بمائة الف درهم وقال رجل لبعض العلوية انت بستان فقال العلوی و انت النهر الذی یسقی منه البستان

سبق نمبر۵۲.... ذہین وفصیح لوگوں کے مسکت جوابوں کا بیان

ایک بڑھیا نے اپنے شوہر سے کہا کہ تیرے پاس حلال وطیب بیوی ہوتے ہوئے تجھے زنا کرتے شرم نہیں آتی۔ اس نے جواب دیا حلال کہنا تو ٹھیک ہے مگر طیب کہنا ٹھیک نہیں۔ رشید کے دربار کے مغنی ابراہیم نے ایک دن اس کے سامنے کچھ گایا تو رشید نے اس سے کہا اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ بھلائی کرے تو مغنی کہنے لگا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ تو میرے ساتھ بھلائی آپ کے ذریعہ فرماتا ہے۔ خلیفہ نے یہ سن کر اسے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا ایک شخص نے ایک علوی کو کہا کہ آپ تو بستان (باغ) ہیں علوی نے اس سے کہا تو وہ نہر ہے جس سے بستان سیراب ہوتا ہے۔

الدرس الثالث والخمسون فی نوادر العرب

روی اعرابی یغطس فی البحرو معه خیط و کلما غطس غطسه عقد عقدة فقیل له ماهذا قال جنابات الشتاء اقضیها فی الصیف وحکی الاصمعی قال ضلت لی ابل فخرجت فی طلبها و کان البرد شدیدا فالتجات الی حی من احیاء العرب واذابجماعة یصلون ویقربهم شیخ ملتف بکساء وهویر تعدمن البردوینشد.

ایارب ان البرد اصبح کالحا وانت بحالی یا الهی اعلم
فان کنت فی جهنم مدخلی ففی مثل هذ الیوم طابت جهنم

قال الاصمعی فتعجبت من فصاحته فقلت له یا شیخ اماتستحیی تقطع الصلوة وانت شیخ کبیر فانشد

ایطمع ربی ان اصلی عاریا ویکسو غیری کسوة البرد والحر

فوالله لاصليت ماعشت عاريا عشاء ولاوقت المغيب ولا والوتر
ولاالصبح الايوم شمس دفيئة وان غيمت فالويل للظهر والعصر
وان يكسنى ربى قميصا وجبة اصلى له مهما اعيش من العمر

قال فاعجبنى شعره وفصاحته فنزعت قميصا وجبة كانا على ودفعتهما اليه وقلت له البسهما وقم فصل فاستقبل القبلة فصلى جالسا وجعل يقول

اليک اعتذارى من صلوتى جالسا
على غير طهر موميانحو قبلتى
فمالى ببرد الماء يارب طاقة
ورجلاى لاتقوى على ثنى ركبتى
ولكنى استغفر الله شاتيا
واقضيكها يارب فى وجه صيفتى
وان انالم افعل ناقت محكم
بماشئت من صفعى ومن نتف لحيتى

قال فعجبت من فصاحته وضحكت عليه وانصرفت

وصلى اعرابى مع قوم فقرأ الامام قل ارأيتم ان اهلكنى الله ومن معى فقال الاعرابى اهلكک الله وحده ايش كان ذنب الذين معک فقطع القوم الصلوٰة من شدة الضحک.

سبق نمبر ۵۳.......عربوں کے لطائف کا بیان

ایک دیہاتی کو کسی نے دیکھا کہ دریا میں ڈبکیاں لگا رہا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک ڈورا ہے کہ ہر غوطہ پر اس میں ایک گرہ لگا تا جاتا ہے کسی نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو

تو کہنے لگا کہ سردیوں کے فرض غسل کی اب گرمیوں میں قضا کر رہا ہوں۔ اصمعی بیان کرتے ہیں کہ میرا اونٹ گم ہو گیا میں اس کو ڈھونڈنے نکلا اس وقت کڑا کے کی سردی پڑ رہی تھی میں عربوں کے ایک پڑاؤ پر پہنچا تو دیکھا کہ کچھ لوگ نماز میں مشغول ہیں اور ان کے قریب ایک بوڑھا چادر میں لپٹا بیٹھا۔ سردی سے کانپ رہا ہے اور یہ شعر پڑھ رہا ہے۔ اے اللہ یہ سردی تو صبح تک مجھے مار ڈالے گی۔ الٰہی تو میری حالت سے اچھی طرح واقف ہے اگر تو مجھے آج کے دن جہنم میں بھی داخل کر دے تو اس دن کے مقابلہ میں تو جہنم بھی خوشگوار ہو گی۔ اصمعی کہتے ہیں میں اس کی فصاحت سے بہت متعجب ہوا اور اس سے کہا کہ بڑے میاں تم اتنے تو بوڑھے ہو گئے پھر بھی نماز چھوڑنے پر تمہیں حیا نہیں آتی تو اس نے جواب میں یہ شعر پڑھے۔

ترجمہ: کیا میرا اللہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ میں ننگا اس کی عبادت کروں جبکہ دوسرے لوگ گرم و سرد لباس پہنے ہوئے ہوں۔ بخدا میں تو جب تک ننگا ہوں نماز نہیں پڑھوں گا نہ عشا کی نہ مغرب کی نہ وتر کی اور نہ صبح کی۔ ہاں جس روز سورج نکلا ہو اور اگر بادل ہوں تو پھر ظہر عصر بھی غائب اور اگر میرا رب مجھے جبہ اور قمیض پہنا دے تو جب تک میں زندہ ہوں اس کیلئے نماز پڑھتا رہوں گا۔ اصمعی کہتے ہیں میں اس کے اشعار و فصاحت سے بہت متاثر ہوا اور اپنا قمیض و جبہ جو پہنے ہوئے تھا اتار کر اسے دے دیا اور کہا لو انہیں پہنو اور اٹھو نماز پڑھو۔ اس نے وہ پہنے اور بیٹھے بیٹھے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھی اور پھر یہ شعر پڑھے۔

اے اللہ بیٹھ کر بلا وضو اشاروں سے نماز پڑھنے سے میری معذرت قبول فرما اے اللہ میں پانی کی ٹھنڈک برداشت نہیں کر سکتا اور نہ میرے پاؤں ٹخنوں پر وزن ڈال سکتے ہیں۔ لیکن میں اللہ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ اے اللہ گرمیوں میں اس کی قضا کر لوں گا اگر میں وعدہ پورا نہ کروں تو میری گردن اڑا دینے یا داڑھی اکھاڑ

لینے میں جو بات بھی پسند فرمائیں اس کا آپ حکم دے سکتے ہیں۔اصمعی کہتے ہیں کہ میں اس کی فصاحت پر حیران رہ گیا اور ہنستا ہوا وہاں سے روانہ ہو گیا۔ایک عرب دیہاتی لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک تھا۔امام نے جب پڑھا۔قل ارایتم ان اهلكني الله ومن معي (کہو کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے گا) تو وہ دیہاتی کہنے لگا اللہ تعالیٰ تجھے اکیلے کو ہلاک کر دے۔تیرے گناہ میں کون تیرا ساتھی تھا۔یہ سن کر لوگوں کو ایسی ہنسی چھوٹی کہ سب نے نماز توڑ دی۔

الدرس الرابع والخمسون في نوادر القراء والفقهاء

مربعضهم بقاري يقرا آلم غلبت الترك في ادنى الارض فقال له "الروم" فقال له كلهم اعداء ناقاتلهم الله وكان جماعة يجلسون الى ابى العيناء وفيهم رجل لايتكلم فقيل له يوما كيف علمك بكتاب الله قال انا عالم به فقيل له هذه الاية في اى سورة الحمدلله لاشريك له فقال في سورة الحمد فضحكوا عليه وسكن بعض الفقهاء في بيت سقفه يقرقع في كل وقت فجاء ه صاحب البيت يطلب الاجرة فقال له اصلح السقف فانه يقرقع قال لاتخف فانه يسبح الله تعالىٰ قال اخشى ان تدركه رقة فيسجد

سبق نمبر ۵۴....قاری فقہاء کے لطائف کے بیان

ایک صاحب نے کسی قاری کو الم غلبت الترك في ادنى الارض پڑھتے ہوئے سن کر کہا کہ الروم پڑھو (الترک غلط ہے) تو کہنے لگے کہ ہمارے سب دشمن ہیں۔اللہ سب کو مار ڈالے۔ابی العینا کی مجلس میں کچھ لوگ حاضر ہوتے تھے۔ ان میں ایک صاحب ایسے تھے جو خاموش بیٹھے رہا کرتے تھے ایک دن کسی نے ان سے کہا کتاب اللہ کے متعلق آپ کا علم کیسا ہے کہنے لگے میں اس کا عالم ہوں تو ان

سے پوچھا گیا کہ الحمدلله لاشریک له کی آیت کون سی سورت میں ہے تو جواب دیا کہ سورہ الحمد میں حاضرین مجلس یہ سن کر ہنس پڑے۔

ایک فقیہ کسی ایسے گھر میں سکونت پذیر تھے کہ اس کی چھت ہر وقت چڑ چڑاتی رہتی تھی۔ جب مالک مکان کرایہ لینے آیا تو فقیہ صاحب نے اس سے کہا کہ میاں اس چھت کی مرمت کرواؤ۔ یہ ہر وقت چڑ چڑاتی ہے مالک نے کہا آپ کوئی خوف نہ کریں یہ تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ فقیہ نے کہا کہ بھائی مجھے ڈر لگتا ہے کہ اس پر رقت طاری ہو اور یہ سجدہ میں نہ گر پڑے۔

الدرس الخامس والخمسون فی نوادر القضاة

احضر رجل ولده الی القاضی فقال یا مولانا ان ولدی یشرب الخمر ولایصلی فانکر ولده ذلک فقال ابوه یاسیدی افتکون صلاة بغیر قراة فقال الوالدانی اقرا القران فقال له القاضی اقرا حتی اسمع فقال

علق القلب البربابا بعد ماشابت وشابا

فقال ابوه انه لم یتعلم هذا الالبارحة سرق مصحف الجیران وحفظ هذا منه فقال القاضی وانا الاخر احفظ آیة منها وهی

فارجی مضنی کئیبا قدر ای الهجر هذابا

ثم قال القاضی قاتلکم الله یعلم احدکم القرآن ولایعمل به

وتحاکم الرشید وزبیدة الی ابی یوسف القاضی فی الفالوذج واللوذینج ایهما اطیب فقال ابو یوسف انالااحکم علی غائب فامر الرشید باحضارهما وقد مابین یدی ابی یوسف فجعل یاکل من هذا مرة ومن هذا مرة حتی نصف الجامین ثم قال یا امیر المومنین مارایت اعدل منهما کلما اردت ان احکم لاحدهما اتی الاخر

سبق نمبر ۵۵.....قاضیوں کے لطائف کا بیان

ایک صاحب اپنے لڑکے کو لے کر قاضی کے پاس آئے اور کہا کہ جناب یہ شراب پیتا ہے نماز نہیں پڑھتا' لڑکے نے اس کی تردید کی باپ نے کہا کہ جناب کیا بغیر قراۃ بھی نماز ہوسکتی ہے؟ لڑکا کہنے لگا میں تو قرآن پڑھتا ہوں قاضی صاحب نے کہا پڑھو تا کہ میں بھی سنوں۔ لڑکا پڑھنے لگا۔ علق القلب البربابا' بعد ماشابت وشابا باپ کہنے لگا یہ آج سے پہلے پڑھنا جانتا ہی نہیں تھا صبح ہی اس نے پڑوسی کے ہاں سے قرآن چرا کر یہ رٹا ہے۔ قاضی کہنے لگا میں دوسرا ہوں جس نے اس میں کی ایک اور آیت حفظ کی ہے جو یہ ہے فارجی مضنی کئیبا قد رای الھجر عذابا پھر قاضی صاحب کہنے لگے خدا تمہیں غارت کرے تم قرآن کی تعلیم تو دلاتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ ہارون رشید اور اس کی بیوی نے حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا کہ فالودہ اور حلوہ بادام میں زیادہ اچھا کون سا ہے۔

امام صاحب نے فرمایا کہ میں غیر موجود شئے کے بارے میں فیصلہ نہیں کرتا ہارون رشید نے دونوں چیزیں حاضر کرنے کا حکم دیا اور امام صاحب کے سامنے دونوں کے گلاس بھر کر رکھ دیئے گئے۔ آپ نے ایک لقمہ اس میں سے پیا اور ایک دوسرے میں سے یہاں تک کہ پیالے آدھے خالی ہوگئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین میں ان دونوں کے درمیان فیصلہ نہیں کر پاتا۔ کیونکہ جونہی ایک کے حق میں فیصلہ دینا چاہتا ہوں دوسرا جھٹ اپنی دلیل لے آتا ہے۔

الدرس السادس والخمسون فی نوادر المعلمین

قال الجاحظ مررت بمعلم صبیان وعندة عصاطویلة وعصا قصیرة وصولجان وکرة وطبل وبوق فقلت ماھذا فقال عندی صغار اوباش فاقول لاحدھم اقرالوحلت فیسفرلی بضرطة فاضربه بالعصاء

القصيرة فيتأخر فاضربه بالعصا الطويلة فيضر من بين يدى فاضع الكرة فى الصولجان واضربه فاشجه فتقدم الى الصغار كلهم بالالواح فاجعل الطبل فى عنقى والبوق فى فمى واضرب الطبل وانفخ فى البوق فيسمع اهل الدرب ذلك فيسارعون الى ويخلصونى منهم

وقال بعضهم رايت معلما وقد جاء صغير ان يتماسكان فقال احدهما هذا عض اذنى فقال الاخر لاوالله ياسيدنا هوالذى عض اذن نفسه فقال المعلم ياابن الزانية اهو جمل بعض اذن نفسه وقال بعضهم رايت معلما وهو يصلي العصر فلما ركع ادخل راسه بين رجليه ونظر الى الصغاروهم يلعبون فقال يا ابن البقال قدرايت الذى عملت وسوف اكافئك اذا فرغت من الصلوة

سبق نمبر ۵۶.....استادوں کے لطائف کا بیان

جاحظ کہتا ہے میں نے بچوں کے ایک استاد کو دیکھا کہ اس کے پاس ایک تو لمبی چھڑی رکھی ہے اور ایک چھوٹی سوٹی ہے غلیل د غلے ڈھول اور بھونپو بھی رکھا ہے۔ میں نے پوچھا یہ سب کیا ہے کہنے لگا میرے پاس چھوٹے بچے بہت شریر ہیں میں ان میں سے کسی سے کہتا ہوں کہ اپنی تختی پڑھو تو وہ گوز مار کر بھاگنے لگتا ہے تو سوٹی مارتا ہوں اور جب دور ہو جاتا ہے تو چھڑی سے خبر لیتا ہوں اور جب میرے آگے سے بھاگنے لگتا ہے تو میں غلہ رکھ کر مارتا ہوں جب وہ چوٹ کھا کر چیختا ہے تو سب بچے اپنی تختیاں مجھ پر تان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تب ڈھول گلے میں ڈال کر بھونپو منہ میں لے کر ڈھول پیٹتا ہوں اور بھونپو بجاتا ہوں۔ ان کی آواز سن کر آس پاس کے لوگ بھاگے ہوئے آتے ہیں اور مجھے ان سے چھڑاتے ہیں۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ایک استاد کو دیکھا کہ اس کے پاس دو بچے ایک دوسرے کو پکڑنے آئے اور ایک کہنے لگا

کہ جناب اس نے میرا کان کاٹ کر کھایا ہے۔ دوسرے نے کہا اللہ کی قسم اے ہمارے سردار اس نے اپنا کان خود کاٹا ہے۔ استاد صاحب بولے حرامی یہ بھی کوئی اونٹ ہے کہ اپنا کان خود کاٹ کھائے گا۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ایک استاد کو دیکھا کہ وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب رکوع میں گئے تو دونوں ٹانگوں میں سے سر نکال کر بچوں کو دیکھنے لگے جو کھیل میں لگے ہوئے تھے۔ آپ نے اسی حالت میں کہا او بقال کے بچے میں نے تجھے دیکھ لیا ہے کہ کیا کر رہا ہے۔ ذرا صبر کر میں نماز سے فارغ ہو کر تیری خبر لیتا ہوں۔

الدرس السابع والخمسون فی نوادر السؤال

وقف سائل بقوم فقال انی جائع فقالو اله کذبت فقال جربونی برطلین من الخبز ورطلین من اللحم ووقف سائل علی باب فقالوا یفتح الله لک فقال کسرة فقالوا مانقدر علیها قال فقلیل من برا وفول او شعیر قالوا لانقدر علیه قال فقطعة دهن اوقلیل زیت اولبن قالوا لانجده قال فشربة ماء قالواولیس عندنا ماء قال فما جلوسکم ههنا قوموا فاسلوا فانتم احق منی بالسوال

سبق نمبر ۵۷..... سائلوں کے لطائف کا بیان

کچھ لوگوں کے پاس ایک سائل نے آ کر سوال کیا کہ میں بھوکا ہوں لوگوں نے کہا تو جھوٹا ہے تو کہنے لگا دو رطل روٹی اور دو رطل گوشت میرے سامنے رکھ کر آزما لو۔ ایک سائل نے کسی گھر پر سوال کیا گھر والوں نے کہا اللہ تجھے کشادگی عطا فرمائے۔ سائل نے کہا کوئی کپڑا دیدو کہا ہم میں اس کی قدرت بھی نہیں کہنے لگا۔ ایک چٹکی آٹا دال جو وغیرہ ہی دیدو جواب ملا ہمارے پاس یہ بھی نہیں۔ کہنے لگا تھوڑا سا گھی تیل یا دودھ دہی ہی دیدو۔ جواب ملا ہمارے ہاں یہ بھی نہیں کہا ایک گھونٹ پانی ہی پلا دو۔

کہنے لگے ہمارے پاس پانی بھی نہیں۔اس پر سائل کہنے لگا کہ پھر یہاں کیوں بیٹھے ہو اٹھو باہر نکلو اور لوگوں سے سوال کرو تم تو مجھ سے زیادہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہو۔

الدرس الثامن والخمسون فی نوادر المؤذنین

قیل لموذن مانسمع اذانک فلورفعت صوتک فقال انی اسمع صوتی من مسیرة میل وقال بعضهم رایت موذنا اذن ثم غدا یهرول فقلت له الی این فقال احب ان اسمع اذانی این بلغ وشوهد موذن یوذن من رقعة فقیل له ماتحفظ الاذان فقال سلوا القاضی فاتوه فقالوا السلام علیکم فاخرج دفترا وتصفحه وقال وعلیکم السلام فعذرو الموذن

سبق نمبر ۵۸.....موذنوں کے لطائف کا بیان

کسی نے موذن سے کہا کہ میاں تمہاری اذان کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ ذرا بآواز بلند اذان کہا کرو۔وہ کہنے لگا کہ میں تو اپنی آواز ایک میل کی مسافت سے سن لیتا ہوں۔بعضوں نے بیان کیا میں نے ایک موذن کو دیکھا کہ وہ اذان دے کر بھاگا جارہا ہے میں نے اس سے پوچھا کہاں بھاگے جارہے ہو تو کہنے لگا میں یہ چاہتا ہوں کہ میں سنوں کہ میری اذان کہاں تک پہنچی۔ایک موذن پرچہ میں دیکھ کر اذان دیتا تھا لوگوں نے اس سے کہا کہ تمہیں اذان حفظ کیوں یاد نہیں اس نے کہا کہ قاضی سے پوچھو لوگ قاضی کے پاس آئے اور السلام علیکم کہا؟ قاضی صاحب نے ایک رجسٹر اٹھایا چند صفحے الٹے پھر کہا وعلیکم السلام! یہ دیکھ کر لوگوں نے موذن کو معذور سمجھا (کیونکہ جب قاضی کو سلام کا جواب یاد نہیں تو موذن کو اذان یاد نہ ہونا تعجب خیز نہیں)

الدرس التاسع والخمسون فی نوادر المغفلین

بنی بعض المغفلین نصف داروبنی رجل آخر النصف الاخر فقال المغفل یوماقد عولت علی بیع النصف الذی لی واشتری به

النصف الاخر لتکمل لی الدار کلها

وسئل جامع الصید لانی عن عمر ابنته فقال لا ادری الا ان امها ذکرت انها ولدتها فی ایام الیواغیث حکی ان احمقین اصطحبا فی طریق فقال احدهما للاخر تعال نتمن علی اللہ تعالیٰ فان الطریق تقطع بالحدیث فقال احدهما اذا اتمنی قطائع غنم انتفع بلبنها ولحمها وصوفها وقال الاخر انا اتمنی قطائع ذئاب ارسلها علی غنمک لاتترک منها شیئا قال ویحک اھذا من حق الصحبة وحرمة العشرة فتصائحا

سبق نمبر ۵۹.....بیوقوفوں کے لطائف کا بیان

ایک بیوقوف نے آدھا مکان تعمیر کرایا اور باقی کا آدھا کسی اور شخص نے بنایا وہ بیوقوف ایک دن کہنے لگا کہ میں میں اپنا آدھا مکان فروخت کر کے دوسرے کا آدھا مکان خریدنا چاہتا ہوں تا کہ پورا مکان میرا ہو جائے۔ جامع صیدلانی سے پوچھا گیا کہ تمہاری بیٹی کی کیا عمر ہے کہنے لگا کہ مجھے تو معلوم نہیں البتہ اس کی ماں کہتی ہے کہ وہ ایام یواغیث میں پیدا ہوئی تھی۔ حکایت ہے کہ دو احمق کسی سفر میں ساتھ ہو گئے ایک کہنے لگا۔ آؤ اللہ تعالیٰ سے اپنی اپنی تمنائیں بیان کریں کیونکہ باتوں میں راستہ آسانی سے کٹ جاتا ہے۔ ایک نے کہا میری خواہش ہے کہ میرے پاس بکریاں ہوں کہ ان کے دودھ گوشت اور بالوں سے فائدہ اٹھاؤں۔ دوسرا کہنے لگا کہ میری خواہش ہے کہ مجھے کچھ بھیڑیئے ملیں جن کو تمہاری بکریوں پر چھوڑوں تا کہ سب کو چٹ کر جائیں اور کچھ نہ بچے پہلے نے کہا تیرا ناس ہو۔ کیا ہم سفری کا یہی صلہ ہوتا ہے اور ساتھی کی عزت واحترام کا یہی تقاضا ہے۔ پس دونوں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے اور ہاتھا پائی ہو گئی۔

الدرس الستون فی اخبار الاکلة

مرمیسرة البراش یوما بقوم وهوراکب حمار افدعوه للضیافة

فذبحوا له حماره وطبخوه وقدموه له فاكله كله فلما اصبح طلب حماره ليركبه فقيل له هو في بطنك

وقال المعتمر بن سليمان قلت لهلال المازني ما اكلة بلغتني عنك قال جعت مرة ومعي بعيرلي فنحرته وشويته واكلته ولم ابق منه الاشيئا يسيرا حملته على ظهري فلما كان الليل اردت ان اجامع امة لي فلم اقدر عليها فقالت كيف تصل الي وبيننا جمل فقلت له كم تكفيك هذه الاكلة قال اربعة ايام وكان ميسرة البراش ياكل الكبش العظيم ومائة رغيف فذكر ذلك المهدي فقال دعوت يوما بالفيل وامرت فالقى اليه رغيف رغيف فاكل تسعة وتسعين والقى اليه تمام المائة فلم ياكله

سبق نمبر ۶۰.....پیٹوں کے قصے کا بیان

میسرہ براش کا گزر ایک جماعت کے پاس سے ہوا وہ گدھے پر سوار ہو کر جا رہا تھا ان لوگوں نے کہا آپ ہماری دعوت قبول کریں اور ہمارے پاس ٹھہریں۔ ان لوگوں نے اسی کے گدھے کو ذبح کر کے اور پکا کے اس کے سامنے رکھا۔ وہ سارے کا سارا کھا گیا۔ جب صبح ہوئی تو کہنے لگا لاؤ میری سواری کا گدھا تا کہ میں سوار ہوں اور جاؤں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ تو تمہارے پیٹ میں ہے۔

معمر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے ہلال مازنی سے کہا کہ تمہارے کھانے کا جو قصہ میں سن رہا ہوں اس کی کیا اصلیت ہے۔ کہنے لگا مجھے ایک مرتبہ بھوک لگی۔ میرے پاس اس وقت ایک اونٹ تھا میں نے اس کو ذبح کیا بھونا اور کھا گیا۔ بس اس میں سے تھوڑا سا کچھ بچا تھا۔ جسے میں نے باندھ کر پیٹ پر اٹھا لیا باندی میرے ساتھ تھی۔ رات کو اس سے ہم صحبت ہونا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا۔ باندی کہنے لگی ہمارے درمیان تو اونٹ حائل ہے تم کیسے کامیاب ہو سکتے ہو۔ معمر نے پوچھا یہ خوراک کتنے دن تم کو کافی

ہوئی کہنے لگا چار دن۔ میسرہ براش ایک بڑا دنبہ اور سو روٹیاں ایک وقت کھا جاتا تھا۔ مہدی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ایک دن میں نے اس کو دعوت دی اور کھانا کھلانے کا حکم دیا اس کے سامنے ایک ایک روٹی رکھی جاتی رہی اور وہ ننانوے روٹیاں کھا گیا اور سوویں روٹی رکھی گئی تو وہ نہ کھا سکا۔

الدرس الحادی والستون فی اخبار البخلاء

كان عمر بن يزيد الاسدى بخيلاجدا اصابه القولنج فى بطنه فحقنه الطبيب بدهن كثير فانحل مافى بطنه فى الطست فقال لغلامه اجمع الدهن الذى نزل من الحقنه واسرج به ومن الموصوفين بالبخل اهل مرو. يقال ان من عادتهم اذا ترافقوا فى سفران يشترى كل واحد منهم قطعة لحم ويشكها فى خيط ويجمعون اللحم فى قدر ويمسك كل واحد منهم طرف خيطه فاذا استوى جر كل منهم خيطه واكل لحمه وتقاسموا المرق واشترى رجل من البخلاء دارا وانتقل اليها فوقف ببابه سائل فقال له فتح الله عليك ثم وقف ثان فقال له مثل ذلك ثم وقف ثالث فقال له مثل ذلك ثم التفت الى ابنته فقال لها ما اكثر السوال فى هذا المكان قالت يا ابت مادمت مستمسكا بهذه الكامة فما تبالى كثروا ام قلوا.

سبق نمبر ۶۱..... بخیلوں کے قصے کا بیان

عمر بن یزید اسدی انتہائی کنجوس تھا۔ اسے قولنج کا درد اٹھا۔ طبیب نے تیل کا حقنہ دیا پیٹ میں جو کچھ تھا وہ سب ایک طشت میں خارج ہوا تو اس نے اپنے غلام سے کہا کہ طشت میں سے تیل اکٹھا کر لے جو حقنہ سے نکلا ہے اور اس سے چراغ جلایا کر ۔ مرو بہت بخیل مشہور ہیں۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ان کی عادت ہے کہ

جب وہ سفر ساتھ کرتے ہیں تو ہر شخص اپنا اپنا گوشت خریدتا ہے اور ایک ڈورے میں پرو لیتا ہے اور وہ سارا گوشت ایک ہانڈی میں چڑھا کر ہر شخص اپنے ڈورے کا سرا پکڑے بیٹھا رہتا ہے۔ جب گوشت پک جاتا ہے تو ہر ایک اپنا ڈورا کھینچ لیتا ہے اور اپنا اپنا گوشت کھاتا ہے اور شوربہ باہم تقسیم کر لیتے ہیں۔ ایک بخیل نے ایک گھر خریدا اور اس میں رہنے لگا۔ دروازے پر سائل نے صدا لگائی تو اس نے کہا اللہ تجھے کشادگی دے تھوڑی دیر بعد ایک اور فقیر آ گیا۔ اسے بھی یہی جواب ملا۔ پھر تیسرا فقیر آیا اس نے صدا لگائی اسے بھی یہی جواب دیا۔ پھر وہ اپنی بیٹی سے کہنے لگا یہ کیسا گھر ہے اس میں تو بہت مانگنے والے آتے ہیں۔ بیٹی نے کہا بابا جب تک آپ جواب میں یہی کلمہ دہراتے رہیں تو فقیروں کی کمی زیادتی کی آپ کو کیا پرواہ ہے۔

الدرس الثانی والستون فی السراق

امر الاسکندر بصلب سارق فقال ایها الملک انی فعلت مافعلت وانا کاره فقال وتصلب ایضا وانت کاره وسرق رجل قمیصا فاعطاه لابنه یبیعه فسرق منه فجاء له فقال بکم بعته قال براس المال ومر عمر بن عبید بجماعة وقوف فقال ماهذا قیل السلطان یقطع سارقا فقال لا اله الا الله سارق العلانیة یقطع سارق السر

سبق نمبر۶۲..... چوروں کے بیان میں

سکندر بادشاہ نے ایک چور کو سولی کا حکم دیا تو چور کہنے لگا بادشاہ سلامت جو آپ کرتے ہیں وہی میں کرتا ہوں مگر میں اسے برا سمجھتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ تو سولی کو بھی برا سمجھتے ہوئے اس پر چڑھ جاؤ ایک آدمی نے کسی کی قمیص چرائی اور بیٹے کو دی کہ اس کو فروخت کر آؤ کسی نے بیٹے کے پاس سے وہ قمیص چرا لی۔

جب باپ کے پاس آیا تو اس نے پوچھا قمیض کتنے میں بکی اس نے کہا خرید

کے داموں میں۔ عمر بن عبید ایک مجمع کے پاس سے گزرے تو پوچھا مجمع کیا ہے۔ کہا گیا کہ حاکم چور کے ہاتھ کاٹنے والا ہے۔ یہ سن کر کہنے لگے لا الہ الا اللہ علانیہ چوری کرنے والا چھپ کر چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹے گا۔

الدرس الثالث والستون فی المنقول عن اذكياء الصبيان والنساء

وقف اياس بن معاوية وهو صبی علی قاضی دمشق ومعه شيخ فقال اصلح الله القاضی هذا الشيخ ظلمنی واكل مالی فقال القاضی ارفق بالشيخ ولاتستقبله بمثل هذا الكلام فقال اياس ان الحق اكبر منی ومنه ومنک قال اسكت قال ان اسكت فمن يقوم بحجتی قال فتكلم فوالله لاتتكلم بخير فقال لا اله الا الله وحده لاشريک له. فبلغ ذلک الخليفة فعزل القاضی وولی اياسا مكانه حکی المدائنی قال خرج ابن زياد فی فوارس فلقوا رجلا ومعه جارية لم يرمثلها فی الحسن فصاحوا به خل عنها وكان معه قوس فرمی احدهم فها بوا الاقدام عليه فعاد ليرمی فانقطع الوتر فهجموا عليه واخذ والجارية فهرب واشتغلوا عنه بالجارية ومد بعضهم يده الی اذنها وفيها قرط وفی القرط درة يتمية لها قيمة عظيمة فقالت وما قدر هذه الدرة انكم لورايتم مافی قلنسوته من الدر لاستحقرتم هذه فتركوها واتبعوه وقالوا له الق ما فی قلنسوتک وكان فيها وترقد اعده فنسيه من الدهش فلما ذكره ركبه فی القوس ورجع الی القوم فولی القوم هاربين وخلوا لجارية

سبق نمبر ۶۳..... ذہین بچوں اور عورتوں کے واقعات کے بیان میں

ایاس بن معاویہ جو کم عمر تھے ایک بوڑھے شخص کے ساتھ قاضی دمشق کی عدالت

میں گئے اور کہا اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو صالح بنائے اس بوڑھے نے مجھ پر ظلم کیا اور میرا مال کھا گیا۔ قاضی نے کہا بوڑھے کے معاملہ میں نرمی سے کام لو اور اس کیلئے ایسے الفاظ نہ کہو۔ ایاس نے کہا حق تو مجھ سے اس سے اور آپ سے بھی بڑا ہے۔ قاضی نے کہا خاموش ہو جاؤ کہنے لگا میں اگر خاموش ہو گیا تو میری پیروی کون کرے گا۔ قاضی کہنے لگا تو اچھا بولتے رہو۔ خدا کی قسم تمہاری زبان سے کلمہ خیر نکلے گا ہی نہیں۔ ایاس نے کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ۔ جب اس واقعہ کی اطلاع خلیفہ کو ہوئی تو قاضی کو معزول کر کے اس کی جگہ ایاس کو قاضی بنا دیا۔

مدائنی نے حکایت لکھی ہے کہ ابن زیاد کچھ سواروں کے ساتھ جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک شخص ملا اس کے ساتھ ایک لونڈی بھی تھی جو حسن و جمال میں بے نظیر و بے مثال تھی۔ انہوں نے اسے پکارا اور کہا کہ لونڈی کو چھوڑ دو۔ اس شخص کے پاس تیر کمان تھے۔ اس نے ایک آدمی کو تیر کا نشانہ بنایا۔ انہوں نے اس کی طرف پیش قدمی کی وہ دوسرا تیر چلانا چاہتا تھا کہ کمان کی تانت ٹوٹ گئی۔

یہ سب ایک دم ٹوٹ پڑے اور لونڈی کو پکڑ لیا مگر وہ شخص بھاگ نکلا اور یہ لوگ اس کو چھوڑ کر لونڈی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ایک شخص نے لونڈی کے کان کی طرف ہاتھ بڑھایا جس میں بالی پڑی ہوئی تھی اور اس میں بہت ہی قیمتی موتی پڑا ہوا تھا وہ کہنے لگی اس موتی کی کیا حقیقت اگر تم وہ موتی دیکھ لو جو اس شخص کی ٹوپی میں چھپا ہوا ہے تو یہ موتی تمہیں حقیر معلوم ہو یہ سن کر انہوں نے لونڈی کو تو چھوڑا اور اس شخص کے درپے ہو گئے اور اس سے کہا کہ تمہاری ٹوپی میں جو کچھ ہے وہ دیدو اور ٹوپی میں دراصل کمان کیلئے ایک اور تانت تیار کر کے اس نے رکھی ہوئی تھی۔ جو دہشت کی وجہ سے وہ بھول گیا۔ جب اس طرح اسے وہ یاد آئی تو اس نے اسے کمان پر چڑھایا اور ان کے مقابلہ میں آیا تو یہ لوگ لونڈی کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

الدرس الرابع والستون فی بعض عوائد الجاهلية

البحيرة ناقة كانت اذا نتجت خمسة ابطن وكان الاخير ذكرا نحروا اى شقوا اذنها وامتنعوا من ذكاتها ولاتمنع من ماء ولا مرعى وكان الرجل اذا اعتق عبد اوقال هو سائبة فلا عقد بينهما ولا ميراث واما الوصيلة ففى الغنم كانت الشاة اذا ولدت انثى فهى لهم واذا ولدت ذكر اجعلوه لالهتهم فان ولدت ذكر او انثى قالوا وصلت اخاها فلا يذبح الذكر لآلهتهم واما الحام فالذكر من الابل كانت العرب اذا نتج من صلب الفحل عشرة ابطن قالوا حمى ظهره فلايحمل عليه ولا يمنع من ماء ولا مرعى الازلام سهام كانت لهم مكتوب على بعضها امرنى ربى وعلى بعضها نها نى ربى فاذا اراد الرجل سفرا او امر اليهم به ضرب بتلك القداح فاذ اخرج الامر مضى لحاجته واذا خرج النهى لم يمض كانت النصرانية فی ربيعة وغسان وبعض قضاعة وكانت اليهوديه فی نمير وبنى كنانة وبنى الحارث بن كعب وكندة وكانت المجوسية فی بنى تميم منهم زرارة بن عدى وابنه على وكان تزوج ابنته ثم ندم ومنهم الاقرع بن حابس كان مجوسيا وكانت الزندقة فی قريش اخذوها من الجزيرة وكانت بنو حنيفة اتخذوا فی الجاهلية صنما من حيس فعبدوه دهرا طويلا ثم ادركتهم مجاعة فاكلوه وقد قيل ان اول من غير الحنيفة عمرو بن لحى اشترى صنماً يقال له هبل من العماليق فی رحلة الى الشام وكانت لقريش وبنى كنانة العزى وكان حجابها بنى شيبة وكان اللات لثقيف وكان حجابها بنى مغيث من ثقيف وكانت مناة للاوس

والخزرج وكانوا فى الجاهلية اذارزق احدهم الشى وادها وكانوا اذا خرج احدهم الى سفر عمدالى شجرة من الرتم فيعقد غصنا منها فاذا عادمن سفره ووجده قدا نحل قال قد خانتنى امراتى وان وجده على حالته قال لم تخننى الرتيمة ناقة كانوا اذا مات واحد منهم عقلوا عند قبره وسدوا عينها حتى تموت يزعمون انه اذا بعث من قبره ركبها التعمية والتفقئة كان الرجل اذا بلغت ابله الفاقلع عين الفحل يقولون ان ذلک يدفع عنها العين فاذا زادت على الالف فقا عينه الاخرى العرداء يصيب الابل شبه الجرب كانوا يلوون السليمة ويزعمون ان ذلک يبرى داء العر. ضرب الثور عن البقر كانت البقر اذا امتنعت عن الشرب ضربوا للثور يزعمون ان الجن يركبون الثيران فيصد ون البقر عن الشرب الهامة كانوا يزعمون ان الانسان اذا قتل ولم يوخذ بثاره يخرج من راسه طائر يسمى الهامة وهو كالبومة فلا يزال يصيح على قبره اسقونى حتى يوخذ بثاره الصفر زعموا ان الانسان اذا جاع عض على شرسوفه الصفر وهى حية تكون فى البطن تثنية الضربة زعموا ان الحية تموت فى اوّل ضربة فاذا ثنيت عاشت واما بكاء المقتول فكانت النساء لايبكين المقتول حتى يوخذ بثاره فاذا اخذبثاره وكان من غرائبهم رمى السن وخضاب النحر ونصب الرايه وجز النواصى والالتفات وتعليق كعب الارنب ونهيق الحمير للوباء ونكاح المقت' والسحر والكهانة والنجوم وقيافة البشر بالاستدلال بصفات اعضاء الانسان وتختص ببنى مدلج وقيافة الاثربا لاستدلال بالاقدام والحوافر والخفاف ومنهم من كان يخط الرمل فى الارض

فيخبر عن الاتى وكانت فيهم الزجر والعيافة والطيرة والفال وكان مما يتطيرون به العطاس والغراب والاهل الى غير ذلك من الغرائب وقد ابطلها رسول الله صلى الله عليه وسلم وكشف عن وجه الحقائق فلله الحمد على ان نجانا من هده الخرافات ببركة هذا الرسول الامين ختم الله تعالیٰ لنا على اتباعه وحشرنا عليه آمين

سبق نمبر۶۴ ..... جہالیت عرب کے واقعات

بحیرہ: وہ اونٹنی کہلاتی تھی کہ جو پانچ بچے جن چکتی اور آخری بچہ نر ہوتا تو اس کا کان چیر کر چھوڑ دیتے اس کا ذبح کرنا ممنوع ہوتا اور اسے کہیں بھی چرنے اور پانی پینے سے روکا نہ جاتا۔ اگر کوئی شخص غلام کو آزاد کرتے وقت یہ کہہ دیتا کہ یہ سائبہ ہے تو پھر ان میں باہم نہ عقد ہوتا نہ میراث جاری ہوتی۔

الوصیلۃ: بکریوں میں ہوتا ہے اگر بکری مادہ بچہ جنتی تو مالک اپنے لئے رکھ لیتا اور نر کو اپنے معبود پر قربان کر دیتا اور اگر نر و مادہ ایک ساتھ جنتی تو کہتے یہ اپنے بھائی سے ملی ہوئی ہے۔ اس لئے اس کو معبودوں پر قربان نہ کرتے۔ حام۔ نر اونٹ میں ہوتا ہے۔ عربوں کا قاعدہ تھا کہ جب کسی اونٹ کے نطفہ سے دس بچے پیدا ہو چکے ہوتے تو کہتے اب اس کی پیٹھ کمزور ہو گئی۔۔ اس لئے نہ اس سے بار برداری کا کام لیتے اور نہ اسے کہیں چرنے اور پانی پینے سے منع کرتے۔ الازلام۔ وہ تیر ہوتے تھے جن میں سے بعض پر میرے رب نے مجھے حکم کیا اور بعض ''پر میرے رب نے مجھے روک دیا'' لکھا ہوا ہوتا تھا جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتا یا اسے کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو ان تیروں سے فال نکالتا اگر حکم والا تیر نکل آتا تو وہ کام کرتا اور اگر ممانعت والا نکلتا تو وہ کام نہ کرتا۔

نصرانیت قبیلہ ربیعہ وغسان میں قضاء کے بعض لوگوں میں تھی اور یہودیت نمیر بنی کنانہ بنی حارث بن کعب وکندہ میں! اور مجوسیت بنی تمیم میں زرارہ بن عدی اور اس

کا بیٹا علی انہی میں سے تھے جس نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا اور بعد میں نادم ہوا اور بنی تمیم ہی میں سے اقرع بن حابس بھی تھا جو مجوسی تھا اور قریش میں زندقہ تھا جو جزیرہ سے ان میں آیا۔ بنو حنیفہ نے جاہلیت میں حیس کا بت بنایا تھا جس کی زمانہ دراز تک وہ پوجا کرتے رہے اور جب انہیں بھوک نے تنگ کیا تو اس کو کھا گئے کہا جاتا ہے کہ حنیفیت کو سب سے پہلے عمرو بن لحی نے بگاڑا۔ شام کے سفر میں عمالقہ سے اہبل نامی ایک بت خرید کر لایا جو قریش و بنی کنانہ کا بت تھا اور عزی کے نگہبان بنی شیبہ تھے۔ لات بنی ثقیف کا بت تھا۔ اس کے نگراں قبیلہ ثقیف کی شاخ بنی مغیث تھے۔ منات اوس اور خزرج کا بت تھا۔ جاہلیت کی یہ رسم بھی تھی کہ اگر کسی کے لڑکی پیدا ہوتی تو زندہ گاڑ دیتے۔ ان میں سے جب کوئی سفر پر جاتا تو رتم نامی درخت کے پاس آتا اور اس کی شاخ میں گرہ لگا دیا واپسی پر اگر گرہ کھلی ملتی تو کہتا میری عورت نے مجھ سے خیانت کی اور اگر وہ اسی حالت میں ہوتی تو کہتا میری عورت نے مجھ سے خیانت نہیں کی۔ رتیمہ وہ اونٹنی ہوتی تھی کہ جب کوئی ان میں سے مر جاتا تو اس کی قبر کے پاس ایک اونٹنی باندھ دیتے جس کی دونوں آنکھیں بندھی ہوتی تھیں وہ وہاں بندھی بندھی ہی مر جاتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ مردہ جب قبر سے اٹھے گا تو اس پر سواری کرے گا۔

تعمیہ اور تفقہ یہ تھا کہ جب کسی آدمی کے اونٹوں کی تعداد ایک ہزار ہو جاتی تو نر اونٹ کی ایک آنکھ نکال لیتے اور کہتے اس عمل سے نظر دور ہو جاتی ہے اور جب ہزار سے تعداد زیادہ ہو جاتی تو اس کی دوسری آنکھ بھی پھوڑ دیتے۔ عر۔ ایک بیماری تھی جو اونٹوں کو ہو جاتی تھی جرب کی طرح کی اس وقت اچھے اونٹوں کو داغ دیتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ عر کی بیماری سے یہ محفوظ رہیں گے۔ ضرب الثور عن البقر جب گائے کا دانا پانی چھوٹ جاتا ہے تو بیل کی پٹائی کرتے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جن بیلوں پر سوار ہو جاتے ہیں اور گایوں کو پانی سے روک دیتے ہیں۔ ہامة۔ ان کا گمان تھا

کہ انسان اگر قتل کر دیا جائے اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کے سر سے الو کی طرح ایک پرندہ نکلتا ہے جسے ہامۃ کہتے ہیں اور جب تک مقتول کا بدلہ نہ لے لیا جائے۔ اس کی قبر پر پکارتا رہتا ہے۔ اسقونی اسقونی صفر خیال کرتے تھے کہ جب انسان بھوکا ہوتا ہے تو اس کی پسلیوں کے سروں کو صفر کاٹتا ہے جو ایک سانپ ہے اور پیٹ میں ہوتا ہے تثنیۃ الضربہ (دو چوٹ مارنا) ان کا خیال تھا کہ سانپ ایک چوٹ میں مر جاتا ہے اور جب دوسری چوٹ پڑتی ہے تو زندہ ہو جاتا ہے۔ مقتول پر رونے کا معاملہ یہ ہوتا تھا کہ کوئی عورت مقتول پر اس وقت تک نہیں روتی تھی جب تک اس کا بدلہ نہ لے لیا جاتا۔ جب بدلہ لے لیا جاتا تو پھر وہ روتیں اور ان کی عجیب وغریب باتوں میں سے یہ باتیں خاص تھیں۔ رمی السن (زخم سے مامون ہونے کیلئے) اور سبقت لے جانے اور آگے بڑھ جانے کی علامت کے طور پر سینہ پر خضاب لگانا اور نصب الرایہ یعنی علامت کیلئے جھنڈے گاڑ دینا اور احسان ومن کی علامت کے طور پر جز النواصی یعنی پیشانی کے بال کاٹنا اور (بزعم عدم تمام سفر) التفات کرنا اور جادو اور جن کے دفعیہ کے طور پر خرگوش کا ٹخنہ گھر میں لٹکانا اور گدھے کی آواز سے وباء کا شگون لینا اور نکاح المقت یعنی اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کرنا اسی طرح جادو کہانت' نجوم' اعضائے انسانی کے اوصاف سے استدلال کر کے آدمی کی پہچان یہ بات بنی مدلج کے ساتھ خاص تھی۔ قدم کھر اور جوتے کے نشان سے کھوج نکالنا اور ان میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جو زمین پر خطوط لگا کر مستقبل کی خبریں بتایا کرتے تھے اور ان میں یہ رسم جاہلیت بھی تھی کہ پرندوں کو دھتکار کر یا پرندے اُڑا کر شگون لیتے تھے اور ان میں بدشگونی اور فال لینے کا بھی رواج تھا اور جن چیزوں کے ذریعہ سے شگون لیتے تھے چھینک کوے اور اونٹ وغیرہ عجائب بھی شامل تھے اور تحقیق باطل کر دیا۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حقائق پر سے پردہ خفاء کو کھولا پس حمد وثنا لائق ہے۔ خدا ہی کو بنا بر آنکہ اس نے نجات دی۔ ہم کو

ان خرافات سے اپنے رسول امین کے طفیل سے حق تعالیٰ ہمارا خاتمہ آپ کے اتباع کے ساتھ فرمائے اور ہمارا حشر اسی پر ہو۔ آمین۔

الدرس الخامس والستون فی اسماء الشجعان فی الاسلام

الطبقة الاولی. الذین ادرکوا الجاهلیة والاسلام حمزه بن عبدالمطلب رضی الله تعالیٰ عنه امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه خالد بن الولید سیف الله رضی الله تعالیٰ عنه الزبیر بن العوام رضی الله تعالیٰ عنه عمرو بن معد یکرب رضی الله تعالیٰ عنه طلحه الاسدی رضی الله تعالیٰ عنه المقداد بن الاسود سعد بن ابی وقاص رضی الله تعالیٰ عنه ابو دجانة الانصاری رضی الله تعالیٰ عنه المثنی بن حارثة الشیبانی رضی الله تعالیٰ عنه ابو عبید بن مسعود الثقفی رضی الله عنه عمار بن یاسر رضی الله عنه هاشم بن عتبه رضی الله تعالیٰ مالک بن الحارث النخعی الاشتر رضی الله تعالیٰ عنه القعقاع بن عمرو رضی الله تعالیٰ عنه الطبقة الثانیة عبدالله بن الزبیر رضی الله تعالیٰ عنه عمیر بن الحباب السلمی سلمة بن عبدالملک بن مروان المعتصم الخلیفة العباسی ابراهیم بن الاشتر النخعی عبدالله الحر المهلب بن ابی صفرة.

الطبقة الثالثة: معن بن زائدة عمرو بن حنیف القاسم بن عیسیٰ بکر بن النطاح .

سبق نمبر ٦٥ .....دلاوران اسلام کے ناموں کے بیان میں

طبقہ اوّل:۔ وہ حضرات جنہوں نے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں کو پایا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ حضرت طلحۃ الاسدی رضی اللہ عنہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت ابودجانہ الانصاری رضی اللہ عنہ حضرت مثنی بن حارثۃ الشیبانی رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبید بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ حضرت مالک بن الحارث النخعی الاشتری رضی اللہ عنہ حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ۔

طبقہ دوم حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن حازم رضی اللہ عنہ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عمیر بن الحباب السلمی سلمۃ بن عبدالملک بن مروان المعتصم خلیفہ عباسی ابراہیم بن اشترنخعی عبداللہ بن الحر المھلب بن ابی صفرۃ۔

طبقہ سوم۔ معن بن زائدہ عمرو بن حنیف قاسم بن عیسیٰ بکر بن نطاح۔

الدرس السادس والستون فی ذکر الاجواد

منهم علی وطلحه بن عثمان و عائشه رضی الله عنها و طلحه بن عبیدالله و معاویه وعدی بن حاتم وعبدالله بن ابی بکر وقیس بن سعد بن عبادة وعبدالله بن جعفر والحسان وعبدالله بن عباس و معن بن زائدة ویزید بن المهلب وال الملهب فی الدولة المروانیة والبرامکة فی الدولة العباسیة وعبدالله بن عتبة بن مسعود وابن مالک القشیری وابو البختری والحجاج والمستعین الخلیفة والمامون الرشید وابن معمر وفی الجاهلیة حاتم وهرم بن سنان وخالد بن عبیدالله وکعب بن امامة الایادی.

سبق نمبر ۶۶ ..... سخی لوگوں کے بیان میں

ان میں سے حضرت علی طلحہ بن عثمان حضرت عائشہ طلحہ بن عبیداللہ حضرت معاویہ

عدی بن حاتم عبداللہ بن ابی بکر قیس بن سعد بن عبادہ عبداللہ بن جعفر حضرت سلمان
عبداللہ بن عباس معن بن زائدة یزید بن مہلب آل مہلب حکومت مروانیہ کے عہد
میں برامکہ حکومت عباسیہ کے زمانہ میں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ابن مالک قشیری
ابوالبختری حجاج خلیفہ مستعین مامون رشید اور ابن معمر ہیں اور زمانہ جاہلیت کے حاتم
ہرم بن سنان خالد بن عبیداللہ اور کعب بن امامۃ الایادی ہیں۔

الدرس السابع والستون فی اخبار المعمرين

قال ابن الجوزی ان آدم عليه السلام عاش الف سنة وعاش ابنه شيث عم تسعمائة سنة وعاش ابنه مهلائيل ثمانمائة وخمسا وتسعين سنة وعاش ابنه ادريس ثلثمائة سنة وخمسا وتسعين سنة وعاش ابنه تسعمائة واثنتين وستين سنة وعاش ابنه متوشلح تسعمائة وستين سنة واما ابنه نوح عليه السلام فروى عن عبدالله بن عباس رضى الله عنه انه قال عاش نوح عليه السلام الفاو اربعمائة وخمسين عاما واما الخضر عليه السلام فهو اطول بنى آدم عمرا وذكر ان لقمان عليه السلام عاش ثلاثة آلاف وخمسمائة سنة وعاش اكثم بن صيفى ثلثمائة وستين سنة وادرک الاسلام وعاش سطيح الكامن سبعمائة سنة وعاش قيس بن ساعدة حكيم العرب سبعمائة سنة وعاش لبيد الشاعر مائة وعشرين سنة وادرک الاسلام. وعاش دريد بن الصمة مائة وسبعين سنة حتى سقط حاجباه على عينيه وادرک الاسلام ولم يسلم ومن المعمر بن عدى بن حاتم وزهير بن جنادة وذوالاصابع العذرى حكيم العرب عاشوا مائتين وعشرين سنة وسلمان الفارسى وعبدالمسيح قلت وقد رايت رجلا قويا سمينا اسود الشعر فى الكانفور يزعمون انه

تجاوز المائة بل وخمسين وسمعت رجلافي كافرستان قدراى النبي صلى الله عليه وسلم وجرحه على والله اعلم.

سبق نمبر ٦٧..... زیادہ عمر پانے والے لوگوں کے اخبار کے بیان میں

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہزار سال عمر پائی اوران کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام نوسو سال تک زندہ رہے اوران کے بیٹے مہلائیل نے آٹھ سو پچانوے سال عمر پائی اوران کے بیٹے ادریس علیہ السلام تین سو پچانوے سال تک زندہ رہے اوران کے بیٹے نوسو باسٹھ سال تک زندہ رہے اوران کے بیٹے متوشلح نے نوسو سال تک اوران کے بیٹے نوح علیہ السلام کے متعلق حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت نوح علیہ السلام نے ایک ہزار چار سو پچاس سال عمر پائی۔ لیکن خضر علیہ السلام وہ توسب سے زیادہ طویل العمر شخص ہیں۔ اولاد آدم علیہ السلام کے اور بیان کیا گیا ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے ساڑھے تین ہزار سال عمر پائی اوراکثم بن صیفی تین سوساٹھ سال تک زندہ رہے ہیں اورانہوں نے اسلام کا زمانہ بھی پایا ہے اور سطیح کاھن سات سو سال تک زندہ رہا اورلبید شاعر معروف عرب نے ایک سوبیس سال عمر پائی اوراس نے اسلام کا زمانہ پایا اوردرید بن صمہ نے ایک سوستر سال زندگی پائی۔ یہاں تک کہ اس کے ابرو کے بال اس کی آنکھوں پر گر گئے تھے اوراسلام کا زمانہ بھی پایا لیکن اسلام نہیں لایا اور زیادہ عمر والے لوگوں میں سے عدی بن حاتم زہیر بن جنادۃ ذوالا صابع العذری حکیم عرب ہیں۔ جنہوں نے دوسوبیس سال عمر پائی ہے اوراسی طرح حضرت سلمان فارسی اورعبدالمسیح بھی بہت زمانہ تک زندہ رہے میں کہتا ہوں کہ میں نے ایک بہت طاقت ورموٹے شخص کوشہر کانپور میں دیکھا جن کے بال سیاہ تھے اورلوگ اس کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ اس کی عمر سو سال بلکہ ڈیڑھ سو سال سے بھی متجاوز ہے اور میں نے

کافرستان میں ایک شخص کے بارے میں سنا کہ اس نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے زخمی کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

الدرس الثامن والستون في صناعات الاخيار

كان صلى الله عليه وسلم يخيط ثوبه ويخصف نعله ويحلب شاته ويعلف ناضحه وقال سعيد بن المسيب كان لقمان الحكيم خياطا وكان داؤد عليه السلام يصنع دروع الحديد وفي صحيح مسلم مرفوعا كان زكرياء نجار افاياك والاستنكاف عن الحرفة الحلال فتقع في الوبال والنكال

سبق نمبر ۶۸..... بزرگوں کے کاموں کے بیان میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑے خود سی لیتے تھے اور اپنے جوتے میں خود تسمہ لگا لیتے تھے اور بکری کا خود دودھ دوہ لیتے تھے اور اپنی اونٹنی کو خود گھاس کھلایا کرتے تھے حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام درزی کا کام کرتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام آہنی زرہیں بنایا کرتے تھے اور صحیح مسلم میں یہ روایت مرفوعاً آئی ہے کہ حضرت زکریا بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ پس تو بچا اپنے کو حرفت اور کسب حلال کے اعراض سے جس سے تو گر جائے وبال اور عذاب میں۔

الدرس التاسع والستون في من مات بالعشق

الحكايات في ذلك كثيرة ونقتصر على واحد منها حكى الاصمعي قال بينما انا اسير في البادية اذا مررت بحجر مكتوب عليه هذا البيت

ايا معشر العشاق بالله خبروا اذا حل عشق بالفتى كيف يصنع

فكتبت تحته شعر:

یداری هواه لم یکتم سره ویخشع فی کل الامور ویخضع

ثم عدت فی الیوم الثانی فوجدت مکتوبا تحته شعر:

وکیف یداری والھوی قاتل الفتی وفی کل یوم قلبه یتقطع

فکتبت تحته:

اذا لم یجد صبر الکتمان سره فلیس له شیء سوی الموت انفع

ثم عدت فی الیوم الثالث فوجدت شابا ملقی تحت ذلک الحجر میتا فقلت لاحول ولاقوۃ الا بالله وقد کتب قبل موته شعر:

سمعنا اطعنا ثم متنا فبلغوا سلامی علی من کان للوصل یمنع

سبق نمبر ٦٩ ...لوگوں کے بیان میں جو عشق کے ساتھ فوت ہوئے ہیں

اس بارے میں بہت سی حکایات ہیں لیکن ہم ان میں سے صرف ایک حکایت پر اکتفا کرتے ہیں۔ اصمعی کا بیان ہے کہ میں ایک بار جنگل میں جا رہا تھا کہ اسی دوران ایک پتھر پر میرا گزر ہوا اس پر یہ شعر لکھا تھا۔

ترجمہ:۔اے عاشقوں کی جماعت! خدا کیلئے ذرا خبر دو کہ جب جوان کو عشق لگ جائے تو پھر وہ کیا کرے! اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بیت کے نیچے شعر لکھ دیا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ترجمہ۔ وہ مدارات کرے اپنی محبت کے ساتھ اور اپنا راز چھپائے اور ڈرتا رہے اپنے تمام معاملات میں اور عاجزی اختیار کرے پھر جب میں دوسرے دن واپس لوٹ کر آیا تو میں نے اس کے نیچے ایک شعر لکھا ہوا پایا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ:۔اور وہ کس طرح مدارات کرے جبکہ محبت جوان کو قتل کرنے والی ہے اور دل کی حالت یہ ہے کہ وہ شب و روز پارہ پارہ ہو رہا ہے۔ اصمعی فرماتے ہیں کہ میں نے پھر اس کے نیچے بیت لکھی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ:۔اور جب اس شخص سے اپنے راز چھپانے پر صبر نہ ہو سکے تو پھر اس کیلئے

ت سے زیادہ نافع اور مفید چیز کیا ہو سکتی ہے۔ اتفاق سے جب میں تیسرے دن ا نا
ر ایک نوجوان کو پتھر مذکور کے نیچے مردہ پڑا ہوا دیکھا میں نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ
پڑھی اور اس مرنے والے نوجوان نے اپنے مرنے سے پہلے ایک شعر لکھا تھا جس کا
ترجمہ یہ ہے ترجمہ ہم نے سن کر اطاعت کر لی پھر ہم مر گئے بس تم پہنچا دو میرا اسلام اس
شخص کو جو عاشق کو اپنے محبوب کے وصال کیلئے رکاوٹ بنا ہوا ہے۔

الدرس السبعون فی ذکر بعض اهل الحلم

کان قیس بن عاصم احلم زمانه وقد اتوه مرة باخ له قد قتل ابنه فجأوا به مکفوفا فقال ذعرتم اخی اطلقوه واحملوا الی ام ولدی دیته فانها لیست من قومنا ثم انشاء یقول شعر:

اقول للنفس تصبیرا وتعزیة احدی یدی اصابتنی ولم ترد
کلاهما خلف عن فقد صاحبه هذا اخی حین ادعوه وذاولدی

وکان معاویة رضی الله تعالیٰ عنه یعرف بالحلم قال له رجل ماشبه استک باست امک فقال ذاک الذی اعجب اباسفیان منها وحکی عن جعفر الصادق رضی الله تعالیٰ عنه ان غلاماله وقف بصب الماء علی یدیه فوقع الابریق من ید الغلام فی الطست فطار الرشاش فی وجهه فنظر جعفر الیه نظر مغضب فقال یا مولای والکاظمین الغیظ قال قد کظمت غیظی قال والعافین عن الناس قال قد عفوت عنک قال والله یحب المحسنین قال اذهب فانت حرلو جه الله تعالیٰ

سبق نمبر ۷۰..... بعض حلم والوں کے بیان میں

قیس بن عاصم اپنے زمانہ کے بہت ہی حلیم ترین شخص تھے ایک دفعہ اس کے پاس ان کے بھائی کو لایا گیا جس نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا اور اس کے سامنے ایسی حالت

میں لایا گیا کہ رسی سے بندھا ہوا تھا۔ قیس بن عاصم نے اسے دیکھ کر لوگوں سے کہا کہ تم نے میرے بھائی کو خوفزدہ کر دیا ہے اسے چھوڑ دو اور میرے بیٹے کی ماں کے پاس اس کی دیت لے جاؤ کیونکہ وہ ہماری قوم کی نہیں ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

ترجمہ۔ میں اپنے نفس سے صبر اور تسلی دینے کیلئے کہتا ہوں کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سے ایک نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ حالانکہ اس نے ارادۃً نہیں کیا۔ دونوں جانشین تھے ایک دوسرے کے عدم موجودگی کے وقت یہ میرا بھائی ہے اور وہ میرا لڑکا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حلم اور بردباری میں مشہور تھے۔ ایک شخص نے ان سے کہا کہ تیرا سرین کس قدر مشابہ ہے۔ تیری ماں کے سرین کے آپ نے نہایت بردباری اور ظرافت سے اس کے جواب میں فرمایا کہ ان کی اسی چیز نے تو ابوسفیان کو بھی تعجب میں ڈالا۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے حکایت ہے کہ ایک روز ان کا ایک غلام کھڑا ہوا۔ آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا تھا کہ اچانک غلام کے ہاتھوں سے لوٹا چھوٹ کر طشت میں گر گیا جس کی وجہ سے بہت سی چھینٹیں اڑ کر آپ کے چہرہ مبارک پر آلگیں۔ آپ نے بہت غصے سے غلام کو دیکھا جس پر غلام نے فوراً کلام پاک کی یہ آیت پڑھی اور یوں مخاطب ہوا "والکاظمین الغیظ" یعنی غصہ کو پی جانے والے آپ نے جواب میں فرمایا "قد کظمت غیظی" یعنی میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ پھر غلام نے یہ کہا "والعافین عن الناس" یعنی لوگوں سے عفو و درگزر کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا "قد عفوت عنک" یعنی میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اس نے یہ کہا "واللہ یحب المحسنین" یعنی اللہ تعالیٰ نیکوکاروں اور درگزر کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں آپ نے غلام سے فرمایا جاؤ تم خدا کی راہ میں آزاد ہو۔

الدرس الحادی والسبعون فی آداب الدعاء

وھی تجنب الحرام فی الماکل والمشرب والملبس والمکسب

والاخلاص لله تعالیٰ وتقديم عمل صالح وذكره عند الشدة والتنظف
والتطهر والوضوء واستقبال القبلة والصلوة والجثو على الركب
والثناء على الله تعالیٰ اولا واخرا والصلوة على النبی صلی الله عليه
وسلم كذلك وبسط اليدين ورفعهما وان يكون رفعهما حذ
والمنكبين وكشفهما والتادب والخشوع والتمسكن مع الخضوع
وان لايرفع بصره الى السماء وان يسال الله تعالیٰ باسمائه الحسنى
وصفاته العلى وان يجتنب تكلف السجع والانغام وان يتوسل
بالانبياء والصلحاء والاعتراف بالذنب واختيار الادعية الماثورة
وتخير الجوامع من الدعاء وان يبدا بنفسه وان يدعوا لوالديه واخوانه
المؤمنين وان لايخص نفسه بالدعاء ان كان اماما وان يسال بعزم وان
يدعوا برغبة وان لايخرجه بجدوا جتهاد وان يحضر قلبه ويحسن
رجاء ه وان يكرر الدعاء واقله التثليث وان يلح فيه وان لا يدعوا باثم
ولا قطعية رحم وان لا يدعوا بامر قد فرغ منه وان لايعتدى فی الدعاء
بان يدعوا بمستحيل اوما فی معناه وان لايتحجر وان يسال حاجاته
كله وتامين الداعی والمستمع ومسح وجهه بيده بعد فراغه وان
لايستعجل بان يستبطی الاجابة ويقول دعوت فلم تسجب لی

سبق نمبر ۱۷.... آداب دعاء کے بیان میں

آداب دعاء یہ ہیں۔ کھانے پینے اور کمانے اور لباس میں حرام سے بچنا اخلاص قلب کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہونا دعا سے پہلے کوئی عمل صالح کرنا اور سختی کے وقت عمل صالح کو یاد کر کے دعا کرنا پاک وصاف ہونا باوضو ہونا قبلہ رو ہو کر دعا کرنا دعا سے پہلے نماز پڑھنا۔ گھٹنہ کے بل بیٹھنا دعا کے اوّل وآخر میں اللہ کی حمد وثنا بیان کرنا اور نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا دونوں ہاتھوں کو پھیلانا اور ان کو اٹھانا یہ اٹھانا مونڈھوں کے مقابل تک ہونا چاہئے۔ اس طرح سے کہ ہاتھ کھلے رہیں اور ادب و عاجزی کے ساتھ محتاج بن کر دعا کرے آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی نہ ہوں اور اللہ سے اس کے اسماء حسنی اور صفات علیا کا واسطہ دیکر دعا مانگے۔ سجع اور قافیہ بندی سے بچے انبیاء، صلحاء کا وسیلہ دے کر اپنے گناہوں کا اقرار کر کے دعا کرے اور حتی الامکان ادعیہ ماثورہ میں جو جامع ہوں ان کو اختیار کرے اپنی ذات سے شروع کر کے اپنے والدین اور ایمانی بھائیوں کیلئے دعا کرے اور اگر امام ہے تو دعا میں اپنی تخصیص نہ کرے۔

بلکہ عام صیغے استعمال کر کے عزم و پختگی اور شوق و رغبت کے ساتھ درخواست کرے اور الفاظ زبردستی نکالنے کی کوشش کرے اگر چہ وہ یاد ہی ہوں اور خدا سے اچھی امید رکھتے ہوئے مسلسل یا کم از کم تین بار انتہائی الحاح وزاری کے ساتھ دعا کرے لیکن کسی گناہ یا قطع رحمی یا اس کے ہم معنی دعا نہ کرے اور دعا کی حدود میں رہ کر محال یا اس کے ہم معنی چیز کے متعلق دعا نہ کرے۔ دعا میں تحجیر نہ کرے اور اپنی تمام ضرورتوں کو پیش کر دے اور سامع و داعی دونوں آمین کہیں اور فراغت کے بعد ہاتھوں کو چہروں پر ملیں اور اجابت دعاء میں جلد بازی نہ کرے۔ مثلاً اس طرح کہے کہ دعائیں میں نے بہت کی ہیں لیکن قبول نہیں ہوئیں یا قبولیت میں دیر ہوئی۔

الدرس الثانی والسبعون فی آداب الذکر والقرآن

قال العلماء ينبغی ان يكون موضع الذكر نظيفا خاليا وان يكون فمه نظيفا وان كان فيه تغير ازاله بالسواک وان كان جالسا استقبل القبلة متخشعا متذ للابسكينة ووقار وحضور قلب يتدبر مايذكر ويتعقل معناه وان كان له ورد فی وقت ففاته يتداركه اذا امكنه واما آداب القرآن فآداب مطلق الذكر مع زيادة منها الترتيل والبكاء

وتحسين الصوت والمحافظة عليه والدعاء عقيب الختم والاخلاص وان يتادب مع القرآن ويستحضر في ذهنه انه يناجي ربه سبحانه فيقرأ على حالة من يرى الله فان لم يكن يراه فان الله يراه

سبق نمبر۷۲.... آداب ذکر وتلاوت قرآن کے بیان میں

علماء نے فرمایا ہے کہ ذکر کی جگہ پاکیزہ اور شور وشغف سے خالی ہونی چاہئے اور پڑھنے والے کا منہ بھی نظیف ہو اور اگر کچھ بدبو ہو تو مسواک کر کے اسے زائل کر دے اور بیٹھتے وقت قبلہ رو ہو کر خشوع تذلل سکون اور وقار اور حضور قلب کے ساتھ دعا کرے اور جو کچھ پڑھ رہا ہے۔ اس میں غور وفکر کر کے اس کے معانی سمجھنے کی کوشش کرے اور اس کا کوئی مقررہ وظیفہ ہو اور وہ کسی وجہ سے چھوٹ گیا ہو تو جب بھی فرصت ملے اس کا تدارک کرے۔ آداب قرآن سو وہ وہی ذکر کے آداب ہیں کچھ زیادہ چیزوں کے ساتھ ان میں ترتیل رونا تحسین صوت اس پر مداومت ختم کے بعد دعا اخلاص اور یہ کہ اپنے ذہن میں قرآن کی تلاوت کرتے وقت یہ بات مستحضر رکھے کہ خدا سے مناجات کر رہا ہوں اور ایسے شخص کے حال میں پڑھے جو گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہو کیونکہ اگر وہ خدا کو نہیں دیکھ رہا ہے لیکن خدا تو اسے دیکھ رہا ہے۔

الدرس الثالث والسبعون في آداب المسجد

منها ان يقول عند دخوله اللهم افتح لي ابواب رحمتك ومنها ان يضع قدمه اليمنى فيه اولا ومنها ان يصلي فيه ركعتين ومنها ان لايحدث فيه ولايبصق ولايتمخط ولايتكلم بكلام الدنيا الايسيرا ضروريا ومنها ان لاينام فيه بلا ضرورة ومنها ان لايقاد فيه وان لاينشد فيه ضالة وان لايباع فيه وان لايتناشد فيه الاشعار الفضول وان يجنب الصبيان والمجانين والشراب. ومنها ان يزيل الرائحة

الکریھة اذا دخل فیه ومنھا ان یقم ویطیب وینظف ویجمر ویعطر ومنھا ان لایرفع فیه الاصوات ومنھا ان لایزخرف کزخرفت الیھود والنصاری ومنھا ان یعمر ظاھر اوباطنا ومنھا ان یخرج قدمه الیسری منه اولا ویقول اللھم انی اسالک من فضلک

سبق نمبر۷۳.....آداب مسجد کے بیان میں

مسجد کے آداب یہ ہیں کہ داخل ہوتے ہوئے اپنا دایاں پیر مسجد میں داخل کر کے یہ دعا پڑھے۔ "اللھم افتح لی ابواب رحمتک" اور پھر داخل ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر بیٹھ جائے اور مسجد میں بات کرنے تھوکنے ناک صاف کرنے اور دنیوی باتیں کرنے سے بدوں ضرورت پرہیز کرے اور مسجد میں بلاضرورت سونا نہ چاہئے نہ اس میں قصاص وغیرہ لیا جائے نہ گم شدہ چیزوں کو تلاش کیا جائے اور نہ اس میں خرید وفروخت کا معاملہ کیا جائے اور مسجد میں فضول اشعار پڑھنا بھی منع ہے مساجد کو بچوں پاگلوں اور شراب ونشہ آور چیزوں سے دور رکھا جائے اور مسجد میں داخل ہونے سے قبل بدبو کو زائل کر کے اور صاف وپاک رکھا جائے اور عطر یا دھونی میسر ہو تو استعمال کیا جائے اور مسجد میں آوازیں بلند نہ کی جائیں اور مساجد کی حد سے زیادہ تزئین وآرائش نہ کی جائے جس طرح یہود ونصاریٰ اپنی عبادت گاہوں میں کرتے ہیں اور ان کو ظاہر وباطن میں آباد رکھا جائے اور جب ارادہ کرے نکلنے کا تو پہلے بایاں پاؤں نکال کر یہ دعاء پڑھے۔اللھم انی اسئلک من فضلک واللہ اعلم

الدرس الرابع والسبعون فی آداب المذکر والمستمعین

اما المذکر فلابد ان یکون عد لامحدثا مفسرا عالما بجملة کافیة من اخبار السلف وسیرتھم ویستحب مع ذلک ان یکون فصیحا لایتکلم مع الناس الاقدر فھمھم وان یکون ذاوجه ومروة

وينبغى ان لايذكر الاغبا ولايتكلم وفيهم ملال بل اذا عرف فيهم الرغبة يقطع عنهم وفيهم رغبة وان يجلس فى مكان طاهر وان يبداء بحمدالله تعالىٰ والصلوة على رسول الله صلى الله عليه وسلم ويختم بهما ويدعوا للمومنين عموما وللحاضرين خصوصا ولايخص فى الترغيب والترهيب فقط وان يكون ميسر الامعسرا ويعمم بالخطاب ولايخص طائفة دون طائفة وان لايشافه بذم قوم اوالانكار على شخص ولايتكلم بسقط وهزل ويأمر بالمعروف وينهى عن المنكر ولايكون امعة ويعلم صغار العلوم قبل كبارها وليكن استمداده من الكتاب والسنة على التاويل الظاهر واقاويل الصحابة وغيرهم من الصالحين ولايذكر الروايات الموضوعة والقصص الجازفة وقصة كربلا والوفات ونحوذلك والمبالغة فى الترغيب والترهيب وليعد كلامه مرتين اومرات وليجتنب دقة الكلام واجماله واما آداب المستمعين ان يستقبلوا المذكر ولايلعبوا ولايلغطو اولايتكلموا فيما بينهم واذا عرض خاطر فليسكت عنه فى المجلس الحاضر حتى اذا انقضى كلامه ساله وان كان دقيقا ساله فى الخلوة

سبق نمبر ۴۷.... وعظ کہنے والے اور سننے والوں کے آداب کے بیان میں

ضروری ہے کہ واعظ عادل محدث مفسر اور سلف کے حالات اور ان کے طریق کار کا علم رکھتا ہو اور مستحب ہے کہ فصیح ہو کہ لوگوں کو ان کی مقدار فہم سے زیادہ باتیں نہ بتاتا ہو اور وجیہ و وقار والا ہو مناسب ہے کہ کبھی کبھی وعظ کہہ دیا کرے اور لوگوں سے ایسی حالت میں بات نہ کرے جبکہ ان میں ملال و تعب ظاہر ہو بلکہ اس وقت ختم کر دے جبکہ ان میں سننے کا شوق و رغبت محسوس کرتا ہو اور طریقہ وعظ کہنے کا یہ ہے کہ پاک جگہ پر بیٹھ

کرحمد وثنا اور درود سے شروع کرے اور ختم بھی انہیں چیزوں پر کرے اور عامہ مومنین کیلئے عموماً اور حاضرین کیلئے دُعا کرے اور وعظ کو صرف ترغیب وترہیب میں منحصر نہ رکھے اور واعظ کو چاہئے کہ سخت گیر نہ ہو بلکہ لوگوں سے آسانی کرنے والا ہو اور خطاب کرتے وقت سب کی طرف دیکھے صرف مخصوص جماعت یا مخصوص فرد کو مخاطب نہ کرے اور نہ کسی ایک قوم کی بالمشافہ ملامت و مذمت کرے اور نہ کسی شخص معین پر نکیر کرے اور وعظ میں بے کار ولایعنی باتوں سے اجتناب کرے نیک باتوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے اور چاہئے کہ لوگوں کا خوشامدی یعنی ابن الوقت نہ ہو اور بڑے علوم جاننے سے قبل چھوٹے علوم پر عبور رکھتا ہو اور استدلال کرتا ہو۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تاویل ظاہر کے مطابق اور اسی طرح ارشادات صحابہ رضی اللہ عنہم وصلحاء امت کے اقوال سے استعانت رکھتا ہو اور روایات موضوعہ اٹکل پچو قصے قصہ کربلا اور وفات وغیرہ کو بیان نہ کرے اور ترہیب وترغیب میں مبالغہ آمیزی نہ کرے۔ اپنے کلام کو دو یا تین دفعہ دہرالے اور دقیق ومجمل باتوں سے پرہیز کرے سننے والوں کے آداب یہ ہیں کہ واعظ کے روبرو بیٹھیں اور لہو ولعب بے ہودہ باتیں اور آپس میں بات چیت میں نہ لگ جائیں اور کسی کے ذہن میں کوئی شبہ پیدا ہو تو مجلس میں خاموش رہے اور جب کہنے والا اپنی بات پوری کرکے فارغ ہو جائے تو اپنا شبہ پیش کرے اور اگر دقیق بات ہو تو خلوت وتنہائی میں دریافت کرے۔

الدرس الخامس والسبعون فی آداب الطعام والضیافة

اغسل یدک وسم الله تعالیٰ وکل بیمینک ومما یلیک وضم شفتیک عند المضغ ولاتلتفتن یمینا ولاشمالا ولاتلقمن بسکین ولاتجلس فوق من هو اشرف منک وارفع منزلا ولا تبصق فی الاماکن النظیفة ولاتنفخ فی الطعام والشراب ولاتاکل شدید الحرارة فی

ولاتعب طعاما وكل ماسقط عنك وامط عنه الاذى ولا تتبع بصرك لقمة اخيك ولاتكثر من الاكل والشرب واكرم ضيفك وادع من حضرك واخدم اضيافك واظهر لهم الغنى ويبسط الوجه ويتفقد دابتهم قبلهم ويحدثهم بماتميل اليه نفوسهم ويراعى خواطرهم ولاينام قبلهم ولايغضب على احد بحضور هم ويريهم مكان الخلاء ولا يتاخر في الطعام بل يحضرها ماوجد ويشيع الى باب الدار ومن آداب الضيف ان لايعتذر بشبع بل ياكل ولو قليلا ولايسال عن غير القبلة وموضع قضاء الحاجة وان لايتطلع الى ناحية الحريم ولايخالفه اذا اجلسه في مكان واكرمه ولايمتنع من غسل يديه ولاياخذ معه ولده الصغير ويجتنب قبح المواكلة وفضول الامور ولايتامر عليه ولايعطى السائل من مائدة غيره ولا يرده ولاترفع يدك قبل صاحبك ويحمد الله تعالىٰ بعد الاكل

سبق نمبر ۷۵.... کھانا کھانے اور مہمانی کے آداب کے بیان میں

جب کھانا کھانے کیلئے بیٹھو تو سب سے پہلے ہاتھ دھو کر بسم اللہ پڑھو اور سیدھے ہاتھ سے اپنے قریب والے برتن سے کھانا تناول کرنا شروع کرو اور کھاتے وقت جب لقمہ منہ میں چباؤ تو دونوں ہونٹوں کو ایک ساتھ ملا لو اور دوران طعام دائیں بائیں مت دیکھا کرو اور چھری کانٹے کے ذریعہ لقمہ نہ اٹھاؤ اور جو شخص شرافت اور قدر و منزلت کے اعتبار سے بلند ہے اس کی جگہ سے اوپر ہو کر بھی مت بیٹھو اور نہ پاکیزہ صاف ستھری جگہوں میں تھوکو اور کھانے پینے کی چیزوں میں مت پھونکو اور سخت گرم کھانا نہ کھاؤ اور نہ کھانے میں کوئی عیب نکالو اور اگر کچھ کھانے میں سے گر جائے تو اسے صاف کر کے کھا لو اور اپنے ساتھ کھانے والے کے لقمہ کی طرف نہ دیکھو اور کھانے پینے میں حد

اعتدال سے ہرگز نہ بڑھو اور اپنے مہمان کی تعظیم وتکریم کرو اور حاضرین مجلس کو بھی کھانے کی طرف دعوت دو۔ مہمانوں کی خدمت کرو ان کے سامنے غنا اور خوشروئی ظاہر کرو اور ان کی سواریوں کی خبر گیری کرو اور میزبان کو چاہئے کہ مہمان سے ایسی گفتگو کرے جس سے اس کا دل خوش ہو اور ہر حال میں اس کی رعایت مدنظر ہو نہ اس سے پہلے سوئے نہ اس کے سامنے کسی پر غصہ ہو اور اسے بیت الخلاء دکھلا دے اور کھانے میں تاخیر نہ کرے بلکہ جو حاضر ہو وہ پیش کر دے اور جاتے وقت دروازہ تک اسے رخصت کرے۔ آداب مہمان یہ ہیں کہ بلا وجہ میزبان سے سیر ہونے کا عذر نہ کرے بلکہ ان کی دل جوئی کے لئے کچھ نہ کچھ کھا ہی لے اور بیت الخلاء اور جانب قبلہ کے علاوہ کوئی اور سوال نہ کرے اور اس کے حریم خانہ کی طرف نہ جھانکے اور جب میزبان اسے کسی جگہ بٹھا دے تو انکار نہ کرے بلکہ جہاں کہے وہیں بیٹھ جائے اور ہاتھ دھونے سے منع نہ کرے اور نہ اپنے ساتھ اپنے چھوٹے بچوں کو لے جائے اور نہ بری طرح کھانا کھائے اور فضول کام اور باتوں سے بچے اور نہ صاحب خانہ پر حکمرانی کرے اور کسی بھی سائل اور فقیر کو میزبان کے دسترخوان سے دینے اجتناب کرے اور نہ خود سائل کو رد کر دے بلکہ میزبان ہی اس کو لوٹا دے گا اور کھانے میں اپنے ساتھی سے پہلے برتن سے ہاتھ نہ اٹھائے اور جب کھانا کھانے سے فارغ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

الدرس السادس والسبعون فی بعض آداب اللباس والطیب

قال حکیم لابنہ ایاک ان تلبس مایدیم الملانظرہ الیک بہ وقال افلاطون الصبغ الشقائقی ﷺ الروائح الزعفرانیہ تسکن الغضب والصبغ الیاقوتی والروائح الوردیہ تحرک السرورو اذا قرب اللون الاحمر الی اللون الاصفر تحرکت القوۃ العشقیہ واذا مزجت الحمرۃ بالصفرۃ تحرکت القوۃ الغریزیۃ واذا مزجت التفاحیۃ بالحمرۃ تحرکت الطبائع

كلها و كان مصعب بن الزبير يقول لكل شيء راحة وراحة البيت كنسه وراحة الثوب طيبه وقال جالينوس المسک يقوى القلب والعنبر يقوى الدماغ والكافور يقوى الرئه والعود يقوى المعده

سبق نمبر ۷۶ ....لباس اور خوشبوؤں کے چند آداب کے بیان میں

ایک حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ایسے کپڑوں کے پہننے سے اجتناب کر جن کی وجہ سے لوگوں کی نظریں تم پر لگی رہیں۔ افلاطون نے کہا کہ شقائقی رنگ (سرخ رنگ) اور زعفران کی خوشبوئیں غصہ کو ٹھنڈا کر دیتی ہیں اور یاقوتی رنگ اور گلاب کی خوشبوئیں مسرت اور خوشی کو بھڑکا دیتی ہیں اور جب سرخ و زرد قریب ہوتے ہیں تو قوۃ عشقیہ برانگیختہ ہو جاتی ہے اور سرخی زردی میں مل جاتی ہے تو قوۃ غریزبھڑک اٹھتی ہے اور جب سیب کا رنگ سرخی کے ساتھ مل جاتا ہے تو تمام طبیعتیں برانگیختہ ہو جاتی ہیں۔

حضرت مصعب بن زبیر فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک راحت ہے گھر کی راحت اس کا جھاڑو دینا اور کپڑے کی راحت اسے خوشبو لگانا ہے۔ جالینوس کہتا ہے کہ مشک دلوں کو قوت دیتا ہے عنبر دماغ کو قوت بخشتا ہے۔ کافور پھیپھڑوں کو طاقت دیتا ہے اور عود (خوشبودار لکڑی) معدہ کو تقویت پہنچاتی ہے۔

الدرس السابع والسبعون فی آداب المشورة

قال جعفر بن محمد لاتكونن اوّل مشيرا واياک والراى الخطير وتجنب ارتجال الكلام ولاتشيرن على مستبد برائه ولا على متلون ولا على لجوح وقيل ينبغى ان يكون المستشار صحيح العلم مهذب الراى وكان اليونان والفرس لايجمعون وزراء هم على امر يستشير ونهم فيه وانما يستشيرون الواحد منهم من غيران يعلم الاخر لان فى الاجتماع منافسة وتطاعنا وتحاسد اومعارضة وتعريضا

للسر للاذاعة وقيل اذا اشار عليک صاحبک برای ولم تحمد عاقبته فلاتلمه ولاتشاور لجائع ولا العطشان ولامعلما ولاكثير القعود مع النساء ولاصاحب حاجة يريد قضاء ها ولا خائفا ولا حاقنا ولا جاهلا ولا حسود اولا مرائيا ولاجبانا ولابخيلا

نمبر ۷۷.... آداب مشورہ کے بیان میں

حضرت جعفر بن محمد کا قول ہے کہ جس شخص سے کوئی مشورہ لیا جائے تو اس کو اور لوگوں کے مشورہ دینے سے پہلے خود پہل نہ کرنی چاہئے مشورہ میں اور رائی خطیر (بڑی رائے) سے بھی بچنا چاہئے اور اپنے مخاطب سے بے سمجھے اچانک بولنے اور مستقل بالرائے (خودرائے) کو مشورہ دینے سے اجتناب کر اور کسی متلون مزاج جھگڑالو شخص کو مشورہ نہ دے اور مناسب ہے کہ مستشار (جس سے مشورہ لیا جاتا ہو) علم صحیح رکھتا ہو اور صاحب رائے مہذب ہو۔ اہل یونان واہل فارس جب کسی معاملہ میں کوئی مشورہ کرتے تو اپنے تمام وزراء کو جمع کر کے مشورہ نہیں کرتے تھے بلکہ ان میں ہر ایک سے اس طرح مشورہ کرتے کہ دوسرے کو معلوم نہ ہو۔ اس لئے کہ سب کو جمع کرنے میں مسابقت ایک دوسرے پر طعن بازی آپس میں حسد تعریض ومعارضہ اور افشاء راز کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور جب تجھ سے تیرا ساتھی اپنی رائے کے متعلق مشورہ کرے اور تو اس کی رائے کے انجام کو بہتر اور اچھا نہیں سمجھتا تو اس کو اس پر ملامت نہ کر اور بھوکے سے مشورہ نہ لیا جائے اور نہ پیاسے سے واستاد سے نہ عورتوں کے ساتھ میل جول رکھنے والے سے نہ کسی ایسے ضرورت مند سے جو اپنی حاجت برآری چاہتا ہو اور نہ کسی خوفزدہ کینہ ور جاہل حاسد ریاکار بزدل بخیل سے مشورہ لیا جائے۔

الدرس الثامن والسبعون فی آداب المجالس

هی البشاشة وحسن الخلق والادب والمصافحة وقت اللقاء

والاعانة على الحوائج والرمق بطرفه الى صاحبه اذا اقبل والتوسيع له اذا جلس والاصغاء له اذا حدث وينبغى ان لايقبل بحديثه على من لايقبل عليه ويتعين عليه ان يحدث المستمع على قدر عقله ولايبتدع كلا مالا يليق بالمجلس واذا ورد عليه من المتكلم ماكان مربسمعه اولا ان لايقطع عليه مايقوله بل ليسكت الى ان يستوعب القول منه وعدوا ذلک من باب الادب ولعله اذا صبر وسكت استفاد من ذلک زيادة فائدة لم تكن فى حفظه وليراع الفاظ حديثه واذا حدثت القوم فلاتقبل على واحد منهم ولكن اجعل لكل واحد منهم نصيبا ولاتنظر فى عطفيک ولاتكثر الالتفات ولاتقف على الجماعات واذا جلست فلاتتكبر على احد وتحفظ من تشبيک اصابعک ومن العبث بلحيتک ومن اللعب بخاتمک وتخليل اسنانک وادخال اصابعک فى انفک وكثرة بصاتک ولاتجالس العامه فان فعلت فآداب ذلک ترک الخوض فى حديثهم وقلة الاصغاء الى اراجيفهم والتغافل عما يجرى من سوء الفاظهم واياک وكثرة المزاح

سبق نمبر ۷۸.....آداب مجلس کے بیان میں

مجلس کے آداب یہ ہیں خوش روئی حسن خلق ادب کا لحاظ وقت ملاقات مصافحہ حوائج میں بقدر وسعت امداد کرنا اور جب کوئی شخص آ رہا ہو تو اس کے راستہ کو دیکھنا اور بیٹھنے کے وقت اس کے لئے جگہ میں توسع کرنا اور بات کرنے کے وقت اس کی طرف متوجہ ہونا اور مناسب یہ ہے کہ ایسے شخص کی طرف مخاطب نہ ہو جو اس کی طرف متوجہ نہ ہو اور ایسی بات شروع نہ کرے جو مجلس کے مناسب نہ ہو اور اگر کسی کے دل میں کوئی شبہ ہو جائے متکلم کی بات سے خواہ اس کو سنے یا نہ سنے تو سننے والے کو چاہیے کہ اس کی بات کو

درمیان میں قطع نہ کرے بلکہ خاموش رہے یہاں تک کہ اس کی بات پوری ہو جائے علماء نے اس کو باب ادب میں شمار کیا ہے کیونکہ اگر وہ خاموش ہو کر صبر کرے گا تو بہت ممکن ہے کہ اسے زیادہ استفادہ کرنے کا موقع ملے اور ایسی بات معلوم ہو جو اسے پہلے معلوم نہ تھی اور ضروری ہے کہ اس کی بات کے الفاظ کو یاد کرے خطاب کرنے والے پر لازم ہے کہ جب ایک قوم سے کلام کر رہا ہو تو ان میں صرف ایک کو مخصوص نہ کرے بلکہ ان میں ہر ایک کو شریک کرے اور دائیں بائیں نہ دیکھے نہ زیادہ التفات کرے اور نہ مختلف جماعتوں پر کھڑا ہو اور جب بیٹھ جائے تو کسی پر بڑا بن کر نہ بیٹھے اور انگلیوں کے چٹخانے سے اجتناب کر اور اپنی داڑھی کے ساتھ کھیلنے سے اپنی انگوٹھی سے کھیلنے سے اور اپنے دانتوں کو خلال کرنے اور اپنی ناک میں اُنگلی دینے سے اور زیادہ تھوکنے سے اور عوام الناس کے ساتھ زیادہ نشست و برخاست نہ رکھ اور اگر تو اس کو کر پائے تو اس کے آداب یہ ہیں کہ ان کی باتوں کی طرف دھیان نہ کر اور کم توجہ کر ان کی بکواسوں کی طرف اور غفلت اختیار کر ان کی بری باتوں سے اور بچا اپنے کو کثرت مزاح سے۔

الدرس التاسع والسبعون فی آداب السفر

علیکم بالدلجة ویکره ان یسافر الرجل فی غیر رفقة ولیو مرو احدهم ویستحب الخروج لیوم السبت والخمیس ویجتنب الطریق اذا نزل ولیعجل الرجوع اذا قضی حاجة ولا یفاجئی اهله ویراعی الرفقة والمرکب.

سبق نمبر ۷۹..... سفر کے آداب کے بیان میں

تاریکی میں سفر کرنے کو لازم پکڑو اور بغیر کسی ساتھ کے سفر کرنا مکروہ ہے اور ساتھیوں میں سے کسی ایک کو امیر بنا دو اور مستحب ہے کہ سفر کے لئے ہفتہ یا جمعرات کو نکلے اور منزل کرتے وقت راستے سے اجتناب کیا جائے اور ضرورت پوری ہو جائے تو

وطن جلد آنے کی کوشش کرے اور اپنے گھر والوں کے پاس اچانک نہ آوے اور دوران سفر اپنے اوران کی سواریوں کی رعایت رکھے۔

الدرس الثمانون فی آداب الموت

یوجه المحتضر الی القبلة ان لم یتعسر والا فکما تیسر ویلقن بذکر الشهادتین عنده من غیر امره بهما لئلا یفجر ویندب قرائة یسین ولا یذکر عنده شیء من امور الدنیا الا ما لا بدمنه شرعا من رب الودائع و الدیون وغیرها والاحد من اهله الا ان یهوی لقاء احد فیحضره عنده ثم یبعده عنه ولا شیء من الخوف والعذاب بل یذکره الرحمة والمغفرة ولا یجتمعون علیه ولا یرفعون اصواتهم بالبکاء فیشوش قلبه بل یبقی عنده عدد قلیل من الصلحاء ویدعون له بسلامة الایمان والحفظ عن الشیطان ولا یشیعون ما ظهر عنه مما لا یرضی حملا علی زوال عقله ثم اذا مات یعجل فی تجهیزه ودفنه ولا یجصص قبره ولا یبنی علیه ولا یکسی بالثوب والریاحین ولا یتخذ الا طعمة المرسومة فی الیوم الثالث والعشر وغیر هما لان مبنا ها علی الریاء نعم ما کان بغیر ریاء ولا من مال صغیر ولا غائب ولا التزام قید اورسم فلا باس به مدة التعزیة مدة الصدمة.

سبق نمبر۸۰.....موت کے آداب کے بیان میں

قریب الموت شخص کو قبلہ رو لٹایا جائے اگر اس طرح لٹانا مشکل نہ ہو ورنہ جس طرح آسانی کے ساتھ ممکن ہو اور اس کی شہادتین کی تلقین کی جائے مگر اس کو پڑھنے کا حکم نہ کیا جائے کیونکہ اس وقت موت کی تکلیف سے انکار کردینے کا خطرہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ سورہ یٰسٓ پڑھی جائے اور دنیوی اُمور میں سے کوئی چیز اس کے سامنے

بدوں ضرورت شرعی ذکر نہ کی جائے مثلاً امانتیں اور قرضے وغیرہ کا ذکر تو ضرورت شرعی میں داخل ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے اس کے گھر والوں میں سے کسی شخص کا اس کے سامنے ذکر نہ کیا جائے ہاں اگر وہ خود ہی کسی کی ملاقات کی خواہش ظاہر کرے تو اسے اس کے سامنے حاضر کر دیا جائے پھر اسے تھوڑی دیر میں دور کر دیا جائے اور نہ اس کے سامنے کسی قسم کے خوف وعذاب کا ذکر کیا جائے بلکہ اس کے سامنے رحمت ومغفرت کا ذکر کیا جائے نہ لوگ اس کے پاس جمع ہوں اور نہ اس کے پاس رونے کی آواز بلند کریں کہ جس سے اس کا دل مشوش ہو بلکہ اس کے پاس نیک لوگ بیٹھے رہیں اور اس کی سلامتی ایمان اور شیطان سے حفاظت کی دُعا کرتے رہیں اور اگر کوئی نامناسب بات اس سے ظاہر ہو تو اس کا عام چرچا نہ کیا جائے بلکہ اس سے اس کے زوال عقل پر محمول کیا جاوے پھر جب وہ مر جائے تو اس کی تجہیز وتدفین میں جلدی کی جائے نہ اس کی قبر کو چونہ وغیرہ لگایا جائے نہ اس پر کوئی تعمیر بنائی جائے اور نہ اس کی قبر کو کپڑوں اور پھولوں کی چادریں پہنائی جائیں اور نہ تیسرے دسویں وغیرہ کے دنوں میں طعام اور دیگر ناجائز رسوم کا انتظام کیا جائے اس کے لئے ان سب کی بنیاد ریاء پر ہے البتہ جو بغیر ریاء کے ہو اور صغیر وغائب کے مال سے نہ ہو اور نہ اس میں کسی قید ورسم کا التزام ہو تو پھر گنجائش ہے اور تعزیت کرنے کی مدت صدمہ کے وقت تک ہے۔

الدرس الحادی والثمانون فی حقوق الزوجین

قال اللہ تعالیٰ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجة واوصت امراة بنتھا لیلة دخول زوجھا علیھا فقالت ای بنیة انک مفارقة بیتک الذی خرجت وعیشک الذی درجت الی رجل لم تعرفیه وقرین لم تالفیه فکونی له امة لیکون لک عبدا واحفظی له خصالا عشرا یکن لک ذخرا فاما الاولی والثانیة فالرضا بالقناعة

وحسن السمع له والطاعة واما الثالثة والرابعة فالتفقد لموضع عينيه وانفه فلا تقع عينه منك على قبيح ولا يشم الله عنك الااطيب الريح واما الخامسة والسادسة فالتفقد لوقت طعامه ومنامه فان شدة الجوع ملهبة وتنغيض النوم مغضبة واما السابعة والثامنة فالاحر از لماله والا رعاء على حشمه وعياليه. واما التاسعة والعاشرة فلا تعصى له امرا ولا تفشي له سرا فانک ان خالفت امره او غرت صدره وان فشيت سره لم تامني غدره واياک ثم اياک والفرح بين يديه اذا كان مهتما والكابة لديه اذا كان فرحا ويجب عليها ان لا تابى اذا دعيت الى الفراش وتطيع بعلها ولا تخونه في نفسها وما له ويجب عليه ان يطعمها اذا طعم ويكسوها اذا اكتسى ولا يضربها الا ان يضطر وليجتنب الوجه ولا يقبحيها ولا يهجرها الا فى البيت ويصبر على سوء خلقها واعو جاج طباعها ويد اريها ويعلمها احكام الدين ولا يكلفها مالا يطاق ولا يعجل لها بالطلاق.

سبق نمبر۸۱....میاں بیوی کے حقوق کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ عورتوں کے اتنے ہی حقوق ہیں مردوں پر جتنے کہ مردوں کے حقوق ہوتے ہیں عورتوں پر لیکن مردوں کو ان پر ایک گونہ فضیلت حاصل ہے۔ایک عورت نے اپنی بیٹی کے شب زفاف کے وقت اسے وصیت کی اور اس سے کہا کہ اے پیاری بیٹی اب تو اپنے گھر کو چھوڑ رہی ہے جس میں سے تو نکلی ہے اور اپنی اس زندگی سے جس میں تو ترقی کرتی رہی اور اب ایسے شخص کی طرف جارہی ہے جس کو تو پہچانتی نہیں ہے،اور ایسے ساتھی کی طرف جس کے ساتھ تو مانوس نہیں ہے پس تو اس کی باندی بن جانا کہ وہ تیرا غلام بنے اور اس کے لئے دس خصلتوں

کو یادرکھو جو تیرے لئے بہترین ذخیرہ بنیں گی۔

پہلی اور دوسری یہ کہ قناعت پر راضی رہنا اور حسن وخوبی کے ساتھ اس کی باتیں سن کر اطاعت کر لینا اور تیسری چوتھی خصلت یہ ہے کہ ہر وقت اس کی آنکھوں اور ناک کے مواضع کی خبر لیتی رہنا کہیں اس کی نظر تیری کسی قبیح اور ناپسندیدہ کام پر نہ پڑنے پائے اور اس کی ناک تجھ سے سوائے خوشبو کے اور کوئی چیز نہ سونگھنے پائے اور پانچویں اور چھٹی یہ ہے کہ اس کے وقت طعام اور نیند کی خبر گیری رکھنا اس لئے کہ شدت بھوک مشتعل کرتی ہے اور بے خوابی غصہ کا سبب ہوتی ہے اور ساتویں آٹھویں خصلت یہ ہے کہ اس کے مال کی مکمل جمع آوری اور حفاظت کیا کر اور اس کے خادموں اور بچوں کی نگرانی کر اور نویں اور دسویں خصلت یہ ہے کہ نہ اس کے کسی حکم کی نافرمانی کر اور نہ اس کے رازوں کو فاش کر اس لئے کہ اگر تو نے اس کے حکم کی مخالفت کی تو تو اس کے دل کو غصے سے بھڑکا دے گی اور اسے اپنے اوپر غضب ناک کرے گی اور اگر اس کے راز کو ظاہر کرے گی تو اس کی بیوفائی سے مامون نہیں رہ سکتی اور خبردار بچ تو کیونکہ خوشی اسی کے ساتھ وابستہ ہے اگر وہ خوش ہے اور غم بھی اسی سے ہے۔

اگر وہ ناخوش ہے اور عورت پر واجب ہے کہ جب شوہر اسے بلائے تو انکار نہ کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے اور اس کی جان و مال میں خیانت نہ کرے اور شوہر پر واجب ہے کہ اپنی بیوی کو کھلائے جب خود کھائے اور اسے پہنائے جب وہ پہنے اور اسے مار پیٹ نہ کرے مگر جب مجبور ہو جائے لیکن چہرہ پر مارنے سے اجتناب کرے اور اسے برا بھلا نہ کہے نہ اسے چھوڑ دے مگر اپنے گھر ہی میں اور صبر کرے اور اس کی بداخلاقیوں اور اس کی طبیعت پر اور اس کے ساتھ مدارات اور اچھے سلوک کا برتاؤ کرے اور اس کو احکام دین سکھاتا رہے اور اس سے اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لے اور اس کو طلاق دینے میں عجلت سے کام نہ لیا جائے۔

الدرس الثانی والثمانون فی حقوق الوالدین و الاولاد

وقضی ربک ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا اما يبلغن عندک الكبر احدهما واكلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهر هما وقل لهما قولا كريما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربيانی صغيرا وقد طلق عبدالرحمن بن ابی بكرؓ عشيقته عاتكة لرضا ابيه ثم كا دان يهلک جزعا عليها فسمعه ابوه يو ما يقول وهو لا يراه.

فوالله ما انساک ماذر شارق　　وما ناح قمری الحمام المطوق
فلم ار مثلی طلق اليوم مثلها　　ولا مثلها فی غير شیء يطلق
لها خلق و دين و بمحته　　وخلق سوی فی الحياء ومنطق

فرق له وامره ان يراجعها واما ما للاولاد فان يتخير للنطقة ولا يسترضع الحمقاء ولا سيئة الخلق وان يو دبه ويوده ويعطيه احيانا من المال كيلا يسرق لكن لا يبسط عليه كيلا يفسق ويعلمه فی الصغر احكام الدين والاداب ويعلمه الاسماء الحسنی اذا صلح للنطق ويزوجه اذا بلغ الی غير ذلک.

سبق نمبر ۸۲..... ماں باپ اور اولاد کے حقوق کے بیان میں

ترجمہ: اور آپ کے رب نے حکم کر دیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو اور تم ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرو۔ اگر تیرے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کو پہنچ جاویں سو ان کو کبھی ہوں بھی مت کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا۔ اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان

دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی معشوقہ عاتکہ کو اپنے باپ کی رضامندی کی خاطر طلاق تک دیدی اور انہوں نے اس پر بہت صبر کیا حتیٰ کہ قریب تھا کہ صبر کا پیانہ لبریز ہو جاتا اور وہ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالتے اور بعض اوقات بیوی کی جدائی میں اشعار تک کہا کرتے تھے ایک دن کچھ اشعار اپنی بیوی کی جدائی میں کہہ رہے تھے کہ ان کے والد نے سن لئے اور ان کو خبر بھی نہ تھی کہ میرے والد سن رہے ہیں پھر قریب تھا کہ وہ جزع فزع کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں پس ان کے باپ نے ایک دن ان کو کچھ کہتے ہوئے سنا درآں حالانکہ وہ ان کو نہیں دیکھ رہے تھے وہ کہہ رہے تھے۔

ترجمہ: خدا کی قسم جب تک سورج طلوع ہو رہا ہے اور جب تک طوق والے کبوتر کی قمری نوحہ کر رہی ہے میں تجھے نہیں بھولوں گا۔

ترجمہ: میں نے اپنے جیسا کسی شخص کو نہیں دیکھا جس نے اس جیسی عورت کو طلاق دی ہو اور نہ اس جیسی عورت کو دیکھا جو بغیر کسی چیز کے طلاق دی گئی ہو۔

ترجمہ: اس کے پاکیزہ اخلاق ہیں اور دینداری اور حسب نسب والی ہے اور معتدل اخلاق والی ہے اور شرم حیا والی ہے۔ ان اشعار کے سننے کے بعد ان کے والد پر رقت طاری ہوئی اور انہیں حکم دیا کہ وہ رجوع کر لیں اور اولاد کے لئے والدین پر یہ آداب ہیں کہ بچوں پر بیوقوف عورت کو مامور نہ کرے اور نہ بد اخلاق عورت کو اور ان کو ادب سکھائے اور ان سے پیار و محبت کرے اور کبھی کبھی بچہ کو کچھ نہ کچھ دے دیا کرے تا کہ وہ چوری نہ کرنے لگے لیکن اتنا زیادہ نہ دے کہ وہ خراب ہو کر فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے اور بچپن میں اسے دین کے احکام و آداب کی تعلیم دے اور جب بچہ میں بولنے کی صلاحیت پیدا ہو تو اسے اسماء حسنیٰ کی تعلیم دے کر یاد کرائے اور جب بالغ ہو تو اس کی شادی نکاح کرائے۔

الدرس الثالث والثمانون فی حقوق الاقارب

وات ذا القربی حقه یقال حق الاقارب اعظام الاصغر للاکبر وحنوا الاکبر علی الاصغر وقال علی اکرم عشیرتک فانهم جناحک الذی به تطیر فانک بهم تصول وبهم تطول وهم العدة عند الشدة اکرم کریمهم وعد سقیمهم واشرکهم فی امورک ویسرعن معسرهم.

سبق نمبر۸۳.... رشتہ داروں کے حقوق کے بیان میں

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وات ذا القربی حقه ترجمہ (اور دور شتہ دار کو اس کا حق) کہا جاتا ہے کہ رشتہ داروں کا حق یہ ہے کہ چھوٹے بڑوں کی تعظیم و تکریم کریں اور بڑے چھوٹوں پر شفقت ومحبت کا معاملہ کریں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اپنے قبیلہ کے لوگوں کی عزت اور احترام کر اس لئے کہ وہ تیرے پر ہیں جن سے تو اڑتا پھرتا ہے اور تو انہیں کے ذریعہ دشمن پر حملہ کرتا ہے اور طویل عمر پاتا ہے اور یہی سامان ہیں سختی اور بے سروسامانی کے وقت ان میں سے شریف لوگوں کی تکریم و تعظیم کر اور بیماروں کی بیمار پرسی کر انہیں اپنے معاملات میں شریک کر اور ان کے تنگدستوں محتاجوں پر آسانی کر۔

الدرس الرابع والثمانون فی حقوق الجار

هواعم من ان یکون فی الحضر اوالسفرا وفی العلم اوفی العمل فمنها ان لا یوذیه ومنها ان یهدی الیه ومنها ان یتعاهده فی الباساء والضراء ومنها ان یتحمل بعض اذاه ومنها ان لا یخذله ونحو ملک.

سبق نمبر۸۴.... ہمسایہ کے حقوق کے بیان میں

ہمسایہ یہ عام ہے خواہ حضر میں ہو یا سفر میں علم میں ہو یا عمل میں ہمسایہ کے حقوق میں سے حق یہ ہے کہ اسے تکلیف اور اذیت نہ پہنچائی جائے اور یہ بھی ہے کہ اس کو تحفہ

دیدیا کرے اور یہ ہے کہ خوشی وناخوشی راحت ومصیبت میں اس کی خبرگیری کیا کرے اور یہ ہے کہ اس کی کچھ اذیتیں بھی برداشت کرلیا کرے اور ہمسایہ کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اسے بے یارومددگار نہ چھوڑے حتی الوسع مدداوراعانت کرتا رہے۔

الدرس الخامس الثمانون فی حقوق الاستاذ

یتسوک ویتنظف اذا حضر عنده ویتادب به ویوقره ویصغی الیه بشر اشرقلبه ویعیه وینسب التقصیر الی نفسه فیما لا یفهم ولا یذکر عنده قولا مخالفاله ویذب عنه وان لم یقدر یعتزل ویخصصه بالسلام بعد السلام العام الافی اثناء الکلام ولا یکثر الضحک عنده ولا الکلام ولا یتوجه الی غیره فی مجلسه ویتحمل جفاء ه ولا یترکه لغلظه ولا یسیء الاعتقاد معه بل یوول اقواله وافعاله ولا یکلفه الدرس اذا مل اوهم او نعس او ضجر اولم یحضر قلبه لشیء اوجاع او عطش ولا ینسی حقوقه بظهر غیبه ویسر قلبه بالهدایا والمکاتبات احیانا ویدعو له حیا ومیتا ویزوره بعض حین.

سبق نمبر ۸۵....استاد کے حقوق کے بیان میں

مسواک اور نظافت وپاکیزگی حاصل کرکے اس کے پاس حاضر ہو اور ہروقت ادب سے پیش آئے اس کی تعظیم وتوقیر کرے حضوردل سے اس کی طرف متوجہ ہو اس کی باتوں کو دل میں محفوظ کرے جو کچھ اس کے سمجھ میں نہ آتا ہو، اس کی کوتاہی اپنی طرف کرے استاد کے مخالف کوئی بات نہ کرے بلکہ اس کی طرف سے مدافعت کرتا رہے اگر قدرت ہو ورنہ ایسی مجالس سے جس میں استاد کے خلاف باتیں ہو رہی ہوں حتی الامکان دور رہنے کی کوشش کرے اور عمومی سلام کے بعد اسے خصوصی سلام بھی کرے بشرطیکہ اثنا گفتگو میں نہ ہو اور اس کے پاس زیادہ نہ ہنسے نہ زیادہ بات کرے اور نہ اس کی

مجلس میں اس کے علاوہ کسی طرف توجہ کرے اور اس کی تکلیف برداشت کرے اور اس کی سخت مزاجی کی بناء پر اسے چھوڑ نہ دے اور اس پر برا اعتقاد نہ رکھے بلکہ اس کے اقوال وافعال کی تاویلیں کرے اور جب استاد ملول اور غمگین ہو یا نیند کی وجہ سے اونگھنے لگے یا اسے کوئی تنگی یا فکر دامن گیر ہو یا کسی بھی وجہ سے اس کا قلب ودماغ حاضر نہ ہو یا بھوک پیاس لگی ہو تو ایسی حالت میں درس کی تکلیف نہ دے بلکہ استاد کو آرام کرنے دے اس کی غیر موجودگی میں بھی کبھی اس کے حقوق کو فراموش نہ کرے اور کبھی کبھی ہدایا وتحائف اور خط وکتابت کے ذریعہ ان کو خوش رکھے اور زندگی میں اور موت کے بعد اس کے لئے دعائیں کیا کرے اور وقتاً فوقتاً اس کی زیارت کیا کرے واللہ اعلم۔

الدرس السادس والثمانون فی حقوق شیخ الطریقة

هی جمیع ماللاستاذ مع زیادة منها ان یتیقن حصول المطلوب به وان رمق الی غیره یحرم فیوضه وان یطیعه. ویخدمه بنفسه وما له ویحبه حبا عشقیا ولا یقلده فی فعله الابامره ویو اظب علی ما لقنه ولا یزید علیه الا باذنه ولا یقوم حیث یقع ظله علی ظل الشیخ ولا یطاء مصلاه ولا یتوضا حیث یتوضا هو ولا یستعمل متاعه ولا یاکل فی حضوره ولا یشرب ولا ینام ولا یلتفت عنده الی غیره ولا یمد رجلیه الی مجلسه و ان غاب ولا یبصق الیه ولا یعترض علیه بقلبه ولا لسانه ولا یطلب منه الکرامة والکشف ویعرض علیه ما خطر بباله فان لم یجب او لم یفهم جوابه نسب القصور الی نفسه ویقص علیه رویاه وما ورد علی قلبه من الخیر والشرولا یفارقه بلا اذنه ولا یرفع صوته علیه ولا ینقل سره الی غیره ولا یرد قوله وان کان علی الحق ولا یشتغل فی الا وراد عنده وکل ما یفیض علیه راه منه ولو وصل من

غیره هذا کله اذا کان الشیخ کاملا جامعا للشریعة والحقیقة والا فالحذر الحذر من الشیطان فی صورة البشر.

سبق نمبر ۸۶.... پیرو شیخ طریقت کے حقوق کے بیان میں

پیر کے وہی تمام کے تمام حقوق ہیں جو استاد کے لئے ذکر کئے گئے مگر کچھ زیادہ ہیں جو یہاں ذکر کئے جاتے ہیں ایک یہ ہے کہ اس بات کا یقین کرے کہ میرے مطلب کا حصول اسی کے ساتھ وابستہ ہے اور اگر کسی اور کی طرف دیکھے گا تو اس کے فیوض و برکات سے محروم رہ جائے گا اور ہر وقت اس کی اطاعت کرے جان و مال سے اس کی خدمت کرے عشق کے درجہ میں اس سے محبت رکھے اس کے افعال کی تقلید نہ کرے مگر جب وہ حکم کرے اور انہیں چیزوں پر مداومت و مواظبت کرے جن کی وہ تلقین کرے اور ان پر کچھ بھی زائد نہ کرے ہاں جب وہ اس کی اجازت دے دے اور ایسی جگہ کھڑا نہ ہو جہاں سے اس کا سایہ شیخ کے سایہ پر پڑ رہا ہو اور اس کی جائے نماز کو نہ روندے اور جہاں وہ وضوء کر رہا ہو وہاں وضو نہ کرے اور نہ اس کا سامان استعمال کرے نہ اس کے سامنے کھائے پئے نہ سوئے اور نہ اس کے پاس ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی طرف توجہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اگر چہ وہ موجود نہ ہو اور نہ اس کی جانب تھوکے اور نہ اس پر دل سے نکتہ چینی کرے نہ زبان سے اور نہ اس سے کشف و کرامت کا مطالبہ کرے اور جو کچھ خطرات اس کے دل میں آئیں انہیں اس کے سامنے پیش کرے لیکن اگر اس نے جواب نہ دیا یا جواب اس کی سمجھ میں نہیں آیا تو قصور فہم کو اپنی طرف منسوب کرے اور اس کے سامنے اپنے خواب یا جو کچھ اس کے دل پر وارد ہو خیر و شر میں سے بیان کرے اور اس سے بدوں اجازت جدا نہ ہو اور اس کے پاس آواز بلند نہ کرے اور اس کا راز دوسروں سے نقل نہ کرے اور نہ اس کی بات کو رد کرے اگر چہ مرید حق پر

ہو اور اس کے پاس جا کر صرف اوراد و وظائف میں مشغول نہ ہو جائے اور جو چیز اس پر فیضان ہوتا ہو اسی سے سمجھے اگرچہ اس کے غیر سے اس کو مل رہے ہوں یہ سب اس وقت ہے جب کہ شیخ کامل اور جامع شریعت و حقیقت ہو ورنہ ایسے شیطان سے جو صورت بشر میں ہو اپنے آپ کو بچائے اور مکمل اجتناب کرے۔

الدرس السابع والثمانون فی حقوق عامة المسلمين

للمسلم على المسلم ان يعوده اذا مرض ويشهده اذا مات ويجيبه اذا دعاه ويسلمه اذا لقيه ويشمته اذا عطس وينصح اذا غاب او شهد ويحب له ما يجب لنفسه ولا يخطب على خطبته ويصافحه اذا لقيه ويستاذنه اذا دخل عليه ويكرمه بقدر رتبته وينفسخ له فی المجلس ولا يجلس بين اثنين الا باذنهما ولا يمازحه بما تاذى به ولا يشبه بالفسق والكفر ولا ينمى عليه ولا يبالغ فی مدحه على وجهه ولا يعيره بذنب ولا يغتابه ولا يفاخره ولا يحقره ولا يظلمه ولا يسلمه ويفرج كربته ويشفع فی حاجته ويستر عيوبه ويرحم الصغير ويوقر الكبير وينصره اذا اغتيب عنده ويامر بالمعروف وينهاه عن المنكر ويسر قلبه ما استطاع ولا يهجره فوق ثلث ولا يظن به سوء ولا يتجسسه ولا يناجشه ولا يحسده ولا يبغضه لا يعنفه وغير ذلک.

سبق نمبر ۸۷.... عام مسلمانوں کے حقوق کے بیان میں

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر یہ حقوق ہیں کہ جب بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرے اور جب مر جائے تو اس کے جنازہ میں حاضری دے اور جب اس کی دعوت کرے تو قبول کرے اور جب اس سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کرے اور جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کے جواب میں یہ

یرحمک اللہ کہے اوراس کی خیر خواہی کرے خواہ وہ موجود ہو یا غیر موجود اسکے لئے وہی کچھ پسند کرے جو اسے اپنے لئے پسند ہو اوراس کے پیغام نکاح پر پیغام نہ دے اور ملاقات کے وقت اس سے مصافحہ کرے اور جب اس کے پاس جائے تو اجازت طلب کرے اوراس کے مرتبہ کے مطابق اس کی عزت وتکریم کرے اور کشادگی کرے مجلس میں اس کے بیٹھنے کے لئے اور دو آدمیوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت اور رضا کے نہ بیٹھے اور نہ اس سے ایسا مزاح کرے جس سے اسے تکلیف پہنچے اور نہ اسے فسق وکفر کی گالی دے اور نہ اس کی چغل خوری کرے اور نہ اس کے روبرو حد سے زیادہ اس کی مبالغہ آمیز تعریف کرے اور نہ اس کو کسی گناہ کی عار دلائے نہ اس کی غیبت کرے اور نہ اس کے مقابلہ میں فخر کرے نہ اس کی تحقیر کرے اور نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو بے یار ومددگار چھوڑے اس کی مصیبت کو دور کردے اوراس کی حاجات میں سفارش کرے اوراس کے عیبوں کو چھپائے اور چھوٹے پر رحم کرے اور بڑے کی تعظیم وتوقیر کرے اوراس کی مدد کرے جب اس کے سامنے اس کی غیبت کی جائے یعنی غیبت کرنے والے کو باز رکھے اوراسے نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے اور جہاں تک ممکن ہو اس کا دل خوش رکھنے کی کوشش کرے اور تین دن سے زائد ناراض ہو کر اسے چھوڑ نہ دے اوراس کے متعلق بدگمانی نہ کرے اوراس کے عیوب کی تلاش وجستجو میں نہ پڑے اور نہ خرید وفروخت میں اس سے بڑھ کر بولی بولے نہ اس سے حسد رکھے نہ بغض رکھے نہ اس پر نکتہ چینی کرے۔

الدرس الثامن والثمانون فی حقوق عامة بنی آدم ولو کانوا کافرا

لا یظلم احد اولا یتلف حقه نفسا کان او مالا او عرضا ویعینه علی الحمولة ویهدیه السبیل ولا یسوم علی سلعته ولا یتناجی اثنان

دون الثالث ويصدق حديثه ويفى ماوعده ولايخونه ويدافع عنه الظلم ويطعمه ان احتاج ويشير عليه بالصلاح ان استشار وغير ذلك.

سبق نمبر ۸۸...عام انسانوں کے حقوق اگرچہ وہ کافرہی کیوں نہ ہوں

ایک انسان کے دوسرے انسان پر حقوق یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی پر ظلم نہ کرنے پائے اور نہ کسی کا حق تلف کرے وہ حق چاہے اس کے مال سے متعلق ہو یا اس کی جان سے یا اس کی آبرو سے اور بوجھ لدوانے میں اس کی اعانت کرے اور اسے صحیح راستہ بتلائے اور کسی کے سامان پر جس کو وہ خریدنا چاہتا ہے بولی نہ بولے تاوقتیکہ وہ اس سے فراغت حاصل نہ کرے اور دو آدمی تیسرے کی موجودگی میں بغیر اس کی شرکت کے سرگوشی نہ کریں اور اس کی بات کی تصدیق کرے اور جو اس سے وعدہ کرے اسے پورا کرے اور اس کی خیانت نہ کرے اور اس سے ظلم کو دفع کرے اور اگر اس کو کھانے کی ضرورت ہو تو کھانا کھلائے اگر وہ اس سے مشورہ لینا چاہے تو اسے صحیح مشورہ دے۔وغیر ذلک

الدرس التاسع والثمانون فى الحقوق

الحيوانات الغير الموذية

لا يضربها بغير حق ولايحمل عليها مالا تطيق ولا يقلل فى علفه سقيه ولايمسک مالا يانس ويحسن الذبح اذا ذبح واما الموذى فيقتله لكن يحسن قتلته.

سبق نمبر ۸۹....غیر موذی حیوانات کے حقوق کے بیان میں

جانوروں کو ناحق نہ مارے نہ اس کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ لاد دے اور نہ اس کے گھاس و پانی میں کمی کرے اور نہ ایسے جانوروں کو روکے رکھے جو اس سے مانوس ہوتے ہوں اور ذبح کرنے کے وقت اچھی طرح ذبح کرے لیکن موذی جانور ہوں تو ان کو اچھی طرح مار ڈالے۔

الدرس التسعون فی حقوق النفس

وھی غیر الحظوظ التی ندب الی ترکھا الا احیانا ولا یتاتی شی، ممن لایصبر عنھا فمن حقوقھا ان تحملھا من الاعمال ماتطیق ولا تضیق علیھا حیث تمل فصم وافطر وصل وارقد وبالجملة فعلیک بالقصد فی القول والعقل بین الافراط والتفریط فلاتلقوا بایدیکم الی التھلکة واحسنوا ولاتقتلوا انفسکم فلاتملھا و تملھا.

سبق نمبر۹۰.....اپنی جان کے حقوق کے بیان میں

اور وہ حقوق ان حظوظ کے علاوہ ہیں جن کا کبھی کبھی ترک کرنا افضل ہے جان کے حقوق میں سے یہ ہے کہ اس پر اتنا ہی بار ڈالا جائے جس کی وہ طاقت رکھتا ہو اور اس پر تنگی نہ کی جائے کہ وہ ملول ہونے لگے پس روزہ بھی رکھ اور افطار بھی کر اور نماز بھی پڑھ اور سو جاؤ بھی خلاصہ یہ کہ اعتدال پر رہو قول وفعل میں اور افراط وتفریط میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرو۔

الدرس الحادی والتسعون فی ذکر اسماء بعض علماء زماننا

الذین ینبغی ان یقتدی بھم ویھتدی بھم منھم الفقیه النبیه والمحدث الوجیه افضل المعاصرین انمو ذج السابقین مولانا الحاج الحافظ رشید احمد الکنکوھی دامت برکاتھم فی الکنکوه من مضافات سھار نفور. ومنھم العالم الفاضل البحر الکامل مولانا الحاج محمود حسن الدیو بندی فی الدیو بند من مضافات سھار نفورو الحبر الجلیل والمتکلم النبیل مولانا الحاج خلیل احمد الا نبیتھوی وجامع الفضائل والکمالات سابق الغایات مولانا الحاج

السيد احمد حسن الامروهي في امروهه من مضافات مراد آباد ومعهم كثير من تلامذتهم الذين يقتفون آثارهم ويوجدون في اكثر البلاد مشتغلين بالدرس والافادة ومنهم بقية السلف حجة الخلف مولانا محمد نعيم اللكنوي في لكنوقد توفي في ربيع الثاني ١٣١٨هجري ذاته المقدسة مغتنمة في البلاد الشرقية ومن نحانحوهم سلمهم الله تعالىٰ جميعا.

سبق نمبر ۹۱.....ہمارے زمانہ کے چند علماء کے ناموں کے بیان میں

یہ لوگ اس قابل ہیں کہ ان کی اقتداء کی جائے اوران سے رشد و ہدایت حاصل کی جائے ۔ان میں سے ایک فقیہ نبیہ، محدث وجیہ افضل المعاصرین نمونہ سابقین حضرت مولانا الحاج رشید احمد گنگوہی دامت برکاتہم ہیں گنگوہ یکے از مضافات سہارنپوراوران میں سے ایک عالم فاضل بحر کامل حضرت مولانا الحاج محمود دیوبندی ہیں دیوبند یکے ازمضافات سہارنپوراوران میں سے ایک حبر جلیل متکلم نبیل حضرت مولانا الحاج خلیل احمد انبیٹھوی اور جامع الفضائل والکمالات سابق الغایات حضرت مولانا الحاج سید احمد حسن امروہی امروہ یکے ازمضافات مرادآباداوران کے ساتھ بہت سے تلامذہ جوان کے نقش قدم پہ چل رہے ہیں اور بیشتر شہروں میں موجود ہیں جو کہ درس و افادہ میں مصروف ہیں اور انہیں حضرات سے بقیۃ السلف حجۃ الخلف حضرت مولانا محمد نعیم لکھنوی، لکھنو سے ہیں وفات پائی ہے ۱۳۱۸ہجری جن کی ذات مقدس بلاد شرقیہ میں غنیمت اورمتاع گراں قدر ہیں اوردیگروہ حضرات جوان کے پیرو اوران کے طرز پر ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کوسلامت رکھے۔

الدرس الثاني والتسعون في بعض مشائخ زماننا

هم كابل مائة لا تكاد تجند فيها راحلة فالمحققون الجامعون

بين الشريعة والحقيقة الهادين للطريقة الانيقة منهم وهو اكملهم واعدلهم قطب العالم شيخ العرب والعجم حجة الله تعالىٰ فى ارضه فلما راى الفلك نظيره فى العالم مع طوله و عرضه مرجع العلماء مدار العرفاء مولانا الحافظ الشيخ الحاج محمد امداد الله التهانوى المقيم فى مكة المعظمة زادها الله تعالىٰ شرفا لكنه بلغ من الضعف ما لا يوصف فيا ايها المشتاقون الى رويا جماله سارعوا الى وصاله واقتباس كماله ومنهم خليفة الاول ونائبه الاكمل مولانا رشيد احمد السابق ذكره وقد كان مشتغلا قبل هذا بدرس الحديث النبوى والان متفرغ للافاضة الباطنية فسابقوا وبادروا فقد اضعفه الالام وكسره الاسقام والحاج السيد محمد عابد فى الديوبند من مضافات السهارنفور و منهم شيخا الطريقة المولوى ابو الحسن مهتمم جامع السهارنفور والمولوى عبدالرحيم فى راى بور من مضافات السهارنفور من خلفاء شيخ زمانه نور آوانه الحاج عبدالرحيم قدس سره ومنهم مولانا محمد نعيم المارذكره.

سبق نمبر۹۲.... ہمارے زمانے کے بعض مشائخ کے بیان میں

یہ ان سو اونٹوں کی طرح ہیں جن میں کوئی ایک راحلہ نہیں ملتا وہ حضرات محققین جو کہ جامع شریعت وحقیقت اور طریقہ انیقہ کی ہدایت کرنے والے ہیں ان میں سے ایک جو سب سے اکمل واعدل ہیں قطب العالم شیخ العرب والعجم حجۃ اللہ تعالیٰ فی ارضہ جن کی نظیر چشم فلک نے روئے زمین پر کم دیکھی ہے اس کے مرجع العلماء مدار العرفا حضرت مولانا الحافظ الشیخ الحاج محمد امداد اللہ تھانوی مقیم مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً ہیں لیکن نا قابل بیان ضعف کو پہنچے ہوئے ہیں پس اے مشتاقان دیدار جمال شیخ اس کی

ملاقات کو اور کسب کمالات کے لئے دوڑو اور ان میں سے ایک خلیفہ اول اور ان کے نائب اکمل حضرت مولانا رشید احمد ہیں جن کا ذکر شریف پہلے بھی گزر چکا قبل ازیں درس حدیث میں مصروف تھے لیکن اب فیوض باطنہ پہنچانے کے لئے مصروف عمل ہیں پس جلدی کرو دوڑو اس لئے کہ انہیں درد و آلام نے کمزور کر دیا ہے اور بیماریوں نے انہیں کم طاقت کر دیا ہے اور ان میں سے ایک حاجی سید محمد عابد ہیں دیوبند میں از مضافات سہارنپور اور ان میں سے طریقہ مجددیہ کے دونوں شیخ مولوی ابوالحسن مہتمم جامعہ سہارنپور اور مولوی عبدالرحیم رائے پور میں از مضافات سہارنپور جو کہ اپنے زمانہ کے شیخ اور اپنے وقت کے روشن چراغ الحاج عبدالرحیم قدس سرہ کے خلفا میں سے ہیں اور ان میں سے ایک مولانا محمد نعیم ہیں جن کا ذکر سابقا گزر گیا۔

الدرس الثالث و التسعون فی بعض من شاعت تصانیفه فی زماننا

انفعهم تصنیفا للعوام مولانا قطب الدین خان الدهلویؒ له رسائل کثیرة کلها مفیدة بعضها افید من بعض و مولانا خرم علی البلهوری و مولانا المفتی عنایت احمد و للخواص مولانا الحاج محمد قاسم النانوتوی آیة کبری من آیات الله تعالیٰ من الخلفاء الامدادیة ومولانا عبدالحی اللکنوی فرید عصره واضرهم تصنیفا النیجریون الکبارمنهم والصغار ومنهم الشبلی النعمانی وادونهم بعض غیر المقلدین والمبتدعون جمیعهم.

سبق نمبر۹۳..... بعض ان حضرات کے بیان میں جن کی تصانیف ہمارے زمانہ میں شائع ہوگئی ہیں

ان میں سب سے زیادہ نافع اور مفید عوام کے لئے مولانا قطب الدین خان

دہلویؒ کی تصانیف ہیں ان کے بہت سے رسائل ہیں جو سب کے سب مفید بلکہ بعض ایک دوسرے سے زیادہ مفید ہیں اسی طرح مولانا خرم علی بلہوری اور مولانا مفتی عنایت احمد ہیں اور خواص کے لئے سب سے زیادہ نافع مولانا الحاج محمد قاسم نانوتویؒ کی تصانیف ہیں اللہ کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں اور جو خلفاء امدادیہ میں سے ہیں اور مولانا عبدالحیٔ لکھنوی جو کہ یکتائے روزگار تھے اور سب سے زیادہ معتزاز روئے تصنیف کے نیچری لوگ ہیں خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے انہیں میں سے ایک شبلی نعمانی ہیں اور ان میں کم درجہ کے بعض غیر مقلدین اور سب بدعتی لوگ ہیں۔

الدرس الرابع والتسعون فی مدارس زماننا

اعمها فائدة واتمها عائده المدرسة الاسلاميه فى الديوبند و فى السهار نفور و مدرسة جامع العلوم فى الكانفور واضرهم كالج على كره وفى الحالة الراهنه دارالعلوم فى لكنوالتى بناها مجلس ندوة العلماء الذى لم يستقر بعد على حالة تثلج، منها الصدور فانتظروا انا منتظرون.

سبق نمبر۹۴.....ہمارے زمانہ کے مدارس کے بیان میں

تمام مدارس میں زیادہ عام النفع اور تام المنفعت مدارس اسلامیہ دیوبند اور سہارنپور میں ہیں اور اسی طرح مدرسہ جامع العلوم کانپور میں ہے۔

اور سب سے نقصان دہ علی گڑھ کالج ہے اور آج کل موجودہ زمانہ میں وہ دارالعلوم جو لکھنو میں ہے جس کی بنیاد مجلس ندوۃ العلماء نے رکھی ہے اور جواب تک کسی ایسی حالت پر برقرار نہیں رہ سکا جس سے دل ٹھنڈے ہو جائیں پس تم انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

(انتظار کیا گیا سالہا سال کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء اکابر دیوبند کے فیوض و برکات نہ ہونے کی وجہ سے دوبارہ اصلاح حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی اور مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری کے فیض صحبت سے اصحاب ندوۃ تزکیہ باطن کی طرف آئے۔)

الدرس الخامس والتسعون فى المذاهب المنتحلة الى الاسلام فى زماننا

اهل الحق منهم اهل السنة والجماعة المنحصرون باجماع من يعتدبهم فى الحنفية والشافعية والمالكية والحنابلة واهل الاهواء منهم غير المقلدين الذين يدعون اتباع الحديث وانى لهم ذلك وجهلة الصوفية واشياعهم من المبتدعين وان كان بعضهم فى ذى العلم والروافض والنيجرية الذى يضاهون المعتزلة فاياك واياهم فتدنس بهواهم واما فرق الفارقى الهند فاشدهم عداوة و عنادا الارية عن الهنود و الفادريون من النصارى اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين. آمين

سبق نمبر ۹۵.... ہمارے زمانہ کے ان مذاہب کے بارہ میں جو اسلام کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں

اہل حق ان میں سے اہل سنت والجماعت ہیں جو منحصر ہیں باجماع ان حضرات کے جن کا اعتبار کیا جاتا ہے حنفیہ شافعیہ مالکیہ اور حنابلہ میں اہل ہوا ان میں غیر مقلدین ہیں جو کہ اتباع حدیث کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ انہیں اس دعویٰ کا حق حاصل نہیں اور جاہل صوفی اور مبتدعین میں سے ان کے پیرو ہیں اگر چہ بعض ان میں سے علماء کی سی صورت میں ہیں اور روافض و نیچری جو کہ معتزلہ کے مشابہ ہیں لہٰذا اے مخاطب! تو ان سے بچ ورنہ ان کی خواہش نفسانی سے پلید ہو جائے گا۔

اور بہرحال کافروں کے فرقے ہندوستان میں ان میں عناد اور دشمنی میں زیادہ سخت ہندوؤں میں سے قوم آریہ ہے اور نصاریٰ کے پادری ہیں۔ ترجمہ: اے اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھا راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام واکرام کیا نہ کہ ان لوگوں کی جن پر تو نے غضب کیا ہے نہ گمراہوں کی راہ پر۔

الدرس السادس والتسعون

فی بعض المزارات التی تزار فی زماننا

اشهرها وانورها مرقد سیدی خواجه معین الدین فی الاجمیرو سیدی علاء الدین الصابر فی کورة کلیر قریبا من رورکی وسیدی قطب الدین الکاکی فی قریة مهر ولی من مضافات دهلی والسلطان نظام الدین فی الدهلی والشیخ فرید الدین فی باک بتن من الفنجاب و قطب العالم عبدالقدوس فی الکنکوه وشاه مینا فی لکنو والشیخ محب الله فی اله آباد والشیخ عبدالحق فی ردولی والشیخ مجدد الالف الثانی فی سرهند لکن ایاک ان تزور فی ایام الاعراس فتضررا کثر مما تنتفع.

سبق نمبر ۹۶ .... ان مزارات کے بیان میں جو ہمارے زمانہ میں زیارۃ گاہ ومرجع عام وخاص ہے

سب سے زیادہ مشہور اور منور مزار حضرت سیدی خواجہ معین الدین کا اجمیر میں ہے اور سیدی علاء الدین صابر کا مزار رڑکی کے قریب کلیر میں ہے اور سیدی قطب الدین کاکی بستی مہرولی از مضافات دہلی میں ہے اور سلطان نظام الدین کا دہلی میں اور شیخ فرید الدین کا پاک پتن پنجاب میں اور قطب العالم عبدالقدوس کا گنگوہ میں اور شاہ مینا کا لکھنو میں اور شیخ محب اللہ بہاری کا الٰہ آباد میں اور شیخ عبدالحق صاحب کا

دہلی میں اور شیخ مجدد الف ثانی کا سرہند میں لیکن عرسوں کے وقت ان کی زیارت کرنے سے بچنا چاہیے کیونکہ اس وقت ضرر اور نقصان نفع سے زیادہ پہنچتا ہے۔

الدرس السابع والتسعون

فی بعض اطباء الدواء والدعاء فی زماننا

من الیونانیین الحکیم عبدالمجید خان فی الدهلی هو جالینوس وقته والحکیم عبدالعزیز فی لکنو ومن الدکتورین الحکیم عبدالرحمن فی مظفر نگر و خلیق و شفیق ولکن ایاک ان تستعمل الدواء الحرام فانه رائج فی الطب الیونانی بقلة وفی الداکتری بکثرة ومن اهل العزائم الحاج السید محمد عابد الدیوبندی وهو کامل فی هذا الفن و مع هذا فهو صاحب النفس القدسیة لا یطمع ولا یمنع.

سبق نمبر ۹۷.....ہمارے زمانہ کے بعض روحانی اور جسمانی طبیبوں کے بیان

حکماء یونان سے حکیم عبدالمجید خاں صاحب دہلی میں ہیں اور وہ اپنے وقت کے جالینوس سمجھے جاتے ہیں اور حکیم عبدالعزیز ہیں لکھنو میں اور ڈاکٹروں میں سے حکیم عبدالرحمٰن ہیں مظفر نگر میں اور یہ نہایت باخلاق اور شفیق آدمی ہیں لیکن احتراز کر حرام دواء کے استعمال کرنے سے اس لئے کہ وہ طب یونانی میں بہت کم رائج ہے اور ڈاکٹری دواؤں میں کثرت سے شامل کی جاتی ہیں اور اہل عزائم میں سے حاجی سید محمد عابد دیوبندی ہیں جو اس فن کمال مہارت رکھتے ہوں۔

❀❀❀

الدرس الثامن والتسعون فى العلوم والصنائع المحمودة مما فى زماننا

اما العلوم النافعة المحمودة فللعوام المسائل الفقهية حسب ماتمس لهم الحاجة اليها والعقائد المنصوصة الضرورية التى تحملها عقولهم وشیء من الترغیب والترهيب ونبذمن حكايات الانبياء والصلحاء فقط ولا يوذن لهم فى دقائق الكلام والتصوف وادلة الحكام و ترجمة القرآن الكريم والحديث العظيم واقوال اهل الاسرار و افعالهم فتفتتن عقولهم واما للخواص فالصرف والنحو والبلاغة والادب وقد رضروری من المنطق وشیء من اصطلاحات الفلسفة فان مسائلها ودلائلها فاسدة مبنية على الفاسدة ولا يحتاج اليها والفقه والاصول والحديث والقراءة والتفسير والسلوک والسيرو التاريخ فحسب ولا تغتر بطلبة زماننا فانهم يضيعون اوقاتهم فيما لا يعنى ولا يغنى عنهم شيئا ر كمايضر الفلسفة القديمة تضر الفلسفة الجديدة اكثر منها بل لا مر ما يضر اللسان الانكلشی لا محالة ولا يعتد بعذر توقف طرق المعيشة عليه فلو فرض والعياذ بالله تعالىٰ توقف المعيشة على النصرانية اتطيب انفسهم بها لا ولادهم فان الله هو الرزاق ذوالقوة المتين والسبب الظاهرى للمعاش المناسب لاهل الصلاح الطب اوالتعليم والكتابة اوالتجارة او عمل اليد اياما تسامحت به النفس واسلم خدمات الملک مکان فی الاسکول والريل والداک واما غيرها من مناصب الحكومة ففى اكثره خطر.

سبق نمبر ۹۸.... علوم اور پسندیدہ صنعتوں کے بیان میں جو ہمارے زمانہ میں مروج ہیں

لیکن عوام کے لئے مفید اور پسندیدہ علوم مسائل فقہیہ ہیں مگر جس قدر انہیں ضرورت ہو اور وہ ضروری منصوص عقائد بھی ہیں جنہیں ان کی عقلیں برداشت کر سکتی ہوں اور کچھ حصہ ترغیب و ترہیب میں سے انبیاء علیہم السلام و صلحاء رحمہم اللہ کی چند حکایات اور واقعات فقط۔ اور عوام کو دقیق باتیں تصوف ادلہ احکام ترجمہ قرآن کریم و حدیث شریف اور اہل اسرار کے اقوال و افعال حاصل کرنے اور جاننے کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ ان کی عقلیں فتنے میں پڑیں گی جس کی وجہ سے طرح طرح کے شبہات پیش آئیں گے لیکن خواص کے لئے صرف نحو بلاغت ادب اور ضرورت کے مطابق منطق اور کچھ اصطلاحات فلسفہ حاصل کرنا مفید ہے اس لئے کہ ان کے مسائل اور دلائل فاسد ہیں اور ان کی بنیاد بھی فاسد ہے۔ اور نہ ان کی کوئی ایسی خاص ضرورت ہے اور فقہ اُصول حدیث قرات تفسیر سلوک سیر اور تاریخ بھی علوم مفیدہ ہیں فقط اور آپ دھوکہ نہ کھائیں ہمارے زمانہ کے طالب علموں سے اس لئے کہ وہ اپنے اوقات کو لایعنی اور بے فائدہ کاموں میں ضائع کرتے ہیں۔

اور جس طرح کہ فلسفہ قدیمہ نقصان دہ ہے اسی طرح فلسفہ جدیدہ اور زیادہ مضرت رساں ہے بلکہ انگریزی زبان کی وجہ سے اس کی مضرت یقینی ہے اور یہ عذر کچھ معتبر نہیں کہ بغیر انگریزی زبان کے معیشت موقوف ہو کر تباہ ہو جائے گی کیونکہ مثلاً اگر فرض کیا جائے کہ معاذ اللہ معیشۃ نصرانیت پر موقوف ہے تو کیا وہ اپنے اور اپنی اولاد کے لئے نصرانیت کو پسند کریں گے یقیناً نہیں کر سکتے اس لئے کہ اللہ ہی رازق اور مضبوط قوت والا ہے (قرآن) اور ظاہری سبب جو مناسب ذریعہ معاش ہے اہل صلاح کے لئے وہ طب تعلیم کتابت کاپی تجارت اور دستکاری وغیرہ جن کو عرصہ سے

لوگ بھول چکے ہیں اور بہترین سرکاری ملازمتیں اسکول ریل ڈاک کی نوکریاں ہیں لیکن جو ان کے علاوہ دیگر مناصب ہیں اکثر میں خطرات ہیں۔

الدرس التاسع والتسعون فی بعض اخلاق اقوام بلادنا

البنگالیون الینهم عریکة واکثرهم مودة فیما بینهم لکن فیهم جبن وحب الاموال وقبول لعلوم الدنیا ویلیهم فی الاخلاق من یلیهم فی الافاق من اهل الفورب ویزیدون ذکاء وتوقد والافاغنة الغربیون اثبتهم جنانا وابذلهم للمهج واحماهم للدین واشدهم اعتقاد افی علمائهم ومشائخهم لکن فیهم خشونة وقلة تدبر و متابعة للغضب وحر صافی المال ویضاهیهم من یدانیهم من اهل الفنجاب لکن لیس فیهم من التصلب فی الحق ما فی الافاغنة بل هم یتاثرون من اکثر الشرو الباطل واهل الدکن والکجرات ابلغهم ادبا واطوعهم لا مراء هم واحبهم الدین واهله لکن قد اخذت البدعة منهم مجمعها لحب اکثر علماء هم و مشائخهم الدنیا فیلبسون الحق بالباطل ویکتمون الحق وهم یعلمون واهل الممالک المتوسطة من الهند ممایلی دهلی ولکنو اعدلهم اخلاقا واکملهم عقلا واسلمهم فطرة واحلمهم عند الغضب وافصحهم لسانا واقبلهم لکل کمال لکن فیهم اسرافا واترافا ورياء وخیلاء وتصنعا وترفعا فی اقوالهم وافعالهم واحوالهم وهذه فی لکنو و نواحیه اکثر منها فی دهلی و حوالیه.

سبق نمبر۹۹.... ہمارے ملک کے لوگوں کے بعض اخلاق وعادات کے بیان

بنگال کے رہنے والے لوگ زیادہ تر نرم خو اور آپس میں خوب محبت رکھنے والے ہوتے ہیں مگر ان میں بزدلی محبت مال اور علوم دنیا کو قبول کرنے کا مادہ غالب ہے اور ایسے

ہی ان کے قریب ہیں اخلاق میں وہ لوگ بھی جو قریب ہیں ان کے آفاق میں اہل یورپ میں سے اور وہ ہوشیاری اور دانشمندی میں بہت زیادہ ہیں اور مغرب کے افغان سب سے زیادہ دلیر سب سے زیادہ جان باز سب سے زیادہ دین کے حامی اور اپنے علماء و مشائخ سے سب سے زیادہ پختہ اعتقاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں خشونت اور کم فکری غصہ کی پیروی اور مال میں حرص زیادہ ہے اور ان کے مشابہ وہ لوگ بھی ہیں جو ان کے قریب رہتے ہیں اہل پنجاب سے لیکن ان کے اندر حق کے معاملہ میں وہ سختی و شدت نہیں ہوتی جو پٹھانوں میں ہوتی ہے بلکہ وہ غلط اور باطل نظریات سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور گجرات و دکن کے لوگ سب سے زیادہ باادب اور امراء کے بہت مطیع ہوتے ہیں اور دین واہل دین کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ لیکن اپنے علماء اور مشائخ کے ساتھ زیادہ محبت کرنے کی وجہ سے ان کی مجالس بدعات سے بھری ہوئی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ حق اور باطل کو ساتھ ملا کر حق کو چھپاتے ہیں حالانکہ وہ سب کچھ جانتے ہیں اور ہندوستان کے وسطی علاقوں کے لوگ جو دہلی اور لکھنو کے قریب سکونت رکھتے ہیں اخلاق میں سب سے زیادہ معتدل عقل میں سب سے زیادہ کامل سب سے زیادہ سلیم الفطرت غصہ کے وقت سب سے زیادہ حلیم زبان کے معاملہ میں سب سے زیادہ فصیح اور ہر کمال کو بہت جلد قبول کر لینے والے ہوتے ہیں لیکن ان میں اسراف ناز و نعمت دکھاوا تکلف اور اقوال و افعال و احوال میں تکبر اور بڑائی ہوتی ہے اور یہ چیزیں لکھنو اور اس کے نواح میں اکثر پائی جاتی ہیں بہ نسبت دہلی اور اس کے گرد نواح کے۔

الدرس المائة فی الافات الشائعة
فی زماننا و طریق النجاة منها

اما الافات الظاهرة فمنها الافلاس الذی احاط باكثر المسلمين و سببه قلة العلوم وكثرة العارمن الحرف والصنائع وحب الراحة

واتباع الشهوات وحب الشرة والاسراف ومنها فساد ذات البين التحاسد والتباغض وسببه الحرص والكبر ومنها قلة المطر وسببها منع الزكوة والصدقات ومنها حدوث الامراض الصعبة من الطاعون والوباء وسببه كثرة الزنا و عدم تغطية الاوانى بالليل وكثرة الوان الطعام مع اختلاف الاوقات ومنها الابتلاء بظلم الظالمين وسببه مخالفة مولاه رب العالمين والعلاج فى الكل ازالة الاسباب.

واما الافات الباطنه فمنها عموم الجهل وسببه الاكباب على الدنيا وايثارها على الاخرة المباعدة عن العلماء والنجاة منه الاستحضار فناء الدنيا والتزام مجالسة العلماء الذاهدين ومنها التدليس بالاخلاق الذميمة من الحسد والكبر والرياء والغضب والعجلة والحرص و طول الامل والنجاة منه التقرب الى اهل الله تعالىٰ الذين جمعوا بين الشريعة والطريقة ومطالعة كتب الاخلاق وسير الصالحين ومنها سوال العوام عن الدلائل ودقائق المسائل التى لا تبلغها عقولهم وسببه قلة الادب والاعراض عن العمل وعلاجه الزجر وان لا يجابوا ومنها شدة اعتقادهم فى جهلة الصوفية وسببه الجهل وعلاجه العلم ومنها غلو الطلبة فى الفلسفيات و علوم الالات وسببه الجهل عن غاية العلم و علاجه التنبه على الغاية وان لا يعلموا ما ارادوا. وملاک تلک الافات كلها و غيرها الغيبة من الله تعالىٰ علاجها الاشتغال والمراقبة ومما يعين على النجاة عن جميع الورطات وانجاح جميع الحاجات، التضرع الى رب الارض والسموات والتشفع لسيد الكائنات فى الخلوات والجلوات فلنختم

صحيفتنا هذه ببعض تلک الابيات ونسئله تعالیٰ ان يوفقنا للخيرات والحسنات وينجينا عن السيئات ويختم لنا بالايمان والسعادات فانه مجيب الدعوات وقاضى الحاجات فابيات التضرع هذه.

يامن يرى ما فى الضمير ويسمع — انت المعدلكل ما يتوقع
يامن يرجى للشدائد كلها — يامن اليه المشتكى والمفزع
يامن خزائن رمقه فى قول كن — امنن فان الخير عندک اجمع
مالى سوى فقرى اليک وسيلة — فبا لا فتقار اليک فقرى ادفع
مالى سوى قرعى لبابک حيلة — فلئن رددت فاى باب اقرع
ومن الذى ادعوه اهتف باسمه — ان كان فضلک عن فقيرک يمنع
حاشا لجوارک ان يقنط عاصيا — الفضل اجزل والمواهب اوسع

ثم الصلوٰة على النبى واله خير الانام
ومن به يتشفع و اشعار التشفع هذه.

ياحبيب الا له خذبيدى — مالعجزى سواک مستندى
كن رحيما لذلتى واشفع — يا شفيع الورى الى الصمدى
اعتصامى سوى جنابک لى — ليس يا سيدى الى احد
غير عرواک ليس فى الدارين — لعليل ذليل معتمد
صلواتى عليک فى الملوين — كان متجاوزا عن العدد
وعلى اهل بيته طرا — وعلى اله الى الابد
وعلى الصحب كلهم اجمع — هم نجوم الهدى الى الرشد
وعلى التابعين هم كانوا — لخيام السداد كالوتد
استعينوا لعاجز مضطر — شمروا ذيلكم الى المدد

ویوم الختام کان یوم الاحد سبع عشرۃ من جمادی الاولی ۱۳۱۸ا

ھجری من الھجرۃ فی تھانہ بھون تم الکتاب بعون الملک الوھاب

سبق نمبر۱۰۰..... آفتوں کے بیان میں جو ہمارے زمانہ میں مشہور ہیں ان سے نجات حاصل کرنے کے طریقہ کے بیان میں

ظاہری آفات ان میں ایک افلاس ہے جس نے اکثر مسلمانوں کو گھیر لیا ہے اوراس کا اصل سبب کم علمی حرفت وصنعت سے عار عیش وآرام سے محبت خواہشات نفسانی کی پیروی اورشہرت واسراف سے لگاؤ ہے اورایک مصیبت آپس میں جنگ و فساد حسد وبغض رکھنا ہے اوراس کا سبب حرص اور کبر ہے اورایک آفت مہلک امراض کا وبائی شکل میں پیدا ہونا ہے جیسے طاعون اور وباء وغیرہ جس کا سبب کثرت زنا کاری رات کو برتنوں کو نہ ڈھکنا اور زیادہ رنگ برنگ طعام کا استعمال اختلاف اوقات کے باوجوداوران میں سے ایک سبب قلت بارش ہے جس کا سبب زکوٰۃ صدقات کی عدم ادائیگی ہے منجملہ ان کے ظالموں کاظلم میں مبتلا ہونا ہے جس کا سبب اپنے پروردگار کی ناراضی ہےاورسب کاواحد موثر علاج ازالہ اسباب ہے بہرحال باطنی آفات ان میں ایک جہالت کا عام ہونا ہےاوراس کا سبب دنیا پر گرنا اس کو آخرت پر ترجیح دینا اور علماء سے دوری اختیار کرنا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ہر وقت فناء دنیا کا استحضار اور علماء زاہدین کی مجالس کا التزام کیا جائے اوران میں سے ایک اخلاق ذمیمہ سے تلوث و آلودگی ہے جیسے حسد کبر ریاء غضب جلد بازی لالچ اور طول امل ان سے نجات کا طریقہ ان اللہ والوں کے ساتھ تقرب حاصل کرنا ہے جنہوں نے شریعت اور طریقت کو جمع کر دیا ہے اور کتب اخلاق اور نیک لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کرنا ہے اوران میں سے ایک عوام کا دلائل اور دقیق مسائل کے بارہ میں جن تک ان کی عقلیں نہیں پہنچ سکتی ہیں سوال کرنا ہے اس کا سبب قلت ادب اور عمل کرنے سے اعراض ہے پس اس کا

علاج زجر و توبیخ اور ان کے سوالات کا جواب نہ دینا ہے اور ان میں جاہل صوفیاء کے رنھ پکا اعتقاد ہے اور اس کا سبب جہل اور علاج علم ہے اور ان میں طالبعلموں کا فلسفیات اور علوم آلات میں غلو کرنا ہے اور اس کا سبب غرض علم سے ناواقفیت ہے۔

پس اسکا علاج غرض علم سے باخبر ہونا ہے اور یہ کہ نہ جانیں اور سیکھیں جس کو چاہیں ان تمام آفات مذکورہ و دیگر آفات کی بنیاد اللہ سے دوری ہے اور اس کا علاج اشتغال مع اللہ اور مراقبہ ہے اور جو چیز تمام مصائب سے نجات کے لئے معین اور تمام حاجات میں کامیابی کا سبب ہے وہ رب ارض وسماء سے فریاد کرنا اور دعاء کرنا ہے اور سید کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ سے خلوت وجلوت میں وسیلہ پکڑنا ہے اب ہمیں اپنی یہ کتاب ان چند ابیات پر ختم کرنا چاہیے اور حق تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہمیں اچھے اور نیک اعمال کی توفیق عنایت فرمائے برے افعال واخلاق سے بچائے اور ہمارا خاتمہ ایمان واخروی سعادتوں پر کرے کیونکہ وہی ہے دعاؤں کا قبول کرنے والا اور حاجتوں کو پورا کرنے والا ابیات تضرع یہ ہیں:

(۱) ترجمہ: اے وہ ذات پاک کہ جو دیکھتا اور سنتا ہے وہ سب کچھ جو ہمارے دلوں میں پوشیدہ ہے اور تو ہی ہے ان تمام چیزوں کا مہیا کرنے والا جن کی امید کی جاتی ہے۔

(۲) ترجمہ: اے وہ ذات جو تمام شدائد میں مخلوق کی اُمید ہے اور اے وہ ذات کہ اسی کی طرف شکایت اور پناہ ہے۔ (۳) ترجمہ: اے وہ ذات جس کے رزق کے تمام خزانے اس کے لفظ کن میں پوشیدہ ہیں احسان کیجئے اس لئے کہ تمام خیر آپ ہی کے پاس جمع ہیں۔ (۴) ترجمہ: میرے پاس سوائے تیری طرف احتیاج کے کوئی وسیلہ نہیں بس تیری ہی طرف احتیاج کے ذریعہ اپنا فقر دفع کر رہا ہوں۔

(۵) میرے پاس سوائے اس کے کہ تیرے دروازہ کو دستک دوں کوئی چارہ نہیں ہے اگر تیرے در سے میں واپس کیا گیا پھر کس کے دروازہ پر جاؤں گا۔

(٦) ترجمہ: اور کون اس لائق ہے کہ میں اسے پکاروں اور اسے چلا کر آواز دوں۔ اگر آپ کا فضل وکرم اس فقیر سے مانع ہو۔ (٧) ترجمہ: یہ ممکن نہیں کہ تیرے پاس رہنے والا گناہ ومعاصی کی بناء پر مایوس رحمت ہو اس لئے کہ آپ فضل کثیر اور آپ کی بخششیں بہت وسیع ہیں پھر درود ہو تمام مخلوق سے بہترین ذات نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جن کے ذریعہ سے شفاعت طلب کی جاتی ہے اور آپ کے آل و اصحاب پر اشعار تشفع یہ ہیں۔ (٨) ترجمہ: اے اللہ کے حبیب میرے ہاتھ پکڑئیے اس لئے کہ میری عاجزی وکمزوری کے لئے تیرے اعتماد کے بغیر کوئی چیز نہیں ہے۔

(٩) ترجمہ: آپ میری ذلت وخواری پر رحم فرمائیے۔ اے مخلوق خدا کے سفارش کرنے والے! میری سفارش بے نیاز پروردگار کی بارگاہ میں فرمائیے۔

(١٠) ترجمہ: اے میرے سردار میں تیری درگاہ کے سوا کسی کے در پر نہیں جاتا اور اسے نہیں پکڑتا۔ (١١) ترجمہ: دونوں جہاں میں آپ سے بڑھ کر کوئی معتمد اور طاقت کسی ضعیف و ذلیل کے لئے نہیں ہوتا۔ (١٢) ترجمہ: میرے بے حد وحساب بقدر زمین وآسمان درود ہائے رحمت ہوں آپ کے اوپر (١٣) ترجمہ: اور درود ورحمت ہوں آپ کے تمام اہل بیت اور آپ کی اولاد پر ہمیشہ کے لئے۔

(١٤) ترجمہ: اور آپ کے تمام کے تمام صحابہ پر جو کہ ستارگان رشد وہدایت ہیں۔

(١٥) ترجمہ: اور حضرات تابعین پر بھی کہ وہ حضرات راستی و درستی کے خیموں کے لئے بمنزلہ میخ وشہتیر کے ہیں۔

مدد طلب کیجئے عاجز وناچار کے لئے اور پائچے چڑھائیے مدد کرنے کے لئے اور بحمد اللہ یہ رسالہ روز یکشنبہ سترہ جمادی الاولی ١٣١٧ ہجری تھانہ بھون میں ختم ہوا۔

مَقالاتِ حَکیمُ الامّت

8

اعمال ووظائف پر مشتمل

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی کتب ورسائل

زَوَالُ السّنة

عَن اَعْمَال السّنة

حضرت حکیمُ الاُمّت مُجدّدِ المِلّت جَامع الکمالات منبع الحسنات مَاهر العُلُوم القرآنیة، واقف الاُسرار الفرقانیة،
رَاس المفسرین مقدام الراسخین صَاحب الشریعة والطریقة، بحر المعرفة والحقیقة کاشف الاُسرار الخفی منها والجلی اعنی به

مَوْلَانَا مُحَمَّدْ اَشْرَفْ عَلٰی التَّھَانَوِیْ

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

اس میں وقتیہ احکام اعمال درج فرمائے ہیں کہ کس وقت کون سے اعمال مسنون ہیں اور کس ماہ اور کس تاریخ میں کون سے اعمال مقبول ہیں؟

زَوَالُ السِّنَةَ عَنْ اَعْمَالِ السَّنَة

سال بھر کے مسنون اعمال

تمہید

زوال السنہ عن اعمال السنہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بعد الحمد و الصلوٰۃ عرض ہے کہ صحیفہ شہرہ شہریہ الامداد کے اخیر میں بالالتزام ایک مضمون الاحکام الوقتیہ کے منجانب احقر ہوتا ہے جو اکثر تو اس ماہ کے اعمال پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ کبھی اس وقت کی کسی خاص حالت سے متعرض ہوتا ہے چونکہ اس وقت تک کہ اس کے اجراء کو دو سال ہو گئے ہیں۔ اس کے چوبیس (ہر چند کہ رسالہ ہذا کی تربیت کے وقت جمادیین ۱۳۳۵ھ کے پرچے تیار نہ تھے لیکن ان کے احکام وقتیہ کا مضمون جو کہ اس رسالہ میں مقصود ہے تیار تھا اس لئے ان کی تیاری کو حکماً پرچوں کی تیاری اور پونے دو سال کی مدت کو کسر کا اعتبار نہ کر کے دو سال قرار دیا گیا۔ ۱۲ منہ) پرچے تمام شہور کے ضروری احکام کو شامل ہیں مگر ان سے وہی حضرات منتفع ہوتے ہیں جن کے پاس کل پرچے مجتمع ہوں اور ضرورت ان کی عام ہے اس لئے مصلحت معلوم ہوا کہ ان سب کو ایک جگہ بصورت ایک رسالہ کے جمع کر دیا جائے تاکہ اسکے مستقلاً شائع ہونے سے نفع اس کا عام ہو اس لئے ان کا مجموعہ بشکل رسالہ لا کر نام اس کا زوال السنہ (بکسر السین یعنی دفع الغفلة) عن اعمال السنہ (بفتح السين بمعنى الحول) رکھا جاتا ہے۔ چونکہ ان میں مضامین غیر مخصوص بالشہور بھی بے حد نافع تھے اس لئے تبعاً ان کو بھی بعد احکام شہور کے ملحق کر دیا گیا کہیں کہیں بضرورت تقدیم و تاخیر یا قدرے ترمیم و تغییر یا اضافہ و تلخیص بھی کیا گیا ہے۔ واللہ الموفق۔

اشرف علی آخر ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

مضامین مخصوصہ بالشہور

محرم الحرام

نمبر۱: محرم کے اعمال میں صرف دو حدیثوں میں دو امر وارد ہیں ایک عاشورہ کا روزہ اور دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس روز اپنے گھر والوں پر کھانے پینے کی فراخی رکھے۔ سال بھر تک اس کی روزی میں برکت رہتی ہے اور جب اس کھانے میں فراغت ہوگی تو اگر اس میں سے کچھ محتاجوں، غریبوں کو بھی دیدیا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ لیکن اب جو لوگوں نے رسوم اپنی طرف سے گھڑ لیے ہیں وہ سب فضول اور واہیات اور گناہ کی باتیں ہیں۔

نمبر۲: بہت لوگ ان دنوں میں تعزیہ بناتے ہیں اور بعضے اس کو اس قدر ضروری خیال کرتے ہیں کہ اگر چہ گھر میں کھانے کو نہ رہے یا بالکل بھی گھر میں نہ ہو بلکہ قرض ہی لینا پڑے خواہ کچھ بھی ہو مگر تعزیہ ضرور بنے۔ خود تعزیہ کا بنانا ہی بہت بڑا گناہ ہے اور بعض کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس میں حضراتِ کربلا تشریف لاتے ہیں اور اسی لئے تعزیوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ ان کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ ان پر عرضیاں لٹکاتے ہیں یہ سب شرک ہے۔

نمبر۳: بعضے تعزیہ تو نہیں بناتے لیکن مرثیہ یا شہادت نامہ ضرور پڑھتے ہیں اور پھر اس کو پڑھ کر روتے چلاتے ہیں۔ سو شریعت میں مصیبت کے وقت قصد کر کے رونا درست نہیں۔ نیز مرثیوں اور شہادت نامہ کی اکثر روایات بالکل موضوع اور غلط ہوتی ہیں اس کے علاوہ خود التزام اس کا ناجائز ہے۔

نمبر۴: تعزیہ کے ساتھ باجے بجاتے ہیں۔ اس کے دفن کرنے کی جگہ کو زیارت گاہ سمجھتے ہیں۔ مرد و عورت آپس میں بے پردہ ہو جاتے ہیں۔ نمازیں غارت کرتے ہیں ان سب امور کی برائی ہر مسلمان جانتا ہے۔

نمبر۵: بعض لوگ ان ایام میں شربت پلاتے ہیں اور اس میں ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اس سے شہیدوں کی پیاس بجھے گی کیونکہ وہ پیاسے شہید ہوئے تھے تو سمجھنا چاہئے کہ ان کے پاس شربت نہیں پہنچتا بلکہ اگر خلوص سے شرع کے موافق ہوتا تو ثواب پہنچتا اور ثواب گرم اور ٹھنڈی چیز کا یکساں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ گرم شے کا ثواب گرم ہو اور ٹھنڈی شئے کا ثواب ٹھنڈا ہو اور پھر طرہ یہ کہ خواہ سردی ہو خواہ برسات خواہ گرمی چاہے کوئی بیمار ہو جائے مگر شربت ضرور ہو۔

نمبر۶: بعض شہروں میں اُس تاریخ میں روٹیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور ان کی تقسیم کا یہ طریقہ نکالا ہے کہ چھتوں کے اوپر کھڑے ہو کر روٹیاں پھینکتے ہیں جس سے کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں آتی ہیں اور اکثر زمین سے گر کر پیروں میں روندی جاتی ہیں جس سے رزق کی بے ادبی اور گناہ ہونا ظاہر ہے۔ حدیث میں اکرام رزق کا حکم اور اُس کی بے احترامی پر وبالِ سلبِ رزق آیا ہے۔ خدا سے ڈرو اور رزق برباد مت کرو۔

نمبر۷: اور بعض حضرات کھچڑے کی پابندی کرتے ہیں۔ اصل اس کی صرف وہ تھی جو کہ (نمبرا میں) لکھی گئی ہے۔ شاید کسی نے یہ سمجھ کر کہ کھچڑے میں اناج آ جائیں گے کھچڑا پکا لیا ہوگا۔ مگر اب اسکو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ نماز قضا ہو جائے مگر یہ قضا نہ ہو۔ سو ایسا اصرار بدعت ہے۔ نیز اکثر ان امور میں خلوص بھی نہیں ہوتا اور یہی نیت ہوتی ہے کہ لوگ کہیں گے کہ ایک سال پکا کر رہ گئے۔ اس لئے اگر یہ بدعت بھی نہ ہوتا تب بھی ثواب کچھ نہ ملتا۔

نمبر۸: بعض جہلا ان ایام میں اپنی اولاد کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کا فقیر بناتے ہیں۔ نمبر۹: بعض ان ایام میں گلکہ دھنیا مصالح تقسیم کرتے ہیں۔

نمبر۱۰: بعضے ان ایام میں شادی کرنے کو برا سمجھتے ہیں بجز دو امر مذکور (ا) سب واجب الترک ہیں۔

نمبر۱۱: بعض اُس بچے کو جو محرم میں پیدا ہوا سے منحوس سمجھتے ہیں یہ بھی غلط عقیدہ ہے۔

تنبیہ

احقر اشرف علی اس سے قبل محرم کی دسویں تاریخ کے تنہا روزہ کے استحباب کا فتویٰ دیتا تھا۔ درمختار کی روایت پر مطلع ہو کر اس سے رجوع کرتا ہے اور اب فتویٰ دیتا ہے کہ دسویں کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا بھی روزہ رکھے تو مستحب ہے اور دسویں کا مکروہ ہے اس کو میں نے اپنے رسالہ ترجیح الراجح کے حصہ چہارم میں بھی درج کر دیا ہے۔ والحمد للہ علی ذٰلک الرجوع)

صفر المظفر

نمبر۱: بعض صفر کو تیرہ تیزی کہتے ہیں اور اس کو نامبارک جانتے ہیں۔

نمبر۲: اور بعض جگہ تیرھویں تاریخ کو کچھ گھونگھیاں وغیرہ پکا کر تقسیم کرتے ہیں کہ اس کی نحوست سے حفاظت رہے یہ اعتقاد شرع کے خلاف اور گناہ ہیں۔

نمبر۳: بعض مقامات پر صفر کے آخری چہار شنبہ کو تہوار مناتے ہیں اور ایک عیدی بھی دیتے ہیں جس کا یہ مضمون ہے۔

آخری چار شنبہ آیا ہے ۔۔۔ غسل صحت نبی نے پایا ہے

اور مکتبوں میں چھٹی بھی ہوتی ہے۔ سو یہ سب ایجاد فی الدین ہے۔

لطیفہ

ایک نواب زادہ نے اپنے معلم سے جو کہ محقق تھے اس تاریخ میں عیدی مانگی۔ انہوں نے عیدی کے پیرایہ میں اس رسم کی خوب نفی کی۔

آخری چار شنبہ ماہ صفر، ہست چوں چار شنبہ ہائے دگر
نہ حدیثی شدہ دراں وارد، نہ در وعید کرد پیغمبر

❁❁❁

اضافہ بر مضمون سابق

بعض کتب تصوف میں ایک حدیث لکھ دی ہے کہ **من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنة** یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ کو ماہ صفر کے گزرنے کی بشارت دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔ آہ! اس سے بعض نے اس ماہ کی نحوست پر استدلال کیا ہے مگر یہ دلیل ثبوتاً و دلالتاً دونوں طرح مخدوش ہے یعنی نہ تو یہ حدیث سے ثابت ہے اور نہ یہ اس مضمون پر دال ہے اس کا مدلول بر تقدیر قطع نظر از عدم ثبوت یہ ہے کہ آپ کی وفات ماہ ربیع الاول میں ہونے والی تھی اور آپ لقاء اللہ مسبوق بالموت کے مشتاق تھے اور اس وجہ سے ربیع الاول کی ابتداء اور صفر کے انقضاء کی خبر کا آپ کو انتظار تھا پس اس خبر کے لانے پر آپ نے بشارت کو مرتب فرمایا چنانچہ کتب تصوف میں اسی مقصود کے اثبات و تائید کے لئے اس کو وارد کیا ہے۔ بہرحال نہ یہ دلیل ثابت ہے اور نہ اس کی دلالت ثابت پس دعویٰ نحوست منعدم و منہدم ہو گیا۔

ربیع الاوّل

اس ماہ مبارک کی یہ فضیلت کافی ہے کہ یہ زمانہ ہے تولد شریف حضور پرنور سید بنی آدم فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور جس قدر زیادہ فضیلت کسی زمانہ کی ہوتی ہے اس زمانے میں حدود شرعیہ سے تجاوز کرنا عند اللہ والرسول اُسی قدر زیادہ ناپسندیدہ ہوتا ہے اور حدود اربعہ تجاوز کرنے کا معیار صرف علم ہے اُن حدود کا بواسطہ ادلہ اربعہ شرعیہ یعنی کتاب وسنت و اجماع و قیاس مجتہد مقبول الاجتہاد و عند الاکابر الامۃ کے اور اُن ادلہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس ماہ مبارک میں جو بعض اعمال بعض عُمّال میں رائج و شائع ہو گئے ہیں مثل اہتمام انعقاد مجلس مولود شریف بہ تخصیصات معروفہ و قیود معلومہ خصوص بانضمام دیگر منکرات و مثل انقیاد عید میلاد یہ سب منجملہ افراد تجاوز عن الحدود الشرعیہ کے ہیں۔ پس لامحالہ غیر مرضی عند اللہ والرسول ہوئے البتہ حدود کے اندر رہ

کر ذکر مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منجملہ اعظم البرکات وافضل القربات ہے کہ کسی مومن کوخصوص ساعی فی اتباع السنت کو اُس میں کلام نہیں ہوسکتا۔ اگر ان مقدمات مذکورہ کے مفصل دلائل اور اس ذکر مبارک کے مشروع طریقہ کے اور خود متعدد بہ حصہ سیر وسوانح نبویہ کے معلوم کرنے کا شوق ہوتو رسائل ذیل ضرور ملاحظہ فرمایئے کہ حق بالکل واضح اور التباس بالکل زائل ہو جائے۔

نام رسائل: طریقہ مولد شریف، النور، الظہور، السرور، نشر الطیب اور بلا تحقیق کسی عمل پر یا کسی عمل کے متعلق بدلیل کسی حکم لگانے والے پر کوئی حکم لگانا مضر آخرت ہے۔

اضافہ

رسائل بالا کے ساتھ دو رسالے اور ملاحظہ کے قابل ہیں۔ الحبور۔ الشذور

ربیع الثانی

امر اوّل: اس ماہ میں ایک عمل مروج گیارہویں کا ہے جس میں چند امور قابل تحقیق ہیں۔ اوّل اس عمل کی حقیقت سو رواج حال کے موافق یہ عمل حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ کے ایصال ثواب کے لئے موضوع ہوا ہے اور احقر نے چند ثقات سے سنا ہے کہ یہ عمل خود حضرت قدس سرہ کا تھا جس سے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب ایصال فرماتے تھے اور چونکہ کوئی روایت حضرت قدس سرہ کی وفات گیارہویں تاریخ میں واقع ہونے کی نہیں چنانچہ ایک قول ربیع الآخر کی نو تاریخ کا ہے اور ایک قول سترہ تاریخ کا ہے اور شیخ دہلوی نے ماثبت بالسنۃ میں اول کو راجح اور دوسرے کو بے اصل کہا ہے اور اہل اعراس کی عادت تاریخ کی رعایت کی ہوتی ہے سو اول تغیر تو اس عمل میں باوجود دعویٰ محبت واتباع کے لوگوں نے یہ کیا ہے۔

امر دوم: ''اس عمل میں عقیدت''

اس عمل کے اکثر ملتزمین کا یہ اعتقاد ہے کہ اس عمل سے حضرت قدس سرہ کی

روح خوش ہو کر ہماری حاجات دنیویہ مالیہ وانفسیہ مثل ترقی معاش وحفظ النفس والاولاد من الآفات میں امداد فرمادے گی۔ نیز بعض کا یہ اعتقاد ہے کہ اس کے ناغہ کرنے سے حضرت کی روح مبارک ناخوش ہوگی اور اس سے کسی آفت میں مبتلا ہوجائے گا اور ایسے اعتقادات کا بوجہ استلزام اعتقاد استقلال فی التصرف نقلاً وعقلاً منکر ہونا ظاہر ہے۔ اسی طرح یہ اعتقاد ہے کہ تعین تاریخ کی شرط ہے خاص ثمراتِ مقصودہ کی اور غیر لازم کو لازم سمجھنا۔ ظاہر ہے کہ خود تجاوز ہے حدود شرعیہ سے اور بعض متکلفین جو ایسے تعینات کی کچھ اصلیں بیان کیا کرتے ہیں سو تحمیل محض وتحمل محبت ہے۔ چنانچہ شیخ دہلوی نے بعض متاخرین مغاربہ سے اول کچھ نقل پھر شیخ متقی کے قول سے اس پر استدراک فرمادیا کہ **لم یکن فی زمن السلف شیء من ذلک**۔

امر سوم: ''اس عمل میں نیت''

ان عاملین میں کل یا اکثر کی نیت اغراض ومصالح دنیویہ کی درستی ہوتی ہے حالانکہ طاعت مالیہ کے ایصال ثواب کا حاصل باعتبار ابتداء کے صدقہ ہے کچھ مال کسی مسکین پر تصدق کیا اور باعتبار انتہاء کے ہدیہ ہے کہ اس تصدق کا ثواب کسی کی روح کو پہنچادیا جیسا کہ خود وہ میت کچھ صدقہ دیتا اور اس کا ثواب اس کے پاس ذخیرہ رہ جاتا اور صدقہ وہدیہ دونوں نیت مذکورہ کے منافی ہیں۔ مثلاً اگر خود حضرت قدس سرہٗ کسی کو کچھ صدقہ دیتے تو کیا آپ کا مقصود دنیا ہوتی یا محض ثواب ہوتا۔ آپ کی شان تو بہت ارفع ہے ادنیٰ درجہ کا اخلاص بھی کسی میں ہوگا وہ اطاعت میں دنیا کو مقصود نہیں بناسکتا یہ تو صدقہ کے پہلو میں نظر تھی۔ اب ہدیہ کے پہلو کو دیکھ لیا جائے اگر حضرت قدس سرہ زندہ ہوتے اور آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کرتا تو کیا آپ سے دنیا کا کوئی کام نکالنے کی نیت سے ہوتا یا محض محبت اور حضرت کا دل خوش کرنے کے لئے ہوتا پھر اب اس نیت کو کیوں بدلا جاتا ہے اور اس نیت کے ہوتے ہوئے حضرت قدس سرہ کے ساتھ محبت وخلوص کا دعویٰ کیسے کیا جاسکتا ہے۔

امر چہارم: ''اس عمل کی ہیئت''

بجائے مساکین کے اپنے گھر والوں کو یا اغنیا کو حصہ تقسیم کیا جاتا ہے جس سے صاف شبہ ہوتا ہے کہ ایصال ثواب مقصود ہی نہیں محض خاص ہیئات کو اغراض مخصوصہ میں دخیل ہونے میں کافی سمجھا جاتا ہے خاص تعینات مثل تخصیص اطعمہ و تخصیص مقدار فلوس یا روپیوں کو ضروری سمجھتے ہیں جن کا اولاً بے اصل ہونا اور ثانیاً مزاحم اصول شرعیہ ہونا ظاہر ہے۔ بعضے ان اطعمہ کے احترام میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی چیز کا اس سے عشر بھی احترام نہیں کرتے کیا اس کو غلو نہ کہا جائے گا۔ یہ تفریطات تو عوام کی تھیں۔

امر پنجم: ''اس امر میں بعض خواص کی زلت''

بعض مشتغلین بالباطن اس عمل کے امتثال سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان حضرات کی ارواح ہم سے خوش ہو کر مقاصد سلوک میں امداد کریں گی اور فیوض باطنی پہنچادیں گے سو اس میں بھی مثل امر دوم کے محذور اعتقاد استقلال فی التصرف کا لازم ہے اور اس میں جو تاویلیں محتمل ہیں اس کی تحقیق تتمہ ثانیہ امداد الفتاویٰ صفحہ ۸ تا ۱۳ میں خوب کردی گئی ہے جو قابل ملاحظہ ہے اس امر پنجم اور امر دوم میں بجز اس کے کہ وہاں مقاصد جسمی اور یہاں روحی ہیں اعتقادی حالت میں کچھ تفاوت نہیں جو اصل منشاء ہے احتیاط کا۔

رفع شبہ

اس سے اصل عمل پر انکار کا گمان نہ کیا جائے۔ اگر کوئی مخلص عقیدہ بھی درست رکھے اور نہ عمل کو لازم سمجھے نہ اُس کی کسی قید کو، نہ حضرت کو متصرف بلا تخلف قرار دے نہ تاریخ کی تعیین کرے نہ اطعمہ وغیرہ کی اور مقصود صرف حضرت کی محبت اور آپ کے دینی احسانوں کے صلہ میں آپ کو ثواب بخشنا ہوتا کہ آپ کو ترقی مدارج قرب کا نفع ہو پھر اس خدمت ثواب رسانی پر حق تعالیٰ جو چاہے نعمت دے دے جس میں حضرت کے علم و تصرف کو دخل بھی نہ ہو۔ ایسے شخص کو اس کی اجازت ہے اور اس کے ساتھ ہی

مصلحت شرعیہ یہ ہے کہ ایسی بات سے احتیاط رکھے جس سے ظاہر بینوں کو شبہ اور سند ہو سکے۔ یعنی اول تو کسی پر اس کا اظہار نہ کرے اور نفل اطاعت ویسے بھی خفیہ افضل ہے۔ دوسرے اگر مخفی نہ رہ سکے تو اس کا مروج نام گیارہویں نہ رکھے۔ ثواب رسانی مناسب اور صحیح اور حقیقت پر دلالت کرنے کے لئے کافی عنوان ہے۔ اضافہ مزید تحقیق اس مسئلہ میں راس الربعین (یہ وعظ حسن الموعظت کے تیسرے چوتھے وعظ کا مجموعہ ہے) کے جزو ثانی مسمیٰ بہ الحضور الامور الصدور میں ملاحظہ ہو۔

جمادی الاولیٰ و جمادی الاخریٰ

ان مہینوں کی خصوصیت سے کوئی خاص عمل وارد نہیں۔

رجب

اس ماہ کی ۲۷ میں یہ اعمال مروج ہیں:

نمبر ا: روزہ جس کی روایت پر شیخ دہلوی نے ماثبت بالسنہ میں سخت جرح کی ہے صرف ایک روایت کو جو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً وارد ہے جس میں اس روزہ کو برابر ساٹھ ماہ کے روزوں کے کہا گیا ہے، شیخ نے سب سے امثل اور غنیمت کہا ہے لیکن پھر بھی ختم روایت پر یہ فرما دیا:

فھٰذا احادیث ذکرت فیما حضر عند نامن الکتاب ولم یصح منھا علی ماقالوا شیء وغایۃ الضعف وجلھا موضوع.

مگر شیخ ہی نے ایک حدیث بروایت ابن ابی شیبہ وطبرانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صوم رجب پر لوگوں کے ہاتھوں پر مارتے تھے اور جبراً کھانے میں ڈلواتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ماہ جاہلیت میں معظم تھا اسلام میں متروک ہوگیا۔ خیر اگر کوئی روزہ ہی رکھے تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہ سمجھے۔ دوسرے اس کو ہزاری یعنی ہزار روزہ کے برابر ثواب میں نہ سمجھے کہ اس میں منقول کی تغیر ہے۔ تیسرے اس کو حدیث صحیح کے برابر نہ سمجھے۔ غایت سے غایت

ضعیف سمجھ لے اور اس کو بھی کسی فقیہ سے تحقیق کر لے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بیان فضیلت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ممانعت میں عملاً کس کو ترجیح ہوگی۔

نمبر۲: رجبی یعنی اس کو معراج شریف کی تاریخ سمجھ کر اس میں اس کا بیان کرنا یہ بھی بناء غیر الواقع علی غیر الواقع ہے کیونکہ شیخ دہلوی نے ما ثبت بالسنہ میں اس تاریخ میں وقوع معراج ہی کا انکار کیا ہے بلکہ رمضان کی یا ربیع الاوّل ۲ ہجری نبوت کی ۱۷ تاریخ کو منقول کہا ہے اور عینی نے ربیع الاول میں اس کے وقوع کو اکثر کا قول کہا ہے۔ بلکہ ابن خرم سے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور سدی کا قول شوال کا اور بعض کا قول ذی الحج کا لکھا ہے اور ابن عبد البر و نووی سے رجب کہا ہے تو یہ کل پانچ قول ہوئے اور بروایت ابن شیبہ جابرؓ و ابن عباسؓ سے دوشنبہ کا دن نقل کیا ہے (ج ۸ ص ۸۰) باقی خود اس رجبی میں جو امور منضم ہو گئے ہیں وعظ السرور میں ان کی تحقیق کر دی گئی ہے۔

نمبر۳: بعض جگہ تبارک کی روٹیوں کی رسم ہے جس کی سرے ہی سے کچھ اصل نہیں۔

نمبر۴: اس ماہ کا نام مریم روزہ عوام مستورات میں مشہور ہے۔ اور ما ثبت بالسنہ میں شیخ کے لکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لقب ۱۵ تاریخ کا مشہور تھا اور پھر اس کو بھی بے اصل فرمایا ہے۔

نمبر۵: نیز شیخ نے صلوٰۃ الرغائب کا بھی ابطال کیا ہے۔ البتہ انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس ماہ کے متعلق یہ عمل ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ کے داخل ہونے کے وقت یہ فرماتے تھے۔

اللّٰھم بارک لنا فی رجب وشعبان و بلغنا رمضان (نقلہ الشیخ ایضًا)

ضمیمہ متعلقہ رجب المرجب

علامہ شامی نے بعض اہل مکہ کی عادت رجب میں عمرہ کے اہتمام کے ذکر کرنے کے ساتھ یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ امر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ قول سے ثابت ہے اور نہ فعل سے البتہ اس قدر مروی ہے کہ عبداللہ بن الزبیرؓ بناء کعبہ کی تجدید سے ستائیس رجب

کے ذرا قبل جب فارغ ہوئے تھے تو بطور شکر یہ کے کچھ جانور بھی ذبح کئے گئے تھے اور اہل مکہ کو عمرہ کرنے کے لئے فرمایا تھا اور صحابہ کا فعل بھی حجت ہے (صفحہ ۴۴۵ ج ۲) احقر عارض ہے کہ بلکہ رجب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرہ فرمانے کی نفی صحیح مسلم کی حدیث میں وارد ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کبھی عمرہ نہیں فرمایا (ص ۴۰۹ ج ا) اور حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے فعل کا اتباع تین امر پر موقوف ہے۔ ایک یہ کہ سنداس قصہ کی صحیح ہو تو وہ غیر معلوم دوسرے یہ کہ عقائد عوام میں غلو نہ ہو جائے اور ہمارے وقت میں غلو شاہد ہے۔ تیسرے یہ کہ مقصود ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا اس پر استدامت ہو اور اس کا دعویٰ محض بلا دلیل ہے وہ خاص اسی وقت کے ساتھ متعلق تھا کہ ایک تازہ نعمت ظاہر ہوئی تھی اس پر دوام ایک گونہ عید منانا ہے جس کا غیر مشروع ہونا وعظ السرور میں مفصل و مدلل مذکور ہے۔

فائدہ

منجملہ اسباب زیارت فضیلت اس ماہ کے یہ ہے کہ بقول سہل بن عبداللہ تستری حسب روایت حافظ خطیب بغدادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطن مادر میں اسی ماہ رجب شب جمعہ میں تشریف لائے۔

کذا فی المورد الروی فی المولود النبوی للقاریؒ

شعبان

نمبرا: پندرہویں (شعبان کے ختم مضمون کے قریب عنوان تنبیہ کے ذیل کا مضمون ملاحظہ ہو۔ ۱۲ منہ) شب شعبان میں مردوں کے لئے گورستان میں جا کر دعا و استغفار کرنا مستحب ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔

نمبر ۲: اگر کچھ صدقہ خیرات یا کھانا وغیرہ بھی پکا کر بخش دیا جائے کوئی مضائقہ نہیں۔

نمبر ۳: اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا خواہ خلوت میں یا جلوت میں افضل

ہے لیکن اجتماع کا اہتمام نہ کیا جائے۔

نمبر۴: پندرہویں تاریخ شعبان کو روزہ رکھنا مستحب ہے اور بہت فضیلت آئی ہے۔

نمبر۵: ۲۹ شعبان کو اگر چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ کو گیارہ بجے تک شہادت کا انتظار کرنا چاہئے۔ اس خیال سے روزہ رکھنا کہ اگر رمضان ثابت ہوگیا تو یہ روزہ رمضان میں محسوب ہوجائے گا ورنہ نفل ہوجائے گا یہ مکروہ ہے۔ اس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

نمبر۶: شعبان کے چاند کو اہتمام سے دیکھنے اور اس کی تاریخوں کا رمضان المبارک کے لئے خاص طور سے یاد رکھنے کا حدیث شریف میں حکم آیا ہے۔

نمبر۷: شب برأت کو خصوصیت کے ساتھ حلوا پکانا اور اس کو حکم شرعی جاننا زیادۃ فی الدین ہے۔

نمبر۸: اس حلوے کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک جب شہید ہوا تھا تو آپ نے حلوہ نوش فرمایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت امیر حمزہؓ کی شہادت اسی دن میں ہوئی تھی یہ ان کی فاتحہ ہے۔

یہ سب بے اصل ہے، یہ دونوں واقعے شوال کے ہیں۔

نمبر۹: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شب برات سے پہلے اگر کوئی مرجائے اور شب برأت کو اس کی فاتحہ نہ دلائی جائے تو وہ مردوں میں شامل نہیں ہوتا یہ بالکل لغو ہے۔

نمبر۱۰: بعض لوگ اس تاریخ میں مسور کی دال ضرور پکاتے ہیں یہ بھی بے اصل ہے۔

نمبر۱۱: آتشبازی مطلقاً خصوص اس رات میں بالکل معصیت ہے۔

نمبر۱۲: آتشبازی کے لئے اپنے بچوں کو پیسے دینا یا ان کے لئے خریدنا یا کسی قسم کی اعانت اس کے متعلق کرنا بھی ناجائز ہے۔

نمبر۱۳: تاریخ شعبان کو تہوار منانا اور عید بقرعید کی طرح بچوں کو کپڑے پہنانا اور عیدی دینا بے اصل ہے۔

نمبر۱۴: مکتب کے معلموں کو اس دن میں مثل عید کے تعطیل بھی نہیں کرنا چاہئے۔

نمبر۱۵: اس شب میں برتنوں کا بدلانا اور گھر لیپنا اور چراغوں کا زیادہ روشن کرنا بلا دلیل ہے۔

اضافہ

فضائل ماہ و مطلق صوم دراں نمبر(۱) ارشاد نبوی۔ شعبان میرا مہینہ ہے۔ (دیلمی)

نمبر(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کثرت سے روزہ رکھتے (شیخین وموطا ابوداؤد)

نمبر(۳) ارشاد نبوی۔ شعبان درمیان رجب و رمضان کے ہے اس میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ (بیہقی)

فضائل شب برات و عبادت دراں یعنی شب ۱۵ شعبان و صوم تاریخ ۱۵

نمبر۱: ارشاد نبوی۔ حق تعالیٰ شب نصف شعبان میں آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور سب گناہ گاروں کی مغفرت فرمادیتا ہے (یعنی جو مغفرت مانگے) بجز مشرک کے یا مشاحن کے یعنی جس کے دل میں کینہ ہو (بیہقی) اور اوزاعی نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ جو شخص بدعت والا جماعت حق سے الگ ہونے والا ہو اور ایک روایت میں ان لوگوں کا استثنا اور آیا ہے ظلم سے محصول لینے والا۔ جادوگر۔ غیب کی خبریں بتلانے والا جیسے آج کل کے فال والے اور حاضرات والے اور عملیات والے کرتے ہیں۔ عریف یعنی ہاتھ کے خطوط یا دیگر آثار دیکھ کر بتلانے والا سرہنگ ظالم۔ جابی یعنی جو حاکم کو ناجائز محصول کے طریقے بتلادے۔ کوبہ یعنی طبل یا نرد والا۔

عرطبہ۔ یعنی طنبور والا (نوفل عن علی) اور ایک روایت میں قاطع رحم کا بھی استثناء آیا ہے (سعید بن منصور) اور ایک روایت میں ان کا بھی استثناء آیا ہے ٹخنے سے نیچے ازار پہننے والا۔ ماں باپ کو آزار دینے والا ہمیشہ شراب پینے والا (بیہقی) یعنی یہ زیادہ برا ہے ورنہ ایک بار شراب پینے والا بھی فاسق و مبغوض حق ہے۔

نمبر۲: ارشاد نبوی۔ نصف شب شعبان میں عبادت کرو اور اس کی صبح کو روزہ رکھو

حق تعالیٰ غروب شمس ہی کے وقت آسمان دنیا پر تشریف لاکر ارشاد فرماتے ہیں "کوئی مغفرت مانگنے والا ہے کہ میں اس کو بخشوں، کوئی طالب رزق ہے کہ اس کو رزق دوں۔ کوئی مبتلائے مصیبت ہے کہ اس کو عافیت دوں ہے کوئی ایسا! ہے کوئی ایسا!" یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ و بیہقی)

نمبر۳: ارشاد نبوی۔ اس شب میں اخلین اور روز مین اور جس کو حج کی توفیق ہوگی سب لکھے جاتے ہیں۔ (بیہقی)

نمبر۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب (کہ وہ شب تھی) میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا میں تلاش کو نکلی، آپ بقیع (قبرستان مدینہ) میں تھے آپ نے فرمایا اس شب میں اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے زیادہ کی بخشش فرما دیتا ہے (ابن ابی شیبہ و ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی)

نمبر۵: عطاء بن یسار نے کہا کہ شب نصف شعبان میں ملک الموت کو ایک فرد دی جاتی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ جو جو اس میں درج ہیں ان کی جان اس (سال میں) قبض کرنا تو بعضا آدمی درخت لگا رہا ہے اور بیبیوں سے نکاح کر رہا ہے اور مکان تعمیر کر رہا ہے اور اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

منکراتِ ماہِ ہٰذا

بہت سے چراغ روشن کرنا اور لہو ولعب کے لئے جمع ہونا، آتش بازی میں مشغول ہونا اور غالباً یہ عمل ہنود کی دیوالی سے لیا گیا ہے علی بن ابراہیم کا قول ہے کہ زیادہ روشنی کرنا یہ بعض برامکہ سے شروع ہوا ہے۔ یہ لوگ اصل میں آتش پرست تھے جب اسلام لائے تو انہوں نے یہ رسم اسلام میں داخل کی تا کہ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے وقت آگ کو سجدہ کریں۔ پھر آئمہ ہدیٰ نے ان منکرات کو باطل کیا اور آٹھویں صدی کے شروع میں بلادِ مصریہ و شامیہ میں ان منکرات کا خوب قلع قمع کیا گیا (عجب نہیں کہ یہ آتش بازی بھی اسی کا شعبہ ہو) ھذا کلہ من ماثبت بالسنۃ للشیخ الدھلوی. اور بعض حدیثوں

میں جو نصف شعبان کے بعد روزہ کی ممانعت آئی ہے یہ اس شخص کے لئے ہے جس کو احتمال ہو کہ ضعف ہو جائے گا۔ پھر رمضان کا روزہ، بے رغبتی سے رکھا جائے گا۔

تنبیہ

مضمون بالا کے نمبر ۱، ۲ میں جو سرخی شعبان کے متصل ہیں بعض علماء نے کلام فرمایا اور بعد محاکمہ دوسرے علماء کے نمبر ۲ سے احقر نے رجوع کر لیا۔ پس اس پر بہ تخصیص وقت عمل نہ کیا جائے اور نمبر (۱) محاکمہ کے بعد بھی سالم رہا اور عالمگیریہ میں بھی مذکور ہے وہ باقی ہے۔ مگر اس میں بھی یہ شرط ہے کہ اس کو اعتقاداً یا عملاً لازم نہ کر لیا جائے تفصیل اس کلام و محاکمہ کی ترجیح الراجح حصہ سوم میں مذکور ہے۔

(یہ حصہ تتمہ ثالثہ امداد الفتاویٰ کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔)

رمضان

صوم نمبر ۱: بلا وجہ شرعی روزہ کو ترک کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔

نمبر ۲: روزہ کی غرض قوت بہیمیہ کے منکسر کرنے میں منحصر نہیں ہے اصل وجہ خدا و رسول کا حکم ماننا ہے۔

نمبر ۳: روزہ کی نسبت تمسخر کے کلمات کہنا مثلاً یہ کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر اناج نہ ہو یا یہ کہ ہم سے بھوکا نہیں مرا جاتا کفر ہے۔

نمبر ۴: بلا ضرورت صرف روزہ چھوڑنے کے واسطے سفر کرنا یا بیمار بن جانا ناجائز ہے۔

نمبر ۵: اچھا خاصا تندرست آدمی روزے کے بدلے فدیہ دینے سے روزہ سے بری نہ ہو گا۔ اسی طرح بیمار بھی جب تک اچھا ہونے کی امید ہو فدیہ پر کفایت نہیں کر سکتا قضا واجب ہو گی۔

نمبر ۶: جو افطار شرعی عذر سے ہو اور اس عذر کے دفع ہونے کے وقت کچھ دن باقی رہے تو کھانے پینے وغیرہ سے رکنا چاہیے۔

نمبر ۷: بچوں کو بالغ ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کی عادت ڈالو۔ جو وہ متحمل

ہوسکیں ورنہ بعد بلوغ کے ان کو روزہ رکھنا دشوار ہوگا۔

نمبر۸: بعضے لوگ سفر میں یا مرض میں جان کو آ جاتے ہیں لیکن افطار نہیں کرتے اس کی بھی ممانعت ہے۔...... نمبر۹: اگر شیر خوار بچہ کو والدہ کے روزہ رکھنے سے تکلیف وضرر ہوتو افطار کرنا چاہئے بعد میں قضا کرلے۔...... نمبر۱۰: محض خوشی منانے اور اپنا حوصلہ نکالنے کے واسطے بہت کم سمجھ بچوں سے روزہ رکھوانا ممنوع ہے۔

نمبر۱۱: روزہ میں غیبت، نگاہِ بد اور تمام معاصی سے بہت اہتمام سے بچو۔ روزہ میں دل بہلانے کے واسطے ان معاصی کا مرتکب ہونا اور اسی طرح چوسر، گنجفہ کھیلنا ہارمونیم، گراموفون بجانا اشد درجہ حرام ہے۔...... نمبر۱۲: جس طرح معاصی سے بچنا ضروری ہے اسی طرح لایعنی اور فضول کلام سے بھی بچنا چاہئے۔

نمبر۱۳: رمضان المبارک میں غذائے حلال کا بہت زیادہ خیال رکھو۔

نمبر۱۴: منجھلے روزہ کا زیادہ اہتمام کرنے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔

فائدہ

تجربہ اور مشاہدہ سے رمضان المبارک کا یہ خاصہ ثابت ہوا ہے کہ رمضان المبارک میں جن معاصی اور ناجائز نفسانی خواہشوں سے آدمی بچتا ہے، تمام سال اس کا یہ اثر رہتا ہے کہ بچنا آسان ہوتا ہے۔ اس لئے ہمت کرکے اس ماہ میں تمام معاصی خواہ اعضاء ظاہری سے ان کا تعلق ہو یا قلب سے سب سے بچو۔

سحور

نمبر۱۵: بعض لوگ آدھی رات ہی سے سحور کھالیتے ہیں اس سے ثواب کامل سحور کا نہیں ہوتا۔

نمبر۱۶: اور بعض اس قدر تاخیر کرتے ہیں کہ صبح صادق ہونے کا شبہ ہوجاتا ہے اس سے بھی احتراز بہت لازم ہے۔

نمبر۱۷: بعض لوگ سحر تو مناسب وقت کھاتے ہیں مگر فضول حقہ و پان میں اس قدر دیر کرتے ہیں کہ اشتباہ ہوجاتا ہے۔

افطار۔ نمبر ۱۸: افطاری کھانے میں اس قدر مشغولی کہ مغرب کی جماعت فوت ہوجائے بہت ہی خسارہ کی بات ہے۔

نمبر ۱۹: بہتر یہ ہے کہ روزہ مسجد میں افطار کیا کریں تا کہ جماعت نہ جائے۔

نمبر ۲۰: افطاری کی حرص سے گھر پر مغرب کی نماز پڑھنا اور مسجد و جماعت سے محروم رہنا بڑی کم ہمتی کی بات ہے۔...... تراویح۔ نمبر ۲۱: فارغ ہونے کی جلدی میں وقت سے پہلے کھڑے نہ ہونا چاہئے ورنہ ترک فرض کا گناہ سر پر رہے گا۔

نمبر ۲۲: عشاء کی اذان تراویح کی جلدی ہونے کے خیال سے وقت سے پہلے نہ کہلائیں۔........... نمبر ۲۳: قرآن شریف نہ بہت تیز پڑھیں کہ کچھ سمجھ میں نہ آئے اور نہ اس قدر ٹھہر کر کہ مقتدیوں کو تکلیف ہو۔

نمبر ۲۴: ثناء تسبیحات وتشہد ودرود وتراویح میں اطمینان کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

نمبر ۲۵: اجرت مشروطہ یا معروفہ پر تراویح میں قرآن سنانا ناجائز ہے۔

نمبر ۲۶: ایسے بچوں کو امام بنانا کہ جن کو طہارت اور نماز کے مسائل معلوم نہیں ہیں اگرچہ وہ بالغ ہوں مناسب نہیں ہے۔

نمبر ۲۷: ختم قرآن شریف پر شیرینی کا اہتمام والتزام نہ کرنا چاہئے خاص کر چندہ کر کے شیرینی تقسیم کرنا تو اور بھی زیادہ مفاسد کو مشتمل ہے۔

نمبر ۲۸: ختم قرآن کے دن مسجد میں روشنی کا خاص اہتمام ثابت نہیں بلکہ معصیت واسراف ہے۔

نمبر ۲۹: نامحرم حافظوں کو گھر میں بلا کر عورتوں کا قرآن سننا مفاسد سے خالی نہیں ہے۔

صدقۂ فطر

نمبر ۳۰: صدقہ فطر نصاب ہونے سے جیسا اپنی طرف سے واجب ہے اسی طرح اپنے بچوں کی طرف سے بھی واجب ہے۔........... نمبر ۳۱: مسجد کے موذن اور امام اور سقہ کو اجرت میں صدقہ فطر دینے سے صدقۂ فطر ادا نہیں ہوتا۔

تنبیہ

باقی مسائل و احکام متعلقہ رمضان المبارک بہشتی زیور میں دوسرے ضروری مضامین رسالہ تنزیہ رمضان میں دیکھو۔

اضافہ

ہلال کے مفصل احکام معلوم ہونے کی بھی زیادہ ضرورت ہے اس لئے یہاں اس کے متعلق ضروری و غیر مشہور احکام تتمات امداد الفتاویٰ سے بحذف بعض دلائل بحوالہ صفحات نقل کئے جاتے ہیں۔ دلائل کے لئے ان صفحات کا مطالعہ ممکن ہے

(صفحہ ۴۰ تتمہ ثالثہ قلمی امداد الفتاویٰ)

سوال: جس شہر میں بوجہ ابر و غبار یا مطلع صاف ہونے کی صورت میں ۲۹ شعبان یا رمضان کو چاند نظر نہ آیا ہو کیا وہ مکلف ہیں یا نہیں کہ کوشش کر کے دوسرے شہروں سے خبریں منگائی جائیں؟

الجواب: چونکہ کوئی حکم بلا دلیل ثابت نہیں ہوتا اور اس کے وجوب کی کوئی دلیل نہیں لہٰذا یہ امر واجب نہیں۔

سوال (تتمہ سوال سابق) اگر مکلف ہیں تو وہ کون سے ذریعے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے خبریں منگائی جائیں اور وہ قابل اعتبار ہوں اور جب معتبر ذریعہ سے خبر دوسرے شہروں سے آجائے تو اس شہر کے قاضی یا مفتی کو اس کا ماننا ضروری ہے یا نہیں۔ اور اگر قاضی نہ مانے اور عمل نہ کرے تو گناہ گار ہوگا یا نہیں؟

الجواب: اس کے مکلف تو نہیں لیکن اگر دوسری جگہ سے خبر آجائے تو اس کے معتبر ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ طریق موجب سے پہنچے اور طریق موجب یہ ہیں: ایک شہادت بالرویۃ۔ دوسرے۔ شہادت علی الشہادت بالرویۃ۔ تیسرے شہادت علی حکم الحاکم۔ چوتھے استفاضہ۔ جو حکم حاکم کے حکم میں ہے۔

كذا في الدر المختار. قوله شهدوا انه شهد الى قوله مجتبى

وغیرہ وفی ردالمحتار من قولہ لانہ حکایۃ الی قولہ لمجردالشیوع (ج۲ ص ۵۰ ص ۱۵۱.) وکما فی درالمحتار من قولہ فیلزم اھل المشرق الی قولہ کما مروفی ردالمحتار من قولہ بطریق موجب الیٰ قولہ لانہ حکایۃ (ج ۲ ص۱۵۵)

اور جب ان ذرائع سے خبر آئے گی اس پر عمل واجب ہے اور ظاہر ہے کہ ترک واجب معصیت ہے لیکن اگر کسی کے اجتہاد میں وہ طریق موجب نہ ہوتو وہ معذور ہے اور رمضان میں جس طرح رویت پر ایک کی شہادت معتبر ہے اسی طرح اس شہادت پر بھی ایک کی شہادت معتبر ہے۔فی درالمختار ویقبل (اے فی رمضان) شہادۃ واحد علی آخر الخ ج ۲ ص ۱۴۶ اور اسی طرح جہاں حاکم نہ ہو فطر میں عدد تو ضروری ہے لیکن لفظ شہادت ضروری نہیں۔ کذا فی الدرالمختار ایضاً ولو کانوا ببلدۃ لاحاکم فیھا صاموا بقول ثقۃ وافطروا باخبار عدلین مع العلۃ (ج۲ ص ۱۴۶)

سوال: چاند کے دیکھنے کی خبر ایک شہر سے یا چند شہروں سے بذریعہ تار یا خط آئے تو وہ قابل اعتبار ہے یا نہیں؟

الجواب: چونکہ تار میں اس کی کوئی علامت نہیں کہ کس کا تار ہے نیز اس میں غلط اور خلط بھی کثیر ہوتا ہے اس لئے معتبر نہیں۔

سوال: ایک شہر سے یا چند شہروں سے ایک شخص یا چند شخصوں کے خطوط کے ذریعے سے رویت ہلال کی خبر آئی کہ ہم نے ۲۹ کو چاند خود اور بہت سے لوگوں نے دیکھا یہ قابل اعتبار ہے یا نہیں؟ اور عوام الناس کے اور قاضی کے نام کے خط میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

الجواب: فی ردالمحتار والظاھر انہ یلزم اھل القریٰ الصوم بسماع المدافع اورؤیۃ القناویل من المصر لانہ علامۃ ظاھرۃ تفید غلبۃ الظن وغلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل کما صرحوا بہ واحتمال کون ذلک لغیر رمضان بعیداذلا یفعل مثل ذلک عادۃ فی لیلۃ الشک الا لثبوت رمضان ج ۲ ص

۱۴۶ وفی الدرالمختار لایعمل بالخط الا فی مسئلة كتاب الامان ويلحق به البراات ودفتر بياع وصراف وسمسار وجوزه محمد لروا وقاص وشاهد ان يتقن به قيل وبه يفتى واطال فى ذالك صاحب ردالمحتار ورجح العمل به اذا امن من التزوير (ج ص۵۴۶ الیٰ ص ۵۴۹)

اس سے معلوم ہوا کہ جو مضمون زبانی حجت ہے وہ خط سے بھی حجت ہے جب خط کی شناخت اوراس کے واقعی ہونے پر اطمینان ہواور قاضی عرفی اور عوام برابر ہیں۔

سوال: ایک شہر میں ۲۹ شعبان کو بوجہ ابر وغبار چاند دکھائی نہیں دیا۔ کسی دوسرے شہر کی شہادت قابل اعتبار گزری کہ ۲۹ تاریخ کو شعبان کا چاند فلاں مقام پر میں نے دیکھا ہے جس کو قاضی نے مان لیا اور اس شہادت کے اعتبار سے رمضان المبارک کی ۳۰ تاریخ کو مطلع صاف ہونے کی صورت میں بھی چاند نظر نہیں آیا تو ایسی صورت میں جبکہ اس شہر کی رویت کے حساب سے ۲۹ ہے اور اس شہادت کے حساب سے تیس تاریخ ہوتی ہے پس کیا کرنا چاہئے اور اگر وہ گواہ خاص اسی شہر میں ۲۹ شعبان کو چاند دیکھنا بیان کریں اور فوراً حاضر نہ ہوں تو ایسی صورت میں کچھ فرق ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب: فى الدر المختار. ولو صاموا بقول عدل حيث يجوزوغم هلال الفطر الخ فى ردالمحتار عن المعراج عن المجتبى ان حل الفطر هنا (اى فيما اذا غم هلال الفطر) محل وفاق وانما الخلاف فيما اذا لم تعمر ولم يرالهلال فعند هما لايحل الفطر وعند محمد يحل كما قاله شمس الائمة الحلوانى وحرره الشرنبلالى فى الامداد قال فى غاية البيان وجه قول محمد وهو الاصح ان الفطر ماثبت بقول الواحد ابتداءً بل بناء وتبعاً وكم من شیء يثبت ضمناً ولايثبت قصداً الخ (ج ۲ ص ۱۵۱)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورت مختلف فیہ ہے۔ مگر علامہ شامی کا رجحان امام محمد رحمہ اللہ

کے قول کی تصحیح وترجیح کی طرف ہے کہ باوجود مطلع صاف ہونے کے بھی عید کرلیں گے لیکن جہاں تشویش عوام کا اندیشہ ہے شیخین کے قول پر فتویٰ دینا مناسب ہے بلکہ اس کو تنبیہ بھی کرنا چاہئے فی ردالمحتار۔ **قال فی الدر و یعزر ذلک الشاهد ای لظهور کذبه** ج وص مذکور۔ اور جو گواہ خود شہر میں موجود تھا اور اس وقت حاضر نہ ہوا اور ایک مہینہ کے بعد آ کر بیان کرے اس پر اعتبار نہ کیا جائے کیونکہ اس نے ترک واجب کیا اس لئے عادل نہ رہا اور ایسا شخص مقبول الشاہدۃ نہیں۔ **فی الدر المختار وهل له ای للفاسق ان یشهد الی قوله ویجب علی الجاریة المخدرة ان تخرج** (ج ۲ ص ۱۴۶،۱۴۵)۔ البتہ اگر وہ اس توقف کا کوئی عذر جو شرعاً مسموع ہو بیان کرے تو مقبول ہوگا۔

کما فی ردالمحتار ص مذکور وقول الشارح. وهل له یفید عدم الوجوب بناء علی عدم علمه باعتقاد القاضی الخ وفی ردالمحتار وعلیه تفرع مالو شهد وافی اخر رمضان برویة هلاله قبل صومهم بیوم ان کانوا فی المصرردت لترکهم الحسبة وان جاؤ امن خارج قبلت من الفتح ملخصًا. (ج ۲ ص ۱۴۵)

سوال: بحالت صاف ہونے مطلع کے ابر وغبار سے ہلال عید اور رمضان کے لئے قاضی کو قبول شہادت کیلئے کس قدر نصاب کی ضرورت ہے اور کتب فقہ میں جو جم غفیر لکھا ہے اس سے کیا مراد اور اس میں علماء کے کیا کیا قول ہیں اور مفتی بہ قول کیا ہے؟

الجواب: اقوال مختلفہ میں سے حد صحیح یہ ہے۔

یقع العلم الشرعی وهو غلبة الظن بخبرهم وهو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر بعدد علی المذهب کذا فی المختار. (ج ۲ ص ۱۴۸)

سوال: ہلال عید ورمضان کی شہادت کے لئے شاہدوں میں عدل کی ضرورت ہے یا نہیں اور عدل کی کیا تعریف ہے؟ یعنی رویت ہلال کے بارے میں فاسق فاجر یا مستور الحال کی شہادت معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب: فی الدر المختار. الصوم مع علة كغيم وغبار خبر عدل اومستور على ما صححه البزازى على خلاف ظاهر الرواية لافاسق اتفاقاً الٰى قوله وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادت الخ وفى ردالمحتار. العدالة ملكة تحمل على ملازمة التقوىٰ والمروة والشرط ادناها وهو ترك الكبائر والاصراوعلے الصغائر وما يخل بالمروة. (ج ۲ ص ۱۴۵) اور یہ شرط خبر واحد میں ہے اور جمع عظیم مفید تواتر میں یہ شرط نہیں۔

سوال: رؤیت ہلال کے بارے میں کس قدر دور دراز کی خبر ایک شہر سے دوسرے شہر میں مانی جاسکتی ہے اس میں کچھ علماء کا اختلاف ہے یا نہیں اور مذہب حنفیہ میں اس کی بابت مفتی بہ قول کیا ہے؟

الجواب: فی الدر المختار واختلاف المطالع غير معتبر على ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوىٰ بحرعن الخلاصة فيلزم اهل المشرق بروية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رواية اولئك بطريق موجب الٰى قوله قال الكمال الاخذ بظاهر الرواية احوط (ج ۲ ص ۱۵۴. ۱۵۵)
اس سے معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول یہی ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں۔

(تتمہ: ص ۱۲۳ ج ۲ امداد الفتاویٰ ص ۶۴)

تحقیق متعلق تار

بعد نقل ایک تمہید متضمن دو مسئلہ مع دلائل کے یہ احکام ہیں۔

نمبر ۱: ایک یا متعدد تار کا مضمون دیکھنا چاہئے کہ کیا ہے اگر یہ ہے کہ یہاں چاند ہوا ہے یا فلاں شخص نے دیکھا ہے یا بہت آدمیوں نے دیکھا ہے اور اکثر تاروں کا ایسا ہی مضمون ہوتا ہے تب تو معتبر نہیں اگرچہ کتنے ہی تار ہوں اور اگر یہ مضمون ہے کہ میں نے دیکھا ہے یا فلاں شخص نے میرے سامنے اپنا دیکھنا بیان کیا یا یہاں کے فلاں حاکم

شرعی یا عالم ومفتی نے قبول کرلیا ہے یا یہاں عید ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر تار ایک ہے تو عمل جائز نہیں کیونکہ کلام ہلال عید میں ہے اور اگر دو تین ہیں اور بادل نہیں تھا تب بھی عمل جائز نہیں اور اگر دو تین تار بادل کی حالت میں آئے مگر تار دینے والے معتبر نہیں یا شناسا نہیں تب بھی عمل جائز نہیں اور اگر بادل کی حالت میں دو تین معتبر لوگوں کے آئے یا بدون بادل آٹھ دس آ گئے اور مضمون وہ ہے جو آخر میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا ہے الخ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دل گواہی دے کہ اس میں کذب اور خطا نہیں ہوئی تو عمل جائز ہے اور اگر دل گواہی نہ دے تو عمل جائز نہیں اور جہاں کوئی عالم محقق ہو وہاں عوام کے دل کی گواہی معتبر نہیں عالم کے دل کی گواہی اور ان کا فتویٰ حجت ہے اور عوام کی خود رائی کرنا یا فتوے کے خلاف کرنا جائز نہیں اور ایک جگہ کے تار کی خبر جو دوسری جگہ بذریعہ تار دی جاتی ہے چونکہ اس کا مضمون ویسا نہیں ہوتا جس کا معتبر ہونا اوپر بیان کیا ہے اس لئے وہ بھی معتبر نہیں اور یہی تفصیل صورتوں کی اور احکام کی خط میں بھی ہے عبارت سابقہ متضمنہ حکم تار میں ہر جگہ بجائے لفظ تار لفظ خط رکھ دیا جائے تو خط کے سب احکام کی تعیین ہو جائے گی۔

نمبر۲: جو طرق خبر کے معتبر ہونے کے نمبر۱ میں مذکور ہوئے ہیں چونکہ ان ممالک کے تاروں کے آنے یا منگانے میں ان کی رعایت نہیں کی جاتی لہٰذا وہ حجت نہیں۔ البتہ اگر قواعد شرعیہ کی پوری رعایت ہو تو واقع جزئیہ کو عین وقت پر کسی عالم سے رجوع کر کے حکم شرعی پوچھ لیا جائے اور صرف اختلاف مطالع حنفیہ کے نزدیک مانع قبول نہیں۔

نمبر۳: چونکہ معاملات و دیانات میں فرق ہے اسی طرح شہادت و اخبار میں بھی فرق ہے اس لئے معاملات میں عدم اعتبار شہادت مطلقاً مستلزم نہیں دیانات میں عدم اعتبار مطلقاً کو بلکہ اس میں تفصیل ہوگی جو نمبر۱ میں مذکور ہوئی۔

نمبر۴: جس طرح تار کے مضمون میں تفصیل ہے اسی طرح خط کے مضمون میں بھی ہے جو نمبر۱ میں بسط کے ساتھ مذکور ہو چکی ہے۔

شوال

نمبر۱: اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عید کی شب میں روزہ ہوتا ہے اور صبح کو کہتے ہیں کہ روزہ کھول لو یہ بالکل بے اصل ہے۔ ہاں عید کی نماز کو کچھ کھا کر جانا سنت ہے۔

نمبر۲: سویاں پکانی ضروری خیال کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے بلکہ چاہے پکائے چاہے نہ پکائے شرع میں اس تخصیص کی کوئی اصل نہیں۔

نمبر۳: کپڑوں کا بہت لوگ اہتمام کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض لوگ قرض لے کرنئے کپڑے بنواتے ہیں بعض مستعار کپڑے پہنتے ہیں اس کی بھی کوئی اصل نہیں بلکہ سنت یہ ہے کہ ہر شخص کے پاس جو کپڑے ہیں ان میں سے جو اچھے ہیں وہ پہنے۔

نمبر۴: عید الفطر کے دن بارہ چیزیں مسنون ہیں۔ شرع کے موافق آرائش کرنا، غسل کرنا، مسواک کرنا۔ عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔ خوشبو لگانا۔ صبح کو سویرے اٹھنا۔ عید گاہ سویرے جانا۔ عید گاہ جانے سے قبل کوئی شیریں چیز کھانا۔ عید گاہ جانے سے قبل صدقہ فطر دے دینا۔ عید کی نماز بلا عذر شہر میں نہ پڑھنا۔ جس راستے سے آئے اس کے علاوہ دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ پیادہ جانا اور راستہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد آہستہ پڑھتا جائے۔

نمبر۵: عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ اول یہ نیت کرے کہ ”میں دو رکعت واجب عید الفطر مع چھ تکبیروں کے ادا کرتا ہوں۔“ پھر یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللھم الخ پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ چھوڑ دے مگر بعد تیسری تکبیر کے ہاتھ باندھ لے اور امام قرأت شروع کرے اور مقتدی خاموش کھڑا رہے اور حسب دستور دو رکعت پڑھے دوسری رکعت میں بعد قرأت امام کے تین تکبیریں مثل سابق کے کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ چھوڑ دے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

نمبر۶: خطبہ عیدین کا سنت ہے اور حاضرین پر اس کا سننا واجب ہے اس وقت بولنا چالنا یا نماز پڑھنا حرام ہے۔

نمبر۷: یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ بعد نماز عید آپس میں معانقہ اور مصافحہ کرتے ہیں اور اس کو ضروری خیال کرتے ہیں یہ بالکل بدعت ہے ہاں جو لوگ باہر کے آئے ہیں اگر ان سے بوجہ ملاقات کے مثل اور ایام کے معانقہ یا مصافحہ کیا جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

نمبر۸: عید کے روز باہم ایک دوسرے کو اس لفظ سے تہنیت دینا کہ تقبل اللہ منا ومنکم یا اس کے ہم مضمون لفظ سے جیسا عید مبارک وغیرہ جائز اور فی الجملہ مستحب ہے بشرطیکہ بطور رسم کے پابندی کے ساتھ نہ ہو۔

نمبر۹: اگر عید جمعہ کے روز واقع ہو تو دونوں کی نماز لازم ہے اول واجب دوسری فرض۔

نمبر۱۰: بعض بے علم جمعہ کے روز عید واقع ہونے کو نامبارک سمجھتے ہیں یہ زعم بالکل باطل ہے بلکہ اس میں دو برکتیں جمع ہو جائیں گی کسی نے خوب کہا ہے۔

عید و عید و عیدٌ صرن مجمعہ وجہ الحبیب ویوم العید والجمعہ

ترجمہ نظم: ایک عید اور دوسری اور تیسری روئے محبوب اور عید اور جمعہ بھی۔

تنبیہ

صدقہ فطر کا بیان اوپر رمضان کے مضمون میں آچکا ہے۔

مزید احکام

نمبر۱: صدقہ فطر

بعض لوگ صدقۂ فطر مؤذنوں اور اماموں کو اس طرح دیتے ہیں کہ جب ان کو مسجد میں رکھتے ہیں تو منجملہ اور اشیاء کے ایک صدقۂ فطر کو بھی ان کی اذان یا امامت کی اُجرت میں شرط ٹھہرا لیتے ہیں کہ ہر سال صدقۂ فطر بھی ملا کرے گا تو اس طرح شرط کر کے ان لوگوں کو صدقۂ فطر دینے سے ادا نہیں ہوتا اگر ایسا کیا گیا ہے تو اس قدر

دوبارہ فقراء پر صدقہ کرنا لازم ہے ہاں اگر بغیر کسی شرط کے صرف غریب سمجھ کر ان ہی کو دے دیا جائے تو کچھ حرج نہیں ہے اور اگر کسی جگہ مشروط تو نہ ہو مگر معروف ہو تو اس وقت ان کو مسجد میں رکھتے وقت تصریحاً اس کی نفی کر دینا چاہئے کہ صدقہ فطر نہ ملے گا۔

نمبر۲ صوم

ماہ شوال میں چھ دن نفل روزہ رکھنے کی فضیلت اور دوسرے نفل روزوں سے بہت زیادہ ہے جن کو کہ شش عید کے روزے کہتے ہیں۔ لیکن اس میں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ان کو عید کے اگلے ہی دن سے شروع کر دے تب تو وہ ثواب ملتا ہے ورنہ نہیں ملتا۔ تو یہ خیال غلط ہے بلکہ اگر مہینہ بھر میں بھی ان کو پورا کر لیا تو ثواب ملے گا خواہ عید کے اگلے ہی دن شروع کرے یا بعد کو شروع کرے اور خواہ لگاتار رکھے یا متفرق طور پر رکھے ہر طرح ثواب ملے گا۔

نمبر۳: صوم

بعض لوگ ان چھ روزوں میں اپنے پچھلے قضاء کے روزوں کو محسوب کر لیتے ہیں کہ شش عید کے روزے بھی ہو گئے اور قضاء بھی ادا ہو گئی۔ تو خوب سمجھ لو کہ ان میں قضاء کی نیت کرنے سے وہ فضیلت شش عید کی حاصل نہ ہو گی۔ قضاء الگ ادا کرے اور ان کو ثواب کے لئے الگ رکھے گو بعض کتابوں میں اس کو لکھ دیا ہے لیکن قواعد کے خلاف ہونے سے وہ صحیح نہیں خوب سمجھ لو۔

نمبر۴، ۵ حج

یہ احکام اعمال شوال میں اس لئے لکھے کہ شوال سے اشہر حج شروع ہو جاتے ہیں نیز عادتاً بھی ہمارے دیار میں حج کی تیاری اور سفر اسی ماہ میں کرتے ہیں ۱۲ منہ

جس کے پاس ضروریات سے زائد اتنا خرچ ہو کہ سواری پر متوسط گزران سے کھاتا پیتا چلا جائے اور حج کر کے چلا آئے اس کے ذمہ حج فرض ہو جاتا ہے اور حج کی بہت بڑی بزرگی آئی ہے چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حج

گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو اس کا بدلہ بجز بہشت کے اور کچھ نہیں ہے اسی طرح عمرہ پر بھی بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج اور عمرہ گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے اور جس کے ذمے حج فرض ہو اور وہ نہ کرے اس کے لئے بڑی دھمکی آئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے پاس کھانے پینے اور سواری کا اتنا سامان ہو کہ وہ بیت اللہ شریف تک جاسکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کچھ بعید نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے (نعوذ باللہ) غرض کہ حج کی بے حد فضیلت آئی ہے اور اس کے تارک پر جبکہ اس پر فرض ہو چکا ہو سخت وعید آئی ہے سو اتنی بات تو اکثروں کو معلوم ہے لیکن اس میں بعض غلطیاں عام ہو رہی ہیں۔ ان کو اس جگہ ظاہر کیا جاتا ہے۔

(الف) جب حج کے خرچ کا حساب لگاتے ہیں تو اس میں زیارت مدینہ منورہ کے خرچ کا بھی حساب لگاتے ہیں پس اگر مدینہ منورہ تک جانے کا خرچ ہوتا ہے جب تو حج کو فرض سمجھتے ہیں ورنہ فرض نہیں سمجھتے۔ تو یاد رکھو کہ اگر صرف سفر حج کے لئے جانے کا اور وہاں سے واپس چلے آنے کا خرچ ہو تو حج فرض ہو جاتا ہے گو مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے خرچ نہ ہو۔ البتہ اگر اسکی زیارت کا سامان یا ہمت ہو تو اس کا بھی بے حد و حساب ثواب ہے لیکن حج کا فرض ہونا اس پر موقوف نہیں اگر ایسا شخص حج نہ کرے گا تو اس کے لئے وہی وعید ہے جو مرقومۂ بالا حدیث میں آئی ہے۔

(ب) راستہ میں اگر ذرا سا بھی شبہ ہوتا ہے تو لوگ حج فرض نہیں سمجھتے۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر راستہ میں غالب گمان سلامتی کا ہے اور گمان بدامنی کا مغلوب ہے تو حج فرض ہو جاتا ہے اور جانا ضروری ہے ذرا ذرا سے اندیشہ کا اعتبار نہیں ہے۔

ذیقعدہ

بعض لوگ ذی قعدہ کے مہینے میں شادی وغیرہ کرنے کو منحوس سمجھتے ہیں اور اسکو خالی کا مہینہ کہتے ہیں۔ سو یہ بالکل غلط ہے کسی مہینے یا دن کو منحوس نہ سمجھنا چاہئے۔

ذی الحج

نمبر۱: عیدالاضحیٰ کی نماز کا بھی وہی طریقہ ہے جو کہ عیدالفطر کی نماز کا اوپر شوال کے احکام میں لکھا گیا ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ نیت میں لفظ عیدالفطر کی جگہ عیدالاضحیٰ کہے۔

نمبر۲: ذی الحج کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد (جو باجماعت مقیم ہونے کی حالت میں مصر میں ادا کی جائے) تکبیرات تشریق بآواز بلند واجب ہے۔ مسافر اور عورت (اگر عورت تکبیر کہے تو آہستہ کہے ۱۲ منہ) اور منفرد کے لئے بھی بعض علماء کا قول ہے اس لئے کہ اگر کہہ لیں تو بہتر ہے تکبیرات یہ ہیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد

نمبر۳: عیدگاہ کے راستہ میں بلند آواز سے تکبیرات تشریق پڑھتا ہوا جائے۔

نمبر۴: ان ایام میں قربانی کا بہت زیادہ ثواب ہے جس پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر قربانی بھی واجب ہے اور اگر کوئی غریب جس پر واجب نہیں ہے قربانی کردے اس کو بھی بہت زیادہ ثواب ملتا ہے اور قربانی کے تین دن ہیں دسویں تاریخ بعد نماز عید سے بارہویں کے غروب آفتاب سے قبل تک۔

نمبر۵: گاؤں والے قربانی نماز عید سے پہلے کر سکتے ہیں لیکن صبح صادق سے پہلے ان کو بھی جائز نہیں اکثر لوگ ایسی غلطی کرتے ہیں۔

نمبر۶: جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹادے تو پہلے یہ دعا پڑھے:

انی وجهت وجهی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین. ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک له وبذالک امرت وانا من المسلمین اللّٰھم منک ولک پھر **بسم اللہ اللہ اکبر** کہہ کر ذبح کرے اور بعد ذبح یہ دعا پڑھے: **اللّٰھم تقبله منی کما تقبلت من حبیبک محمد وخلیلک ابراهیم علیهما الصلاة والسلام.**

(اگر کسی اور کی طرف سے ذبح کرے تو منی کی جگہ من فلاں کہے اور فلان کی جگہ

اس کا نام لے۔۱۲ منہ)........ نمبر ۷: اکثر لوگ قربانی کی کھال اذان وغیرہ کی اجرت میں دے دیتے ہیں۔ یہ ہرگز جائز نہیں۔ یا تو خود اس کھال کو بدون فروخت کئے ہوئے اپنے استعمال میں لائے ورنہ فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اس قیمت کو اپنے کسی صرف میں لانا جائز نہیں۔

نمبر ۸: ایک رسم عام یہ ہوگئی ہے کہ قربانی کے بعض حصص کو بعض لوگوں کا حق سمجھا جاتا ہے اور اگر ان کو وہ چیزیں نہ دی جائیں تو جھگڑا ہوتا ہے یہ حق سمجھنا بالکل ناجائز ہے۔ صاحب قربانی جس کو جو چاہے تبرعاً دے سکتا ہے اگر کسی کو ایک بوٹی بھی نہ دے تب بھی اس کو جائز ہے لیکن مستحب ہے کہ قربانی کا گوشت خود بھی کھائے اور اعزا و اقارب وفقراء کو بھی دے مگر فقراء کو دینے میں ایک تہائی سے کمی نہ کرنا مستحب ہے ضروری نہیں۔

نمبر ۹: قربانی کا جانور خوب موٹا تازہ خوب صورت ہو۔ کانا، اندھا، لنگڑا، ٹنڈا، دبلا نہ ہو۔

نمبر ۱۰: بعض لوگ گابھن گائے بکری کی قربانی ناجائز سمجھتے ہیں یہ غلط ہے لیکن مستحسن یہی ہے کہ اس کو ذبح نہ کیا جائے۔

نمبر ۱۱: اکثر لوگ گوشت کو بے وزن کئے ہوئے تقسیم کر لیتے ہیں یہ جائز نہیں اگر چہ سب شرکاء راضی ہوں۔........ نمبر ۱۲: ایک گائے اور ایک اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور بھیڑ بکری دنبہ میں ایک آدمی۔

نمبر ۱۳: قربانی کے لئے گائے بھینس دو برس کی اور اونٹ پانچ برس کا اور بکری بھیڑ دنبہ ایک سال کا ہونا چاہئے اور دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور اگر سال بھر والے بچوں میں چھوڑ دیا جائے تو کچھ فرق معلوم نہ ہو تو ان کے چھ مہینہ کے بچہ کی قربانی بھی جائز ہے ورنہ سال بھر کا ہونا چاہئے۔

نمبر ۱۴: مردہ کی طرف سے بھی قربانی جائز ہے اور اس کے گوشت کا حکم مثل اپنی قربانی کے گوشت کا ہے۔ البتہ اگر مردے کی وصیت پر اس کے ترکہ سے قربانی کی ہو تو

اس گوشت کا تمام خیرات کر دینا واجب ہے۔

نمبر۱۵: ذبح سے پہلے کھال کا فروخت کر ڈالنا حرام ہے۔

متعلقہ حج

نمبر۱: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب اتنا خرچ پاس ہو کہ مکہ اور مدینہ دونوں کا سفر کر سکے تب حج فرض ہوتا ہے سو یہ غلط ہے۔ اگر مدینہ منورہ کے سفر کا خرچ نہ ہو تب بھی حج فرض ہو جاتا ہے۔

(یہ مسئلہ اوپر بھی اعمال شوال حرف اول میں اس سے زیادہ مفصل آچکا ہے۔۱۲ منہ)

نمبر۲: جس پر حج فرض ہو اور اس کے والدین منع کرتے ہوں اس کو جانا فرض ہے اس میں والدین کی اطاعت جائز نہیں۔...... نمبر۳: اسی طرح جس عورت پر حج فرض ہو اور اس کے ساتھ اس کا محرم بھی ہو مگر اس کا شوہر منع کرتا ہو اس کو شوہر کا کہنا ماننا جائز نہیں۔

نمبر۴: بعض عورتیں بدون محرم کے دوسری عورتوں کے ساتھ یا ثقہ مردوں کے ساتھ حج کو چلی جاتی ہیں یہ جائز نہیں۔

نمبر۵: عورت اگر عدت میں ہو اس کو حج کا سفر کرنا جائز نہیں۔

نمبر۶: جس نے نابالغی میں حج کیا ہو اور پھر اس کو گنجائش سفر حج کی ہو جائے تو پھر اس پر حج فرض ہوگا وہ پہلا حج کافی نہیں۔

نمبر۷: اگر بلوغ کے بعد ناداری کی حالت میں حج کیا ہو اور پھر مالدار ہو جائے تو وہ پہلا حج کافی ہے۔

نمبر۸: حج بدل کے مسائل بہت نازک ہیں جب کوئی حج بدل کے لئے جائے یا کسی کو بھیجے تو کسی محقق عالم سے اس کے مسائل تحقیق کر لے۔

نمبر۹: بعض لوگ تبرکات لانے کو ایسا لازم سمجھتے ہیں کہ اگر اس کے زیادہ خرید نے کے لائق خرچ نہ ہو تو حج ہی کو نہیں جاتے یا اسی طرح واپس آ کر دعوت دینے کو بھی سو ان امور کی وجہ سے حج کو ملتوی کرنا حرام ہے۔

مزید احکام

نمبر۱: متعلق حج

عوام الناس میں جمعہ کے روز کے حج کا لقب حج اکبر مشہور ہے۔ سو یہ شریعت میں لفظی تحریف کرنا ہے کیونکہ اطلاقات شرعیہ میں حج اکبر مطلق کو کہتے ہیں۔ عمرہ سے ممتاز کرنے کے لئے جس کو حج اصغر کہتے ہیں اور جو قرآن مجید میں شروع سورۂ برأت میں **یوم الحج الاکبر** آیا ہے وہاں یہی تفسیر ہے اب اس اصطلاح مخترع سے احتمال ہے تفسیر میں غلطی کا اور عوام اس کے اہتمام میں بھی بہت غلو کرتے ہیں یہ شریعت میں تحریف معنوی یعنی بدعت ہے البتہ حج یوم جمعہ کی فضیلت کا انکار نہیں۔ ایک بڑی فضیلت یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حج جمعہ کے روز واقع ہوا تھا مگر عوام کی زیادات یہ محض بے اصل ہیں۔

نمبر۲ متعلق صوم

یکم ذی الحج سے نویں تک روزے رکھنا مستحب ہے اور ان کی یہ فضیلت آئی ہے۔ "**عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن ایام احب الی اللہ ان یتعبدلہ فیھا من عشر ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منھا بصیام سنۃ وقیام کل لیلۃ منھا بقیام لیلۃ القدر رواہ الترمذی.**" خصوص نویں کے روزہ کی خاص فضیلت ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے "**عن ابی قتادۃ فی حدیث طویل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صیام یوم عرفۃ احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ والسنۃ التی بعدہٗ وصیام یوم عاشوراء احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ رواہ مسلم.**" اور نویں کا تنہا روزہ رکھنا بھی جائز ہے۔

تنبیہ ضروری

عوام مطلقاً نفل روزہ تنہا رکھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے بجز ان ایام کے جو کفار کے یہاں معظم ہیں جیسے شنبہ یا یک شنبہ یا محرم کی دسویں تاریخ کہ اہل

کتاب کے نزدیک معظم ہیں یا جیسے نوروز ومہرجان جو برج حمل ومیزان میں اول حلول شمس کی تاریخیں ہیں کہ آتش پرستوں کے نزدیک معظم ہیں اسی طرح اور کوئی دن یا تاریخ کسی فرقہ کفار کے نزدیک معظم ہو پس بجز ایسے ایام کے اور کسی دن یا تاریخ کا تنہا روزہ رکھنا مکروہ نہیں۔ (کذا فی الدر المختار ورد المحتار)

نمبر۳: اگر قربانی کے دنوں میں کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کے عقیقہ کے لئے قربانی ہی کے جانور میں حصہ لے لینا جائز ہے۔ اگر لڑکا ہو تو دو حصے لے اور اگر لڑکی ہو تو ایک لے اور چونکہ عقیقہ ساتویں ہی دن ہونا ضروری نہیں لہٰذا اگر قربانی کا دن پیدائش سے دوسرے یا تیسرے یا چوتھے یا پانچویں یا چھٹے یا آٹھویں نویں دسویں الخ دن آئے تو بھی قربانی کے جانور میں اس کے لئے حصہ لے لینا جائز ہے۔

اطلاع

بقیہ نماز عید وقربانی وغیرہ کے مفصل احکام اسی ذی الحج کے شروع مضمون میں اور دعوات عبدیت حصہ ششم کے اول وعظ میں اور بہشتی زیور حصہ سوم میں ملاحظہ ہوں۔

مضامین غیر مخصوصہ بالشہور

(یعنی پھلوں کی خرید وفروخت کے احکام)

احکام بیع ثمار

روایات بالا سے (یعنی جو الامداد صفر ۱۳۳۴ھ کے آخر یعنی ص ۴۷ میں مذکور ہیں) امور ذیل مستفاد ہوئے۔۔۔۱۔ پھل جب تک نکل نہ آئے اس کی بیع مطلقاً ناجائز ہے اور حیلہ سلم کا اس لئے نہیں ہوسکتا کہ اس میں مسلم فیہ کا وقت عقد کے اس جگہ پایا جانا شرط ہے۔

۲۔ پھل نکل آنے کے بعد بیع جائز ہے اگر قابل انتفاع ہو تو اتفاقاً ورنہ اختلافاً۔

۳۔ اگر کچھ ظاہر ہوا اور کچھ ظاہر نہیں ہوا اس کو امام فضلی نے جائز کہا ہے۔

۴۔ بعد صحت بیع کے بائع نے مشتری کو پھل کے درخت پر رہنے دینے کی اجازت دے دی صراحۃً یا دلالۃً تو پھل حلال رہے گا۔

۵: اگر بائع اس اذن پر راضی نہ ہو تو بعض کے نزدیک مشتری بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔

۶: جو پھل تھوڑا تھوڑا آتا ہو جیسے امرود تو بعض کے ظاہر ہونے کے بعد بیع درست ہے۔

۷: اسی طرح گلاب وغیرہ کے پھولوں کا یہی حکم ہے کہ بعض کا ظاہر ہو جانا کافی ہے اور اگرچہ احکام مذکورہ میں سے بعض میں اختلاف بھی ہے مگر ابتلاء عام میں گنجائش ہے۔

ضمیمہ مضمون بالا

ان ثمار کے متعلق ہمارے اضلاع میں ایک رسم ہے کہ بائع ثمار مشتری سے ثمن کے علاوہ ایک مقدار خاص سے کچھ ثمر لینا بھی ٹھہرا لیتا ہے۔ مثلاً پختگی پر ہم اتنے وزن سے ثمر کنار یا اتنی تعداد سے ثمر انبہ بھی تم سے لیں گے اور وہ اس کو منظور کر لیتا ہے اور وقت پر دے دیتا ہے کبھی یکبارگی اور کبھی متفرق کر کے اور اس میں نزاع واختلاف بھی اکثر نہیں ہوتا اور کبھی پھل کی پیداوار میں کمی ہوتی ہے اور بعض بائعین اس مقدار میں بھی کمی کر دیتے ہیں اور اس کو اصطلاح میں جنس کہتے ہیں۔ پس یہ مسئلہ بھی قابل بحث ہے سو ایک توجیہ تو اس کے جواز کی اس کو استثناء میں داخل کرنے سے محتمل ہے مگر یہ اس لئے صحیح نہیں کہ اس تقدیر پر مشتری فی الفور بائع سے مطالبہ کر سکتا ہے کہ اپنا پھل غیر مبیع میرے بیع پھل سے تقسیم کر کے ممیز کر دو اور وہ انکار نہیں کر سکتا اور بائع اس کو ایک وقت خاص تک اس کی حفاظت کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا حالانکہ یہ عرف اور شرط اور مقصود کے خلاف ہے اور ایک توجیہ یہ محتمل ہے کہ ثمن دو چیزوں کو کہا جائے ایک تو روپے کی رقم دوسرا اتنا پھل۔ لیکن یہ اس لئے صحیح نہیں کہ ایک تو خود مبیع کے ایک جزو کو ثمن ٹھہرانا جائز نہیں دوسرے اس صورت میں ثمن وقت بیع کے مقدرا لتسلیم نہیں۔

پس یہ دونوں توجیہیں قواعد پر منطبق نہیں ہوتیں۔ مگر اس میں ابتلاء عام ہے اس لئے ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ اس کو کسی کلیہ پر منطبق کرنے کی۔ سو احقر کے خیال

میں یہ توجیہ آتی ہے کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ بعد تکمیل بیع کے بھی تراضی متعاقدین سے ثمن میں بھی اور مبیع میں بھی زیادت بھی جائز ہے اور حط یعنی کمی بھی جائز ہے جیسا زیادہ کے خریدار کو کمیشن واپس کرنا جس کی حقیقت حط ثمن ہے عام طور سے رائج ہے اسی طرح اس کو حط مبیع میں داخل کہا جائے یعنی بیع تو ہوگئی کل کی مگر بیع میں یہ شرط ٹھہر گئی کہ مشتری اس قدر مبیع پھر بائع کو فلاں وقت واپس کر دے گا اور ہر چند کہ وقت کی شرط قواعد سے اس پر لازم نہیں مگر فقہ میں اس کی بھی تصریح ہے کہ جو وعدہ ضمن عقد میں ہو وہ لازم ہو جاتا ہے اس لئے اس کو لازم بھی کہا جائے گا۔ اب صرف اس میں دو شبہے رہ گئے ایک یہ کہ شاید اتنا پیدا نہ ہو۔ دوسرے اگر پیدا بھی ہو تو اس کے احاد متفاوت ہوتے ہیں تعیین کیسے ہوگی؟ جواب اس کا یہ ہے کہ ہم اس کا التزام کرلیں گے کہ یہ مقدار جنس کی اتنی ہونا چاہئے کہ اس میں یہ شبہ نہ رہے اور تفاوت کا تدارک یہ ہے کہ مودی کا وصف بیان کر دیا جائے کہ بڑا ہوگا یا چھوٹا یا مخلوط جس میں نزاع نہ ہو اور جہالت یسیرہ کا بہت جگہ تحمل کرلیا گیا ہے۔

درستی فساد عقد

اگر خطاءً یا عمداً کسی نے عقد ناجائز کا ارتکاب کرلیا ہو مثلاً پھل آنے سے پہلے بیع و شرا کرلیا ہو تو اس کی اصلاح اس طرح کرلینا واجب ہے کہ بعد پھل کے آجانے کے بائع و مشتری اس پہلے عقد کو زبانی فسخ کر کے دوبارہ خواہ اسی پہلے ثمن پر بیع و شرا کی تجدید کرلیں ایسا کرنے سے یہ بیع صحیح ہو جائے گی اور اس لئے مشتری کو پھل اور بائع کو ثمن حلال ہو جائے گا۔ اسی طرح پہلے بیع کے بعد دوسرے خریداروں کو بھی وہ پھل حرام تھا اب ان کے لئے بھی حلال ہو جائے گا۔ اگر بائع و مشتری اس میں غفلت کریں دوسرے مسلمان ان کو سمجھا کر ایسی حالت میں ایجاب و قبول کے الفاظ کہلوالیں۔ صرف زبانی کہہ لینا جبکہ نہ مبیع بدلے نہ ثمن بدلے کیا مشکل ہے۔ اس میں تغافل و تساہل نہ کریں۔ تھوڑی غفلت میں سلسلہ حرام کھانے کا بڑی دور تک پہنچتا ہے۔

جمع الدعاء والرضا بالقضاء

حضرت حکیمُ الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ، واقف الاسرار الفرقانیۃ
راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منہاد الجلی اعنی بہ
مولانا محمد اشرف علی التھانوی
نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

مسلمان کو ہر وقت راضی برضائے مالک رہنا چاہیے اور دُعا کرنا اور مانگنا راضی برضائے مالک کی ضد ہے جب کہ احادیث میں مانگنے اور دُعا کرنے کی تاکید ہے۔ اس رسالہ میں حضرت والا نے تفصیل سے یہ بیان فرمایا ہے کہ دُعاء اور رضا بالقضاء دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔

جمع الدعاء و الرِّضا بالقَضاء

السوال: کمترین کو دُعاء کے متعلق مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر جو کچھ شبہ و غلط فہمی ہوگئی ہے، حضور والا اپنے کرم وعنایت سے دور فرمائیں گے، وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) غلام کو ہر حالت میں ہر وقت ہر طرح سے راضی برضائے مالک رہنا چاہیے۔

(۲) ایسے محسن سے کچھ اپنی طرف سے کہنے میں شرم آتی ہے جو ہر لحظہ کروڑہا عنایت بغیر مانگے عطا فرماتے ہیں، (غلام کا کام صرف اطاعت اور خاموش رہنا ہے مانگنا غلامی کی شان نہیں) مصیبت ظاہری میں (جو درحقیقت راحت ہے) اور دوسرے اوقات میں کچھ خواہش کرنا یا مانگنا، ضد ہوتا ہے، راضی برضائے مالک ہونے کے ایک اور گستاخی ہے کہ اپنی طرف سے رائے ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا تین وجوہات کی بناء پر احقر یہ سمجھتا ہے کہ اپنے لیے یا کسی دوسرے کے لیے دُعاء کرنا غلامی کی شان کے خلاف ہے مگر جب سنت نبوی پر نظر پڑتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اپنے دین اور دنیاوی کاموں کے لیے اور دوسروں کے لیے دُعاَء کرنا سنت ہے اور سنن ان کمالات سے خالی نہیں مگر کمترین کو بے علمی کی وجہ سے کچھ خلاف سی معلوم ہوتی ہیں اور تطبیق سمجھ میں نہیں آتی، اس لیے سنت کے ترک کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا ہے اور نہ غلامی کی شان ہاتھ سے جانے دینا، اُمید کہ حضور والا میری تشفی فرمائیں گے۔ فی الحال احقر بین بین کام کر رہا ہے، وہ یہ کہ صرف قرآن شریف کی دُعائیں مانگتا ہے اور اپنی طرف سے اُردو میں اپنے دل کی آرزو کچھ نہیں کہتا؟

الجواب: رضا بالقضاء کی دو تفسیریں ہیں، ہر تفسیر پر جدا جواب ہے، ایک تفسیر عرفی یہ کہ رضا بالقضاء سے مراد اس واقعہ پر راضی رہنا ہے جس کے ساتھ قضاء متعلق

ہوتی ہے، مثلاً مرض پر راضی رہنا، فقر پر راضی رہنا وعلیٰ ہذا۔

دوسری تفسیر اصطلاحی یہ ہے کہ جس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے واقع کیا ہے ان کے اس فعل یعنی ایقاع پر راضی رہنا۔ پس تفسیر اوّل پر تو ہر واقعہ پر رضا کا حکم ہی نہیں۔ مثلاً جن اُمور کو حق تعالیٰ خود ناپسند فرماتے ہیں جیسے کفر و معاصی اُن میں بندہ کو بھی یہی حکم ہے کہ اُن پر راضی نہ ہو یعنی مثلاً یہ حکم ہے کہ کفر کو پسند نہ کرے بلکہ اُن کے زائل ہونے کی کوشش بھی کرے، دُعاء بھی کرے، اپنے لیے بھی، دوسروں کے لیے بھی، تو اس مادہ میں تو دُعاء و رضا کے معارضہ کا شبہ ہی وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس میں صرف دُعاء مامور بہ ہے، رضا مامور بہ ہی نہیں بلکہ منہی عنہ ہے۔ البتہ جو اُمور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسند نہیں جیسے کسی کا مرض، کسی کا فقر، ان میں رضا و دُعاء کے جمع ہونے پر ظاہر نظر میں اشکال ہو سکتا ہے جیسے سائل کو ہوا۔

نیز بعض حضرات اہل حال کو بھی ہو گیا ہے جس میں وہ غلبہ حال کے سبب معذور ہیں لیکن کلیات شرع میں نظر غائر کرنے سے کچھ اشکال نہیں رہتا کیونکہ ایسے اُمور مذکورہ میں دونوں کے جمع ہونے کی صورت یہ ہے کہ بندہ کو یہ حکم ہے کہ چونکہ تو مرض کو اپنے لیے مضر اور صحت کو اپنے لیے نافع سمجھتا ہے، تجھ کو تیرے علم کے موافق اجازت بلکہ ایک درجہ میں امر ہے کہ تو یہ دُعاء کر اور خوب الحاح اور عزم کے ساتھ دُعاء کر کہ اے اللہ! مجھ کو صحت عطا فرما اور مرض کو دُور کر، لیکن چونکہ حقیقی نفع و ضرر کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، اس لیے عین اس دُعاء کی حالت میں یہ اعتقاد اور عزم بھی دل میں راسخ رکھ کہ اگر میرا یہ مطلوب حاصل نہ ہوا یعنی صحت نہ ہوئی بلکہ مرض باقی رہا تو میں اسی کو خیر سمجھوں گا اور اس پر راضی رہوں گا اور چونکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ مشیت الٰہی بقاء مرض کے ساتھ یقیناً متعلق ہو چکی ہے، اس لیے عین رضاء کی حالت میں دُعاء کو جاری رکھنے کا بھی حکم ہے۔ پس اس طرح دُعاء و رضا دونوں بلا تکلف جمع ہو گئے۔

یہ کلام تو تفسیر اوّل پر تھا اور دوسری تفسیر پر کسی مادہ میں حتیٰ کہ اُمور غیر مرضیہ میں

بھی سرے سے کوئی اشکال ہی واقع نہیں ہوتا کیونکہ دُعاء تو واقعہ مقضیہ سے متعلق ہے اور رضا ایقاع وقضا سے متعلق ہے۔علماء کلام نے الرضاء بالکفر کفر کے سوال میں یہی جواب دیا ہے کہ الکفر مقضی لا قضاء، مولانا رومی رحمہ اللہ نے بھی دفتر سوم کے دوسیع پر تحت سرخی توفیق میان ایں دو حدیث الخ۔اسی جواب کو خاص عنوان سے ذکر فرمایا ہے جس کے بعض اشعار نقل کیے جاتے ہیں۔وہی ہذا

عاشق صنع تو ام در شکر و صبر	عاشق مصنوع کے باشم چوگبر
درمیان ایں دوفرقے بس خفی ست	خود شناسد آں کہ در رویت صفی ست
پس قضا را خواجہ از مقضی بداں	تاشکالت حل شود اندر جہاں
کفر جہل ست و قضائے کفر وعلم	ہردو یک کے باشد آخر حلم وخلم
زشتی خط زشتی نقاش نیست	بلکہ ازوے زشت را بنمود نیست
قوت نقاش باشد آں کہ او	ہم تواند زشت کردن ہم نکو

لیکن یہ تقریر عام فہم نہیں، طالب علموں کے لیے لکھ دی ہے، دوسرے حضرات اس میں خوض نہ فرمائیں۔واللہ اعلم، وسمیت ہذا المکتوب جمع الدعاء والرضاء بالقضاء۔

۲۶رشوال ۱۳۵۴ھ (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ص ۱۷)

اورادِ رحمانی
واذکارِ سبحانی

حضرت حکیمُ الاُمت مُجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العُلوم القرآنیۃ واقف الاُسرار الفرقانیۃ،
رأس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الأُسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ
مَولانا مُحمّد اَشرف علی التّھانوی
نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

اس میں تسبیح، تحمید و تکبیر یعنی سُبحَانَ اللّٰہِ، اَلحَمدُلِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکبَر کے فضائل و خواص بیان فرمائے ہیں اور اسمائے جلالیہ و جمالیہ و کمالیہ کی تفصیل درج فرمائی ہے۔ آخر میں ایک پُر اثر نظم بھی درج ہے۔

اورادِ رحمانی واذکارِ سبحانی

جس کو مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند نے اپنے کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع کیا

فہرست مضامین کتاب اورادرحمانی واذکار سبحانی

حزب ہفتم روز جمعہ | آداب وشرائط کے بیان میں مع تاریخ
تتمیم مضمون فضائل | ختم تصنیف
شعبہ اول مقصود کا تسبیح وتحمید وتکبیر کے
مختلف اور متعدد طریقوں کے بیان

اس سے بتیس حصہ زیادہ ثواب ملنے کی توقع ہوسکتی ہے **واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم** اور علاوہ تضاعف مذکور کے یہ سہولت بھی ہے کہ نودونہ نام ہر ایک کو یاد نہیں ہوتے اور یہ کلمات چونکہ کل تین ہی ہیں ہر شخص کو یاد ہوسکتے ہیں سبحان اللہ کیا رحمت ہے عمل کتنا قلیل سہولت کس درجہ اور اجر کس قدر کثیر۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو تعلق درمیان اسماء الٰہیہ اور کلمات موصوفہ کے اِجمالاً مذکور ہو چکا ہے اس کی تفصیل بتلانے کے لئے اسماء الٰہیہ کو بتمامہا مع ترجمہ لکھ دیا جاوے اور ہر نام کا تعلق جس کلمے سے مظنون ہے اس کو جدا جدا دکھلا دیا جاوے ہر چند کہ اس بناء پر مناسب یہ تھا کہ اول ایک کلمے کے متعلق اسماء کو جمع کیا جاتا پھر دوسرے کلمے سے جو اسماء تعلق رکھتے ہیں ان کو پھر تیسرے کلمے کے تعلق والے اسماء کو مگر اس میں ترتیب اسماء کی فوت ہو جاتی ہے اس لئے سبحان اللہ کو عدد اول اور الحمدللہ کو عدد ثانی اور اللہ اکبر کو عدد ثالث قرار دے کر جس اسم کا تعلق جس کلمے سے تھا اس اسم کے نیچے اسی عدد کا ہندسہ یعنی ا یا ۲ یا ۳ بنا دیا جس سے تعیین تعلق کی بھی ہوگئی اور ترتیب اسماء کی بھی محفوظ رہی تا کہ اگر کوئی شخص اسماء شریفہ کی تلاوت کرنے لگے تو بے ترتیب تلاوت نہ ہو۔

اسماء الٰہیہ حسب روایت ترمذی وابن ماجہ
وحاکم وابن حبان رحمہم اللہ تعالیٰ

ھو اللہ	**الذی لا الٰہ الا ھو**	**الرحمٰن**	**الرحیم**	**الملک القدوس**
وہ اللہ	ایسا ہے کہ کوئی معبود حق نہیں سوا اس کے	بڑا مہربان	نہایت رحم والا	بادشاہ سب عیبوں سے پاک

السلام	المؤمن	المہیمن	العزیز	الجبار
ہر آفت سے سالم	امن دینے والا	حفاظت کرنے والا	غلبہ والا	درستی کرنے والا یا حتمی حکم کرنیوالا
المتکبر	الخالق	الباری	المصور	الغفار
بڑائی والا	پیدا کرنے والا	ٹھیک بنانے والا	صورت بنانے والا	بڑے گناہ بخشنے والا
القہار	الوہاب	الرزاق	الفتاح	العلیم
غالب مخلوقات پر	بلاعوض دینے والا	رزق دینے والا	کھولنے والا یعنی دروازے رحمت اور علم کے	بہت علم والا
القابض	الباسط	الخافض	الرافع	المعز
سمیٹنے والا	پھیلانے والا	پست کرنے والا	بلند کرنیوالا	عزت دینے والا
المذل	السمیع	البصیر	الحکم	العدل
ذلت دینے والا	بہت سننے والا	بہت دیکھنے والا	فیصلہ کرنیوالا	بہت انصاف والا
اللطیف	الخبیر	الحلیم	العظیم	الغفور
پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا مہربان	خبر رکھنے والا	بردبار	بہت بڑی شان والا	بہت گناہ بخشنے والا
الشکور	العلی	الکبیر	الحفیظ	المقیت
قدردان	سب سے برتر	سب سے بڑا	بہت حفاظت کرنیوالا	قوت والا یا روزی پہنچانے والا

الحسیب	الجلیل	الکریم	الرقیب	المجیب
کافی یا حساب لینے والا	بزرگی والا	کرم والا	نگہبان	دعا قبول کرنے والا
الواسع	الحکیم	الودود	المجید	الباعث
گنجائش والا	حکمت والا	محبت والا	بزرگی والا	پیغمبر بھیجنے والا یا مردے کوزندہ کرنے والا
الشہید	الحق	الوکیل	القوی	المتین
حاضر	سچا	کارساز	زورآور	مضبوط
الولی	الحمید	المحصی	المبدیٔ	المعید
مددکرنے والا یا تصرف والا	تعریف والا	احاطہ کرنے والا	ابتداءً پیدا کرنیوالا	دوبارہ پیدا کرنے والا
المحی	الممیت	الحی	القیوم	الواجد
زندہ کرنے والا	موت دینے والا	زندہ	قائم رکھنے والا یا قائم رہنے والا	تونگری والا
الماجد	الواحد	الاحد	الصمد	القادر
بزرگی والا	یکتا صفات والا	یگانہ ذات والا	سب کا مقصود	قدرت والا
المقتدر	المقدم	المؤخر	الاول	الأخر
قدرت کا ظاہر کرنے والا	بڑھانے والا	ہٹانے والا	سب سے پہلا	سب سے پچھلا
الظاہر	الباطن	الوالی	المتعالی	البر
کھلا ہوا اپنی صفات سے	چھپا ہوا اپنی ذات سے	مالک	بہت برتر	محسن

التواب	المنتقم	العفو	الرؤف	مالک والملک
رحمت سے متوجہ ہونیوالا	بدلہ لینے والا	بہت معاف کرنیوالا	بہت مہربان	مالک بادشاہی کا
ذوالجلال والاکرام	المقسط	الجامع	الغنی	المغنی
جلال واکرام والا	انصاف کرنیوالا	اکٹھا کرنے والا	خودغنی	دوسروں کوغنی کرنے والا
المانع	الضار	النافع	النور	الهادی
نہ دینے والا کسی مصلحت سے	ضرر پیدا کرنیوالا	نفع دینے والا	ظہور والا	ہدایت کرنے والا
البدیع	الباقی	الوارث	الرشید	الصبور
ایجاد کرنیوالا بے مثل	سب سے پیچھے رہنے والا	سب کا وارث	مصلحت پیدا کرنیوالا	تحمل والا

اس فہرست سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ منجملہ ننانوے اسماء الٰہیہ کے پانچ اسم تنزیہی ہیں پس دو سبحان اللہ سے متعلق ہوئے اور اڑسٹھ جمالی صرف وہ الحمدللہ سے متعلق ہوئے اور اکیس جلالی صرف وہ اللہ اکبر کے متعلق ٹھہرے اور پانچ مشترک (اسم اللہ کے اشتراک کی وجہ تو یہ ہے کہ اس کے معنی میں مفہوم اجتماع جمیع صفات کا معتبر ہے اور جبار اور حسیب دونوں کا اشتراک بوجہ اختلاف تفسیر کے ہے چنانچہ ترجمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے اور مالک الملک الخ کا اشتراک اس لئے ہے کہ یہ مجموعہ ہے دو اسم کا جس میں ایک جلالی ہے اور دوسرا جمالی ہے۔ فافہم ۱۲ منہ) بین الجلالی والجمالی وہ الحمدللہ اور اللہ اکبر دونوں کے متعلق ہوئے نکتہ اسماء تنزیہی کے پانچ ہونے میں یہ نکتہ ہوسکتا ہے کہ تنزیہ کے معنے ہیں نقائص کی نفی کرنا اور نقائص پانچ قسم کے ہوتے ہیں

ایک یہ کہ اس ناقص میں بالفعل کوئی عیب ہو دوسرے یہ کہ بالفعل گو کوئی عیب نہ ہو سب کمال ہی کمال ہو مگر یہ اس کمال میں کسی غیر کا محتاج ہو۔ سوم یہ کہ احتیاج سے بھی قطع نظر ہو مگر اس کمال میں دوسرے سے گھٹا ہوا ہو چہارم یہ کہ خواہ کسی سے واقع میں بالفعل گھٹا ہوا نہ ہو مگر بوجہ احتمال اس امر کے کہ شاید کوئی مجھ سے بڑھا ہوا موجود ہو یا آئندہ بڑھ جاوے دعویٰ فوقیت کا نہ کر سکتا ہو بلکہ اپنے کو گھٹا ہوا ظاہر کرنا پڑتا ہو پنجم یہ کہ ان سب امور سے قطع نظر کی جاوے مگر اس کمال کا اس میں بقاء نہ ہو پس اسم قدوس نے قسم اول کی نفی کر دی اور غنی نے قسم دوم کی اور علی نے قسم سوم کی اور متعالی نے قسم چہارم کی اور سلام نے قسم پنجم کی اور اسماء جمالیہ کا اسماء جلالیہ سے تقریباً سہ چند ہونا اشارہ ہے طرف مضمون سبقت رحمتی علی غضبی کے یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد حدیث قدسی میں ہے کہ میری رحمت بڑھی ہوئی ہے میرے غضب پر حتیٰ کہ جو نام لطف و رحمت پر دلالت کرتے ہیں وہ عدد میں بھی زیادہ ہیں ان ناموں سے جو ہیبت وعظمت پر دلالت کرتے ہیں باقی سہ چند ہونے کی تخصیص وجہ اس کی یہ ہو سکتی ہے اس عالم میں ہونا اس عالم سے آنا اس عالم سے جانا اور رحمت تینوں موقعوں پر ہوتی ہے اور قہر صرف تیسری حالت میں ان لوگوں کی شرارت وفساد پر تو سہ چند ہونا عدد کا اشارہ اس نکتہ کی طرف ہو سکتا ہے اور سہ چند سے پانچ زائد ہونا اشارہ ہو سکتا ہے رحمت کی پانچ قسموں کی طرف جو اصل اقسام ہیں اور باقی انہیں کی فروع قسم اول متعلق ہونا ارادۂ الٰہی کا وجود مخلوق کے ساتھ قسم دوم وجود عطا فرمانا قسم سوم اس وجود کا باقی رکھنا قسم چہارم آخرت میں دوبارہ وجود عطا فرمانا قسم پنجم پھر اس وجود کا باقی رکھنا اور بعض اسماء کے مشترک ہونے میں یہ نکتہ نکل سکتا ہے۔ کہ اس میں گویا اشارہ ہے کہ اگر کبھی ہمارا غضب اور قہر بھی ظاہر ہوتا ہے تو وہ بھی رحمت ولطف سے ملا ہوا ہوتا ہے قہر محض نہیں ہوتا اور واقع میں بھی اسی طرح ہے کیونکہ قہر کے لئے آخر وجود کی تو ضرورت یقینی ہے اور وجود باعتبار اپنی ذات وحقیقت کے رحمت ہی ہے گو کسی عارض سے مقترن بالقہر

ہو جاوے رہا ان اسماء کا پانچ ہی ہونا ممکن ہے کہ اس طرف اشارہ ہو کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا فعل موجب ہمارے لطف کا ہے اور ان کا ترک موجب ہمارے قہر کا یعنی وہ چیزیں جو دو دو پہلو رکھتی ہیں ایک لطف کا مرتبہ فعل میں دوسرا قہر کا مرتبہ ترک میں اور وہ ارکان پنج گانہ اسلام کے ہیں اس لئے پانچ اسموں کو بھی دونوں پہلو یعنی لطف وقہر میں مشترک رکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم باسرار اسماء الحسنیٰ وانوار صفاتہ العلے۔

فائدہ

غریبہ (غریبہ ایک لفظ مشترک ہے اس کے دو معنی ہیں عجیب اور اجنبی اس لفظ کو اختیار کرنے میں دونوں معنی کی طرف اشارہ ہے اس فائدہ کا عجیب ہونا تو ظاہر ہے اور اجنبی ہونا اس وجہ سے کہ مقصود رسالہ میں اس کو کوئی دخل نہیں مگر تتمیم فائدہ کے لئے لکھ دیا کہ اصلاح نفس میں کام آوے ۱۲ منہ)

صحیحین ودیگر سنن میں ان اسماء لطیفہ شریفہ مقدسہ مطہرہ کے باب میں وارد ہے من احصاھا دخل الجنۃ یعنی جس نے ان کو جمع کر لیا وہ جنت میں داخل ہوگا اور علماء حدیث نے احصاء اور جمع کی مراد میں کلام کیا ہے کہ کیا مطلب ہے بعض نے کہا ہے کہ جمع کر لیا اپنے اعتقاد میں یعنی سب پر ایمان لایا اور بعض نے کہا ہے کہ جمع کیا حافظہ میں یعنی ازبریاد کر لیا اور بعض نے کہا ہے کہ جمع کیا عمل میں یعنی ان اسماء کے مقتضا کے موافق عمل کیا اور ان صفات کے ساتھ تخلق اختیار کیا کیونکہ حدیث میں سب معانی کا احتمال ہے اس لئے مومن راغب فی الخیر کو لازم ہے کہ تینوں دولتیں حاصل کرے یعنی ان سب پر ایمان لاوے اور الحمدللہ تعالیٰ کہ یہ دولت سب کو حاصل ہے اور ان کو ازبر بھی کر لے اور یہ بھی چنداں دشوار نہیں اور ان کے مقتضا کے موافق اپنے اخلاق بھی درست کرے اس میں کسی قدر توجہ اور کوشش درکار ہے چونکہ ہر اسم سے جداگانہ تخلق ہے اس لئے ہم ان اخلاق کو گنے دیتے ہیں اور ان پر ہندسے لگائے دیتے ہیں جو ہندسہ اخلاق کا اسماء موصوفہ کے بالائی ہندسہ سے ملتا ہو سمجھ لو کہ یہ خلق اس اسم سے

ماخوذ ہے (۱) بجز ذات (ایک عارف کا قول ہے کہ تمام اسماء الٰہیہ تخلیق کے لئے ہیں مگر اسم ذات کہ محض تعلق کے لئے ہے ۱۲ منہ) پاک کے کسی کی طرف التفات نہ کرے (۳) و بندگانِ خدا پر رحم کرے (۴) اپنے نفس پر حکومت رکھے (۵) ماسوا سے پاک ہو جاوے۔ (۶) گناہ اور اخلاق ذمیمہ سے عالم رہے۔ (۷) لوگوں کو اپنی زبان اور ہاتھ سے امن میں رکھے۔ (۸) اپنے ظاہر و باطن کو معاصی اور اوصاف ذمیمہ سے محفوظ رکھے (۹) اپنے نفس پر غالب رہے (۱۰) کمالات حاصل کر کے اپنا جبر نقصان کرے۔ (۱۱) دنیا و مافیہا کو حقیر سمجھے۔ (۱۴۔۱۳۔۱۲) اپنے نفس میں۔ کمالات اور علوم حقہ پیدا کرے۔ (۱۵) لوگوں کی لغزشیں معاف کرتا رہے۔ (۱۶) نفس و شیطان کو مقہور رکھے (۱۷) جان و مال اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرے (۱۹۔۱۸) اپنے اہل و عیال اور طالبین کو نان و نفقہ و علوم دیتا رہے۔ (۲۰) علم نافع حاصل کرے۔

(۲۱) جب نفس سرکشی کرنے لگے اس پر تنگی کرے (۲۲) جب وہ سیدھا ہو جاوے فراخی کرے (۲۳) ناحق کو پست (۲۴) اور حق کو بلند رکھے (۲۶۔۲۵) نیکوں کو معزز اور بدوں کو ذلیل رکھے (۲۷) اچھی باتیں سنے (۲۸) مشروع چیزوں کو دیکھے۔

(۲۹) اپنا اور دوسروں کا فیصلہ کرتا رہے (۳۰) عدل و استقامت کی رعایت رکھے (۳۱) نرمی اختیار کرے (۳۲) نفس کی چالوں پر نظر رکھے (۳۳) بردباری اختیار کرے (۳۴) طلب دین میں بڑی ہمت رکھے (۳۵) لوگوں کی خطائیں معاف کر دے (۳۶) نعمت پر شکر ادا کرے، (۳۸۔۳۷) اہل دنیا کے روبرو پست نہ ہو (۳۹) حدود شرع کی محافظت رکھے۔ (۴۰) بھوکوں کو کھلائے (۴۱) لوگوں کی حوائج میں کھڑا ہو جائے اپنے نفس کا احتساب کرتا رہے (۴۲) صفات کمال سے اپنے اندر بزرگی پیدا کرے، (۴۳) صفات کرم اختیار کرے، (۴۴) نفس و شیطان کی دیکھ بھال رکھے کہ غالب نہ ہونے پاویں (۴۵) احکام الٰہیہ قبول کرے (۴۶) لوگوں پر معاملات میں تنگی نہ کرے (۴۷) حکمت کی باتیں حاصل کرے، (۴۸) دینداروں

سے محبت رکھے، (۴۹) اخلاق درست کر کے بزرگی حاصل کرے (۵۰) اپنے قلب کو زندہ کرے۔ (۵۱) امور خیر میں حاضر رہے، (۵۲) امر حق میں کوشش کرے۔

(۵۳) لوگوں کے کام بنادیا کرے، (۵۵-۵۴) دین میں قوی اور مضبوط رہے (۵۶) دین کی حمایت کرے (۵۷) تعریف کے قابل بنے (۵۸) اپنے اعمال یادرکھے (۵۹) نیک کام میں ابتدا کرے (۶۰) نیک کام بار بار کرتا رہے (۶۱) اپنے قلب کو زندہ (۶۲) اور نفس کو مردہ بنادے۔ (۶۳) حیات ابدی حاصل کر کے (۶۴) طاعات میں قائم رہے۔ (۶۵) ماسوی اللہ سے غنی رہے، (۶۶) تحصیل کمالات سے بزرگی حاصل کرے (۶۸-۶۷) کمالات عبودیت میں یکتا اور یگانہ ہوجاوے (۶۹) کمالات دینیہ میں مرجع خلق بنے (۷۱-۷۰) نفسانی خواہشوں پر قابو یافتہ رہے (۷۲) طاعات میں بڑھا رہے (۷۳) معاصی سے ہٹا رہے۔

(۷۴) دین میں سب سے آگے (۷۵) اور دنیا میں سب سے پیچھے رہے (۷۶) اپنے ظاہر کو شریعت سے آراستہ (۷۷) اور باطن کو حقیقت سے پیراستہ رکھے (۷۸) اپنے نفس کا مالک رہے (۷۹) نفس وشیطان پر چڑھا رہے۔

(۸۰) مخلوق کے ساتھ احسان کرتا رہے (۸۱) لوگوں کے عذر قبول کرلیا کرے (۸۲) اللہ تعالیٰ کے لئے بدلا لینے میں رعایت نہ کرے (۸۳) لوگوں کی خطائیں عفو کرتا رہے (۸۴) لوگوں پر مہربان رہے (۸۵) اپنے ملک وجود پر حکمران رہے اہل دین کا اجلال واکرام کرتا رہے (۸۶) انصاف کرتا رہے (۸۷) کمالات علمیہ وعملیہ کو جمع کرے (۸۸) خود اہل دنیا سے غنی رہے (۸۹) اہل حاجت کو غنی کردے (۹۰) غیر مشروع موقع داد ودہش نہ کرے (۹۱) دشمنان دین کو ضرر۔

(۹۲) اور مطیعان حق کو نفع پہنچائے (۹۳) نور ایمان ومعرفت حاصل کرے۔

(۹۴) اہل ضلالت وجہالت کو ہدایت کرتا رہے (۹۵) نیک راہیں نکالتا رہے اطاعت میں بے نظیر بن جاوے (۹۶) ایسا عمل کرے جس کا نفع بعد موت بھی باقی

رہے (۹۷) علوم دین میں انبیاء کی میراث حاصل کرے (۹۸) مصلحت کی باتیں لوگوں کو بتلاتا رہے (۹۹) شدائد میں تحمل کرے فقط یاالٰہی! ہم نالائقوں کو اپنے اسماء مبارکہ کے فیوض و برکات وانوار واخلاق وآثار نصیب فرمائیے۔آمین

دوسرا جزو مقدمہ کا ان کلمات کے اجمالی فضائل میں جو قرآن مجید سے مستنبط ہوتے ہیں

قرآن مجید میں سرسری نظر کرنے سے سات قسم کی فضیلتیں ان کلمات کی ثابت ہوتی ہیں۔

فضیلت اوّل: بہت آیات میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنی تسبیح وتکبیر فرمائی۔

فضیلت دوم: حضرات انبیاء علیہم السلام کی تسبیح وغیرہ کی خبر دی۔

فضیلت سوم: حضرات ملائکہ علیہم السلام کی تسبیح وغیرہ کی خبر دی۔

فضیلت چہارم: اہل جنت واہل محشر کی تسبیح وغیرہ کی خبر دی۔

فضیلت پنجم: عام مخلوقات آسمان وزمین وجبال وطیور اور جو کچھ درمیان زمین و آسمان کے موجودات ہیں ان کی تسبیح وغیرہ کی خبر دی۔

فضیلت ششم: تسبیح وتحمید کرنے والے کی تعریف فرمائی۔

فضیلت ہفتم: تسبیح وتحمید وتکبیر کرنے کا اپنے خاص اور عام بندوں کو حکم فرمایا اب ہم ساتوں مضمون کی آیات جہاں تک اجمالی نظر میں متحضر ہیں پتہ دار بترتیب بتلاتے ہیں تاکہ یہ دعویٰ تقسیم بے دلیل نہ رہے اور اگر کوئی شائق ایک ایک روز پڑھ لیا کرے تو ایک نفیس اور سلیس اور جدید ومفید ہفتہ واری وظیفہ اور حزب ہوسکتا ہے جس کو ہفتہ سے شروع کرکے جمعہ کے روز ختم کرنا مناسب ہوگا اسی لئے ان اقسام کو احزاب کے عنوان سے لکھا جاتا ہے۔

حزب اول روز شنبہ: (الم بقرہ) وقالوا اتخذاللہ ولداً سبحانہ (والمحصنت نساء) ان اللہ کان علیا کبیرا (لایحب اللہ نساء) سبحٰنہ ان

یکون له ولدٌ (سمعوا انعام) الحمدلله الذی خلق السمٰوٰت والارض وجعل الظلمٰت والنور (واذاسمعوا انعام)فقطع دابر القوم الذین ظلموا والْحمد لله رب العالمین(واذاسمعوا انعام) وخرقوا له بنین وبنات بغیر علم سبحانه وتعالٰی عما یصفون (واعلموا توبه) لا اِلٰه اِلاَّ هو سبحانه عما یشرکون (ایضاً) ورضوان(کون رضوان الله اکبر فرع کون الله تعالٰی اکبر فیدل علی التکبر بهذا الاعتبار ۱۲ منه) من الله اکبر (یعتذرون یونس) سبحانه وتعالٰی عما یشرکون (ایضا) قالوا اتخذالله ولدا سبحانه هو الغنی (ربما نحل) اتی امر الله فلا تستعجلوه سبحٰنه وتعالٰی عما یشرکون (ایضا) ویجعلون لله البنات سبحٰنه ولهم مایشتهون (ایضاً) هل یستون الحمدلله بل اکثرهم لایعلمون (سبحٰن الذی بنی اسرائیل) سبحان الذی اسری بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی (ایضاً) سبحٰنه وتعالٰی عما یقولون علوا کبیرا (سبحان الذی کهف) الحمدلله الذی انزل علٰی عبدهٖ الکتٰب ولم یجعل له عوجاه (قال الم اقل لک مریم) ماکان لله ان یتخذ من ولد سبحانه (اقترب انبیا) فسبحٰن الله رب العرش عما یصفون (ایضا) وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدًا سبحانه بل عبادٌ مکر مون (امن خلق قصص) وله الحمد فی الاولٰی والاٰخرة وله الحکم والیه ترجعون (اتل ماعنکبوت) ولذکرالله(توجیه مثل مافی المنهیة المتعلقه لقوله تعالٰی ورضوان من الله اکبر ۱۲ منه)

اکبر (اتل ماروم) وله الحمد فی السمٰوٰت والارض وعشیا (ایضا) هل من شرکاء کم من یفعل من ذالکم من شیٔ سبحانه وتعالٰی عما یشرکون (ومن یقنت سبا) الحمدلله الذی له مافی السمٰوٰت ومافی الارض وله الحمد فی الاٰخرة وهو الحکیم الخبیر (ایضاً) وهو العلی

الکبیر (ومن یقنت فاطر) الحمدللہ فاطر السمٰوٰت والارض جاعل الملئکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنٰی وثلٰث وربع (ومالی یٰس) سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون (ایضا) فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیئ والیہ ترجعون (ومالی صفت) سبحان اللہ عما یصفون (ایضاً) سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدللہ رب العالمین (ومالی زمر) سبحٰنہ ھوا للہ الواحد القھار (فمن اظلم زمر) وماقدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ والسمٰوٰت مطویات بیمینہ سبحانہ وتعالی عما یشرکون (فمن اظلم مؤمن) فالحکم للہ العلی الکبیر (ایضاً) ھو الحی لا الہ الاھو فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمدللہ رب العالمین (الیہ یرد، زخرف) سبحان رب السمٰوٰت والارض رب العرش عما یصفون (الیہ یرد، جاثیہ) فللّٰہ الحمد رب السمٰوٰت ورب الارض رب العالمین ولہ الکبر یآء فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم (قال فما خطبکم طور وقد سمع اللہ حشر سبحان اللہ عما یشرکون.

حزب دوم روز یک شنبہ

(واذاسمعوا مائدہ) قال سبحانک مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق (قال الملاء الذین اعراف) فلما افاق قال سبحٰنک انی تبت الیک وانا اول المؤمنین (وما ابری ابراھیم) الحمدللہ الذی وھب لی علی الکبر اسماعیل واسحٰق ان ربی لسمیع الدعآء (اقترب انبیاء) فنادیٰ فی الظلمٰت ان لا الہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظالمین (وقد افلح مومنون) فاذا استویت انت ومن معک علی الفلک فقل الحمد للہ الذی نجانا من القوم الظالمین (وقال الذین نمل) وقالا

الحمدلله الذی فضلنا علٰے کثیر من عبادہٖ المؤمنین (ومالی صفت) فلولا انه کان من المسبحین للبث فی بطنہٖ الٰی یوم یبعثون.

حزب سوم روز دوشنبہ

(الم بقرہ) ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک (قال الملاء اللذین اعراف) ان اللذین عند ربک لایستکبرون عن عبادته ویسبحونه وله یسجدون (وما اُبرئ رعد) ویسبح الرعد بحمدہٖ والملئکة من خیفته (اقترب انبیاء) یسبحون اللیل والنهار لا یفترون (ومن یقنت سبا) قالوا سبحٰنک انت ولینا من دونهم (ومالی صفت) وما منا الا له مقام معلوم وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون (فمن اظلم زمر) وتری الملائکة حافین من حول العرش یسبحون بحمدربهم وقضی بینهم بالحق وقیل الحمد لله رب العالمین (فمن اظلم مومن) اللذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمد ربهم وقضی بینهم (فمن اظلم سجدہ) فان استکبرو فاللذین عند ربک یسبحون له بالیل والنهار وهم لایسئمون (الیه یرد شوریٰ) تکاد السمٰوات یتفطرن من فوقهن والملئکة یسبحون بحمد ربهم.

حزب چہارم روز سہ شنبہ

(ولو اننا اعراف) وقالوا الحمد لله الّذی هدانا لهذا وماکنا لنهتدی لولا ان هدانا الله (یعتذرون یونس) دعوٰهم فیها سُبحٰنک اللهم وتحیتهم فیها سلامٌ واخر دعوٰهم ان الحمد لله رب العالمین (سبحان الذی بنی اسرائیل) یوم یدعوکم فتستجیبون بحمدہٖ وتظنون ان لبثتم الا قلیلا (ومن یقنت فاطر) وقالوا الحمدلله الذی اذهب عنا الحزن ان ربنا لغفورٌ شکور (فمن اظلم زمر) وقالوا الحمدلله الذی صدقنا وعده واورثنا الارض نتبوا من الجنة حیث نشاء فنعم اجر العاملین.

حزب پنجم روز چہار شنبہ

تسبح له السمٰوات السبع والارض ومن فيهن وان من شئ الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم انه كان حليما غفورا (اقترب انبياء) وسخرنا مع داؤد الجبال يسبحن والطير وكنافا علين (قد افلح نور) الم تران الله يسبح له من فى السمٰوات والارض والطير صفٰت كل قدعلم صلاته وتسبيحه والله عليم بما يفعلون (قد افلح فرقان) قالوا سبحٰنك ماكان ينبغى لنا ان نتخذ من دونك من اولياۤء (ومالى ص) انا سخرنا الجبال معه يسبحن بالعشى والاشراق والطير محشورة كل له اواب (قال فما خطبكم حديد) يسبح له مافى السمٰوات والارض وهو العزيز الحكيم (قد سمع الله حشروصف) سبح لله مافى السمٰوات والارض وهو العزيز الحكيم (آخر حشر) يسبح له مافى السمٰوات والارض وهو العزيز الحكيم (قد سمع الله حشر) يسبح لله مافى السمٰوات وما فى الارض الملك القدوس العزيز الحكيم (قد سمع الله تغابن) يسبح لله مافى السمٰوات وما فے الارض له الملك وله الحمد وهو علىٰ كل شئ قدير.

حزب ششم روز پنج شنبہ

(لن تنالوا آل عمران) سبحٰنك فقنا عذاب النار (يعتذرون توبه) التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون الساجدون الأمرون بالمعروف والناهون عن المنكروا لحافظون لحدود الله وبشر المؤمنين (سبحٰن الذى بنى اسرائيل) ويقولون سبحان ربنا ان كان وعدربنا لمفعولاً (قد افلح نور) فى بيوت اذن الله ان ترفع ويذكرفيها اسمه يسبح له فيها بالغدووالأصال (اتل ماسجده) انما

یومن بایٰتنا الذین اذا ذکروا بها خروا سجدًا وسبحوا بحمد ربهم وهم لایستکبرون (تبارک الذی نٓ) قالوا سبحٰن ربنا انا کنا ظالمین.

حزبِ ہفتم روزِ جمعہ

(فاتحه) الحمد لله رب العالمین (الٓمٓ بقره) ولتکبروا الله علٰی ماهدٰکم (تلک الرسل آل عمران) واذکر ربک کثیرا وسبح بالعشی والابکار. (واذاسمعوا انعام) قل ای شیءٍ اکبر شهادة قل الله شهید بینی وبینکم (وما ابرئ نفسی یوسف) وسبحان الله وما انا من المشرکین (ربما حجر) فسبح بحمد ربک وکن من السّٰجدین (سبحٰن الذی بنی اسرائیل) قال سبحان ربی هل کنت الا بشرًا رسولاً (ایضاً) وقل الحمدلله الذی لم یتخذ ولدًا ولم یکن له شریک فی الملک ولم یکن له ولی من الذل وکبره تکبیراً (قال الم اقل لک طٰه) فاصبر علی مایقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن اٰنآء اللیلِ فسبح واطراف النهارِ لعلک ترضٰی (قد افلح نور) سبحانک هٰذا بهتان عظیم (وقال الذین فرقان) وتوکل علی الحی الذی لایموت وسبح بحمده (وقال الذین نمل) قل الحمدلله وسلام علی عباده الذین اصطفٰے (امن خلق نمل) وقل الحمدلله سیریکم اٰیاته فتعرفونها (اتل ماعنکبوت) قل الحمدلله بل اکثرهم لایعقلون (اتل ماروم) فسبحٰن الله حین تمسون وحین تصبحون (اتل مالقمان) قل الحمدلله بل اکثرهم لایعلمون (ومن یقنت احزاب) وسبحوه بکرة واصیلاً (فمن اظلم مومن) وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار (الیه یردزخرف) وتقولوا سبحٰن الذی سخرلنا هٰذا وما کنا له مقرنین (حٰم فتح) وتسبحوه بکرةً واصیلاً (حم ق) وسبح

بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ومن اللیل فسبحه وادبار السجود (قال فما خطبکم طور) وسبح بحمد ربک حین تقوم ومن اللیل فسبحه وادبار النجوم (قال فما خطبکم واقعه) فسبح باسم ربک العظیم (تبارک ن) الم اقل لکم لولا تسبحون (حاقه) فسبح باسم ربک العظیم (مدثر) وربک فکبر (دهر) ومن اللیل فاسجدله وسبحه لیلاً طویلاً (عم اعلی) سبح اسم ربک الاعلٰی (عم نصر) فسبح بحمد ربک واستغفره انه کان توابا.

اطلاع

بعد جمع کرنے ان آیات کے ایک کتاب مسمی بجواہر القرآن نظر سے گزری جس میں تسبیحات وتحمیدات جدا جدا جمع کی گئی ہیں قلت فرصت سے مطابق کرنے کی نوبت نہیں آئی امید غالب ہے کہ تطبیق کے وقت اس کتاب میں یہ آیات کچھ زیادہ نکلیں گی۔

تتمیم

چونکہ قرآن مجید میں جابجا نماز کا ذکر اور فضیلت اور حکم وارد ہے اور بہت جگہ اس کو تسبیح وتحمید سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے نماز سے ان کلمات کی فضیلت ثابت کرنا واقع میں مضمون ہذا یعنی قرآن مجید سے فضائل ثابت کرنے کا تتمہ اور تکملہ ہوگا۔ سو نماز سے بھی ان کلمات کی فضیلت تین طور پر ثابت ہے اول اس طرح کہ قرآن مجید میں جابجا نماز کو الفاظ تسبیح وتحمید سے تعبیر فرمایا ہے پس جس قدر نماز کی فضیلت ثابت کی جاوے گی اس میں یہ کلمات بھی شریک ہوں گے۔ دوسرے اس طرح کہ نماز کی وضع وہیت عجیب طور پر واقع ہوئی ہے کہ گویا وہ بجمیع اجزائہا ان کلمات کے دائرہ اور احاطہ میں آئی ہوئی ہے جس سے نماز میں بھی ان کلمات کا مہتم بالشان ہونا واضح ہوتا ہے اب ملاحظہ فرمایئے کہ نماز کے سرے پر اول تکبیر ہے کیونکہ اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے پھر تسبیح یعنی سبحنک اللھم پڑھتے ہیں پھر تحمید یعنی سورہ فاتحہ پڑھتے

ہیں پس یہ ایک دورہ ان کلمات کا ختم ہوا اب دوسرا دورہ اسی ترتیب سے شروع ہوتا ہے یعنی اول تکبیر کیونکہ رکوع میں اللہ اکبر کہہ کر جاتے ہیں پھر تسبیح یعنی سبحان ربی العظیم کہتے ہیں پھر تحمید یعنی سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنالک الحمد دونوں میں یہ مضمون موجود ہے یہ دوسرا دورہ ہوا اب تیسرا لیجئے یعنی اول تکبیر کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جاتے ہیں پھر تسبیح کہ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہتے ہیں پھر (کما قال اللہ تعالیٰ وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا وسبحن اللہ حین تمسون وحین تسبحون ولہ ...... الحمد فی السموٰت والارض وعشیاوحین تظھرون وغیرہ مامن الآیات الکثیرات کما لایخفی علی اھل العلم ۱۲ منہ درمیان میں ایک تکبیر حائل ہے۔ مگروہ فصل بالاجنبی نہیں ہے۔۱۲ منہ) تحمید یعنی کھڑے ہوکر الحمد شروع کرتے ہیں اسی طرح دوسری رکعت میں یہ دورہ چلا جاتا ہے جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہوکر بیٹھتے ہیں ہر چند کہ اس کے مقام پر ظاہر میں تحمید نہیں ہے مگر فی الواقع التحیات بھی مرادف تحمید ہی ہے غرض تمام نماز میں یہ ترتیب ان دوروں کی ملحوظ ومحفوظ رہتی ہے واللہ اعلم باسرار احکامہ تیسری اس طرح کہ منجملہ اقسام نماز کے ایک قسم ہے خاص تسبیح وتحمید وتکبیر کی تکرار کی غرض سے مقرر ہوئی ہے جس کو صلوٰۃ التسبیح کہتے ہیں اور اس کا طریق اور فضیلت مشہور ومعروف ہے اور خاتمہ میں مذکور بھی ہے بحمد اللہ تعالیٰ مقدمہ سے فراغت ہوئی۔

شعبہ اوّل مقصود کا تسبیح وتحمید وتکبیر کے مختلف اور متعدد طریقوں کے بیان میں

طریق اوّل

سبحان اللہ العظیم وبحمدہ سو مرتبہ صبح کے وقت اور سو مرتبہ شام کے وقت روایت کیا اس کو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان اور ابوعوانہ نے۔

طریق دوم

سبحان اللہ صبح وشام سو سو بار الحمدللہ صبح وشام سو سو بار لا الٰہ الا اللہ صبح و شام سو سو بار اللہ اکبر صبح وشام سو سو بار روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

طریق سوم

سبحان اللہ وبحمدہ سو سو بار ہر روز روایت کیا اس کو مسلم اور ترمذی اور نسائی ابن ابی شیبہ نے۔

طریق چہارم

سبحان اللہ تینتیس بار الحمدللہ تینتیس بار اللہ اکبر چونتیس بار جب سونے کا ارادہ کرے روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان نے حضرت علی سے۔

طریق پنجم

اللہ اکبر دس بار الحمدللہ دس بار سبحان اللہ دس بار استغفر اللہ الخ (مراد فرض نماز ہے جہاں اس طرح وارد ہوا ہے یہی مراد ہے ۱۲ منہ) دس بار جس وقت تہجد کے لئے اٹھے روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ اور ابن حبان نے حضرت عائشہؓ سے۔

طریق ششم

سبحان اللہ تینتیس بار، الحمدللہ تینتیس بار اللہ اکبر تینتیس بار بعد ہر نماز کے روایت کیا اس کو بخاری ومسلم ونسائی نے حضرت ابوہریرہؓ سے۔

طریق ہفتم

سبحان اللہ گیارہ بار الحمدللہ گیارہ بار اللہ اکبر گیارہ بار بعد ہر نماز کے روایت کیا اس کو مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے۔

طریق ہشتم

سبحان اللہ دس بار الحمدللہ دس بار اللہ اکبر دس بار بعد ہر نماز کے روایت کیا اس کو بخاری نے حضرت ابوہریرہؓ سے۔

طریق نہم

سبحان اللہ تینتیس بار الحمدللہ تینتیس بار اللہ اکبر تینتیس بار لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علٰے کل شیٔ قدیر۔ ایک بار بعد ہر نماز کے روایت کیا اس کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوہریرہؓ سے۔

طریق دہم

سبحان اللہ تینتیس بار الحمدللہ تینتیس بار اللہ اکبر چونتیس بار بعد ہر نماز کے روایت کیا اس کو مسلم اور ترمذی اور نسائی نے حضرت کعب بن عجرہؓ سے۔

طریق یازدہم

سبحان اللہ سو بار اللہ اکبر سو بار لا الہ الا اللہ سو بار الحمدللہ سو بار بعد ہر نماز کے روایت کیا اس کو نسائی نے۔

طریق دوازدہم

سبحان اللہ پچیس بار الحمد للہ پچیس بار لا الہ الا اللہ پچیس بار اللہ اکبر

پچیس بار بعد ہر نماز کے روایت کیا اس کو نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے۔

طریق سیزدہم

سبحان اللہ تینتیس بار الحمدللہ تینتیس بار اللہ اکبر چونتیس بار لا الہ الا اللہ دس بار ہر نماز کے بعد روایت کیا اس کو ترمذی اور نسائی نے حضرت ابن عباسؓ نے۔

طریق چہاردہم

سبحان اللہ سو بار الحمدللہ سو بار اللہ اکبر سو بار (بلا تعیین وقت روایت کیا اس کو نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے)

طریق پانزدہم

سبحان اللہ سو بار الحمدللہ سو بار اللہ اکبر سو بار لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ ایک بار بعد ہر نماز کے روایت کیا اس کو امام احمدؒ نے حضرت ابوذرؓ سے موقوفاً۔

طریق شانزدہم

سبحان ربک رب العزۃِ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدللہ رب العٰلمین بعد ہر نماز کے روایت کیا اس کو ابویعلیٰ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے۔

طریق ہفدہم

سبحان اللہ تینتیس بار الحمدللہ تینتیس بار اللہ اکبر چونتیس بار یا تینوں تینتیس بار یا دو تینتیس بار اور ایک کو چونتیس بار جس کو چاہے بوقت سونے کے روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن حبان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ ف۔ رفع تکان اور ازدیاد قوت کے لئے مجرب ہے۔

طریق ہشدہم

سبحان اللہ دس بار الحمدللہ دس بار اللہ اکبر دس بار بعد ہر نماز کے اور سبحان اللہ تینتیس باراور الحمدللہ تینتیس باراور اللہ اکبر چونتیس بار سونے کے وقت روایت کیا اس کو احمد نے حضرت ابن عمرؓ سے۔

طریق نوزدہم

اللہ اکبر دس بار سبحان اللہ دس بار اللھم اغفرلی دس بار (بلا تعیین وقت) روایت کیا اس کو طبرانی نے حضرت ابوامامہؓ سے۔

طریق بستم

سبحان اللہ وبحمدہ بکثرت (بلا تعداد) روایت کیا اس کو طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے۔

نکتہ

طرق مذکورہ میں سے اکثر طریقوں میں مختلف اعتبارات سے اسماء الٰہیہ کے عدد کی رعایت کی گئی ہے جس سے نکتہ مرقومہ خطبہ کی کہ بناء تالیف ہذا سے تائید ہوتی ہے جہاں ننانوے ہیں ہر چند کہ مشہور یہ ہے کہ مع اسم ذات کے ننانوے ہیں مگر چونکہ کہیں حدیث میں اول وثانی وثالث کی قید سے ان کو شمار نہیں کیا گیا اس لئے یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ صرف اسماء صفات ننانوے ہوں اور اسم ذات کو کہ جامع جمیع اسماء ہے مثل مسمےٰ کے قرار دے کر ننانوے سے جداگانہ دکھایا گیا ہو اور مالک الملک کو ایک اسم اور ذوالجلال والاکرام کو ایک اسم ٹھہرا کر عدد ننانوے کا پورا کردیا جاوے پس اس صورت میں مع اسم ذات کے اسماء الٰہیہ سو ہوں گے سو چونکہ اس تعداد میں دونوں احتمال ہیں اس لئے بعض طرق میں ایک احتمال معتبر کیا گیا اور بعض طرق میں دوسرا احتمال منظور نظر ہوا چنانچہ طریق اوّل میں ایک ہی کلمہ میں کہ جامع تسبیح وتحمید ہے اور بنظر مرادف ہونے عظیم وکبیر

کے تکبیر بھی اس کلمہ میں داخل ہے سو کا عدد صراحتہً مذکور ہے طریق دوم میں بھی تینوں کلمات سو سو بار ہیں۔ طریق سوم میں بھی یہ عدد مصرح ہے طریق چہارم میں دو کلمہ تینتیس تینتیس بار ایک چونتیس بار ہے جس کا مجموعہ سو ہوتا ہے۔ طریق پنجم میں دس کا عدد لیا گیا ہے جو ثواب میں حسب قاعدہ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها سو کے برابر ہے۔ طریق ششم میں تینوں کلمات تینتیس تینتیس بار ہیں کہ مجموعہ ان کا ناوے ہے۔ طریق ہفتم میں اول ایک تمہید سمجھنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ ہر چند کہ یہ کلمات ثلاثہ اپنے اپنے خاص معنی کے لئے موضوع ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ ان معانی میں باہم تلازم ضرور ہے مثلاً عیوب کی نفی کی جاوے گی تو اثبات کمالات لازم ہے کیونکہ خلوعن الکمالات بھی ایک عیب ہے اور اس کی نفی مسلم ہو چکی ہے اسی طرح بالعکس جیسا کہ ظاہر ہے پھر ان دونوں معنی کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ موصوف کمالات میں سب سے بڑا ہو ورنہ دوسرے شخص کا اس کے برابر یا اس سے افضل ہونا بھی ایک نقصان اور عیب ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ تسبیح مستلزم تحمید و تکبیر ہے اور تحمید مستلزم تسبیح و تکبیر اور تکبیر مستلزم تسبیح و تحمید اب سمجھو کہ اس بناء پر اگر کسی نے سبحان اللہ کہا تو گویا الحمد للہ اور اللہ اکبر بھی کہا علٰے ہذا ان دونوں کلموں کا کہنا بھی باقی کلمات کا کہنا ہے پس سبحان اللہ گیارہ بارہ کہنے سے الحمد للہ اور اللہ اکبر بھی گیارہ گیارہ بار ہو گیا اور الحمد للہ میں وہ دونوں گیارہ بار کہہ لیے اور اللہ اکبر میں باقی دونوں آ گئے تو اس حساب سے گویا ہر کلمہ تینتیس بار کہا پس مجموعہ ننانوے ہو گئے فافہم حق الفہم طریق ہشتم میں مثل طریق پنجم کے تقریر ہے۔ طریق نہم میں کلمات ثلثہ کا مجموعہ ننانوے ہے اور لا الٰہ الا اللہ الخ کو ملا کر سو کا عدد پورا ہوتا ہے۔ طریق دہم مثل طریق چہارم کے ہے۔ طریق یازدہم مثل طریق دوم کے ہے۔ طریق دوازدہم میں چار کلمے پچیس پچیس بار ہیں جن کا مجموعہ سو ہوتا ہے۔ طریق سیزدہم مثل چہارم کے ہے۔ طریق چہاردہم مثل دوم دوم و یازدہم کے ہے اسی طرح طریق پانزدہم بھی اور طریق ہفدہم دائر درمیان ننانوے اور سو کے ہے

طریق ہشد ہم مثل پنجم اور ہشتم کے ہے باعتبار ایک وقت کے اور مثل چہارم و دہم و سیزدہم کے ہے باعتبار ایک وقت کے طریق نوزدہم مثل طریق پنجم اور ہشتم کے ہے۔

لطیفہ

اتفاقی امر ہے کہ بیان طریق مذکورہ اور وجوہ فضائل اور احوال استعمال کلمات ثلاثہ کے باب میں (جو کہ آئندہ مذکور ہوں گے جو احادیث وارد ہیں ان میں بھی عدد سو کا محفوظ رہا کیونکہ بیس تو طریقے ہیں اور چالیس چالیس فضائل اور احوال یہ سب مجموعہ سو ہو گیا اور نیز جو آیات فضیلت کلمات ثلثہ میں مقدمہ کے جزو دوم میں جمع ہوئی ہیں وہاں بھی یہ عدد تقریباً باقی رہا کیونکہ کسور حساب میں نہیں آتیں۔

شعبہ دوم مقصود کا ان کلمات کے تفصیلی فضائل کے بیان میں جو احادیث وارد ہیں

حدیث اوّل

کسی اعرابی نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسا کلام سکھلا دیجئے جس کو میں ہمیشہ معمول رکھوں آپ نے ارشاد فرمایا یوں کہا کہ۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ اللہ اکبر کبیراً والحمدللہ کثیراً وسبحان اللہ رب العٰلمین لاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی ورزقنی. روایت کیا اس کو مسلم نے۔

حدیث دوم

ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک بار کہے **سبحان اللہ وبحمدہ** اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص اس کلمہ کو دس بار کہے اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص اس کو سو بار کہے اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو زیادہ کہے اللہ تعالیٰ اس کو اور زیادہ ثواب دیتے ہیں روایت کیا اس کو ترمذی اور نسائی نے۔

حدیث سوم

جو شخص اس کلمہ کو یعنی **سبحان اللہ وبحمدہ** کو ہر روز سو بار کہے معاف کئے

جاتے ہیں اس کے گناہ اگرچہ سمندر کے برابر ہوں۔ روایت کیا اس کو ابوعوانہ نے۔

حدیث چہارم

یہ کلمہ یعنی سبحان اللہ وبحمدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام کلمات سے زیادہ محبوب ہے روایت کیا اس کو مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ابی شیبہ نے۔

حدیث پنجم

اور یہ کلمہ یعنی سبحان اللہ وبحمدہٖ سب کلاموں سے افضل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے انتخاب فرمایا ہے روایت کیا اس کو مسلم اور ابوعوانہ نے۔

حدیث ششم

اور یہ کلمہ یعنی سبحان اللہ وبحمدہٖ ایسا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بتلایا تھا پس بلاشک یہ کلمہ صلوٰۃ ہے مخلوقات کی تسبیح بھی مخلوقات کی اور اسی کی بدولت رزق ملتا ہے مخلوقات کو روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے۔

حدیث ہفتم

جو شخص اس کلمہ کو یعنی سبحان اللہ وبحمدہٖ کو کہتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ روایت کیا اس کو بزار نے۔

حدیث ہشتم

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب کلام یہ ہے سبحان ربی وبحمدہ روایت کیا اس کو ابوعوانہ نے۔

حدیث نہم

جو شخص کہتا ہے سبحان اللہ العظیم اس کے لئے ایک درخت جنت میں جم آتا ہے روایت کیا اس کو احمد نے۔

حدیث دہم

جو شخص کہتا ہے سبحان اللہ العظیم و بحمدہ لگا دیا جاتا ہے اس کے لئے ایک درخت جنت میں روایت کیا اس کو ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ابی شیبہ نے۔

حدیث یازدہم

دو کلمے ہیں جو کہ زبان پر بہت ہلکے ہیں اور میزان عمل میں بہت بھاری ہیں اور رحمٰن کو بہت پیارے ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ.. سبحان اللہ العظیم روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ نے۔

حدیث دوازدہم

جو شخص ان دو کلموں یعنی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کے ساتھ یہ بھی ملا لے استغفر اللہ العظیم واتوب الیہ اس کے کہنے کے ساتھ ہی لکھ لئے جاتے ہیں پھر جا کر عرش میں لٹک جاتے ہیں اور کوئی گناہ بھی ان کے پڑھنے والوں سے ہو جاوے مگر ان کلمات کو محو نہیں کر سکتا یہاں تک کہ ملے گا یہ شخص اللہ تعالیٰ سے اور ان کلمات پر اسی طرح مہر لگی ہوئی ہوگی روایت کیا اس کو بزار نے۔

حدیث سیزدہم

ایک بار صبح کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جویریہؓ کو نماز پر تسبیح میں مشغول چھوڑ کر باہر تشریف لے گئے پھر چاشت کے وقت جب واپس تشریف لائے تو پھر ان کو بیٹھا دیکھا اور دریافت فرمایا کہ جب سے تم اسی طرح بیٹھی ہو انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے پاس سے جا کر چار کلمے تین بار کہے ہیں اگر تمہارے اس تمام وظیفہ سے ان کو وزن کیا جائے تو وہ کلمات وزن میں زیادہ نکلیں وہ کلمات یہ ہیں سبحان اللہ وبحمدہ ورضی نفسہ وزنۃ عرشہ مداد

کلماته روایت کیا اس کو مسلم اور ابوعوانہ اور اصحاب سنن اربعہ نے اور ایک روایت میں یہ کلمات اس طرح آئے ہیں سبحان الله عدد خلقه سبحان الله رضی نفسه سبحان الله زنة عرشه سبحان الله مداد کلماته۔

روایت کیا اس کو مسلم اور نسائی نے اور ایک روایت میں الحمدللہ بھی اسی طرح آیا ہے الحمدلله عدد خلقه الحمدلله رضی نفسه الحمدلله زنة عرشه الحمدلله مداد کلماته روایت کیا اس کو نسائی نے اور ایک روایت میں اس طرح آیا ہے سبحان الله وبحمده ولا اله الا الله والله اکبر عدد خلقه ورضی نفسه وزنة عرشه ومداد کلماته۔ روایت کیا اس کو نسائی نے۔

حدیث چہاردہم

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بی بی کے یہاں تشریف لائے اور ان کے روبرو گٹھلیاں یا کنکریاں جمع تھیں اور وہ ان پر سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایسی چیز تم کو بتادوں جو اس سے آسان اور افضل ہو پھر یہ بتلایا۔

سبحان الله عدد ما خلق فی السمآء وسبحان الله عدد ما خلق فی الارض وسبحان الله عدد مابین ذٰلک وسبحان الله عدد ماهو خالق والله اکبر ومثل ذالک والحمد لله مثل ذالک ولآ اله الا الله مثل ذالک ولا حول ولا قوة الا بالله مثل ذالک روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے۔

فائدہ

یہ جو اس روایت میں آیا ہے والله اکبر مثل ذالک الخ اس میں دو احتمال ہیں ایک تو یہ کہ یہ کلمہ اسی طرح پڑھا جاوے دوسرے یہ کہ جس طرح سبحان اللہ کے ساتھ عدد ماخلق فی السماء وغیرہ لگا ہوا ہے اسی طرح اللہ اکبر کے ساتھ بھی وہی عبارتیں ملائی جاویں اور یہی دو احتمال الحمدللہ میں اور لا الہ الا اللہ میں اور لاحول

میں بھی ہیں فقط اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے روبرو چار ہزار گٹھلیاں جمع تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب سے میں تمہارے پاس کھڑا ہوا ہوں اتنی دیر میں میں نے تم سے زیادہ تسبیح پڑھ لی ہے انہوں نے عرض کیا مجھے بھی سکھلا دیجئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح کہو سبحان اللہ عدد ماخلق فی السمآء الی آخرہ جس طرح ابھی اوپر کی حدیث میں گزرا۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور حاکم نے۔

حدیث پانزدہم

آپ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو ایسی چیز بتلا دوں جو رات کو دن سے ملا کر اور دن کو رات سے ملا کر ذکر کرنے سے بھی افضل ہو۔

سبحان اللہ عدد ما خلق وسبحان اللہ مل ء ما خلق وسبحان اللہ عدد کل شئ وسبحان اللہ مل ء کل شئ وسبحان اللہ عدد مآ احصٰی کتابه وسبحان اللہ مل ء مآاحصٰی کتابه والحمدللہ عدد ما خلق والحمد للہ مل ء ما خلق والحمدللہ عدد کل شئ والحمدللہ من کل شئ والحمد للہ احصٰی کتابه والحمدللہ مل ء ما احصی کتابه روایت کیا اس کو بزار اور طبرانی نے۔

حدیث شانزدہم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوامامہؓ سے فرمایا میں تم کو ایسی چیز کی خبر دوں جو تمہارے شب وروز کے ذکر کرنے سے افضل ہو اس طرح کہا کرو۔

وسبحان اللہ عدد ماخلق سبحان اللہ مل ء ما خلق سبحان اللہ عدد مافی الارض والسمآء وسبحان اللہ عدد مآ احصٰی کتابه وسبحان اللہ ملء ما کتابه وسبحان اللہ عدد کل شیء وسبحان اللہ ملءُ کل شئ والحمد مثل ذالک.

روایت کیا اس کو نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے اور اسی طرح طبرانی نے بھی روایت کیا مگر اتنا فرق ہے کہ اس میں سبحان اللہ کی جگہ الحمدللہ آیا ہے پھر یوں فرمایا کہ اسی طرح سبحان اللہ کہو یعنی پہلے الحمدللہ کے ساتھ وہ تمام عبارتیں ملاؤ اور پھر سبحان اللہ کے ساتھ سارے الفاظ کہو اور اللہ اکبر اسی طرح کہو اور احمد نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے مگر اس میں اللہ اکبر نہیں ہے۔

حدیث ہفدہم

سب کلاموں میں افضل یہ ہے: سبحان ربی وبحمدہٖ سبحان ربی وبحمدہٖ روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

حدیث ہشدہم

سبحان اللہ اور الحمدللہ بھر دیتے ہیں اس خلاء کو جو مابین آسمان اور زمین کے ہے۔ اور الحمدللہ بھر دیتا ہے میزان عمل کو روایت کیا اس کو مسلم اور ترمذی نے۔

حدیث نوزدہم

سب کلاموں میں زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار کلمے ہیں سبحان اللہ والحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر جس کلمہ سے چاہو شروع کرو کچھ مضائقہ نہیں روایت کیا اس کو مسلم اور ترمذی نے۔

حدیث بستم

یہ چاروں کلمے یعنی سبحان اللہ والحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر بعد قرآن مجید کے سب کلاموں سے افضل ہیں اور یہ بھی قرآن ہی میں ہیں روایت کیا اس کو احمد نے۔

حدیث بست ویکم

جو شخص ان چار کلموں کو پڑھے یعنی سبحان اللہ والحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ

واللہ اکبر ہر حرف کے عوض اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

حدیث بست و دوم

ارشاد فرمایا کہ ان چار کلموں کا کہنا مجھ کو تمام عالم سے زیادہ محبوب ہے روایت کیا اس کو مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ابی شیبہ اور ابو عوانہ نے۔

حدیث بست و سوم

بلاشک جنت ستھری زمین والی شیریں پانی والی ہے اور وہ صاف میدان اور اس کے درخت یہ کلمات ہیں روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

حدیث بست و چہارم

لگایا جاوے گا تمہارے واسطے ہر کلمہ کے عوض ایک درخت جنت میں روایت کیا اس کو ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی فی اوسط میں۔

حدیث بست و پنجم

حاصل کرو سپر کو آتش جہنم سے بچنے کے لئے یعنی ان کلمات کو پڑھا کرو پس بلاشک یہ کلمات پڑھنے والے کے آگے پیچھے ہو کر آئیں گے اور یہ باقیات صالحات سے ہیں روایت کیا اس کو نسائی اور حاکم اور طبرانی نے صغیر اور اوسط میں۔

حدیث بست و ششم

ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر تہلیل صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے روایت کیا اس کو مسلم اور ابوداؤد ابن ماجہ نے۔

حدیث بست و ہفتم

یہ چاروں کلمات مذکورہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ سے مل کر باقیات صالحات سے ہیں اور یہ سب مل کر گراتے ہیں گناہوں کو جس طرح درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے اور یہ کلمات جنت کے خزانوں میں سے ہیں اور روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

حدیث بست و ہشتم

جو شخص قرآن مجید پڑھنے پر قدرت نہ رکھتا ہو بجائے قرآن کے اس کو یہ کلمات کفایت کرتے ہیں روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے۔

حدیث بست و نہم

اسی طرح یہ کلمات اس دعا کے ساتھ مل کر بجائے قرآن کے کافی ہو جاتے ہیں جس شخص نے اس کو حاصل کیا اس نے اپنا ہاتھ خیر سے بھر لیا وہ دعا یہ ہے **اللھم ارحمنی وارزقنی وعافنی واھدنی** روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی نے۔

حدیث سی ام

اگر ان کلمات کے ساتھ دعائے مذکورہ نہ پڑھی جائے اور بجائے اس کے تبارک اللہ پڑھ لیا جاوے تو ان کی حفاظت کے واسطے ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے اور وہ ان کلمات کو اپنے بازو تلے دبا لیتا ہے اور ان کو لے کر اوپر چڑھتا ہے۔ فرشتوں کے جس گروہ پر وہ فرشتہ گزرتا ہے وہ سب فرشتے اس پڑھنے والے کے واسطے برابر استغفار کرتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ دربار الٰہی میں وہ کلمات پیش کر دیئے جاتے ہیں روایت کیا اس کو حاکم نے حضرت ابن مسعودؓ سے موقوفاً۔

حدیث سی و یکم

بہ تحقیق پسند کیا ہے اللہ تعالیٰ نے سب کلاموں میں سے چار کلاموں کو **سبحان اللہ الحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر** پس جو شخص کہتا ہے **سبحان اللہ** لکھی جاتی ہیں اس کے لئے بیس نیکیاں اور کم ہوتے ہیں اس سے دس گناہ اور جو شخص کہتا ہے **الحمدللہ** یہی فضیلت اس کے لئے ہے اور جو شخص کہتا ہے **اللہ اکبر** یہی بات اسکے لئے ہے اور جو شخص کہتا ہے **لا الٰہ الا اللہ** یہی ثواب اس کے لئے ہے اور جو شخص کہتا ہے دل سے **الحمدللہ رب العٰلمین** اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور تیس

گناہ اس کے گھٹا دیئے جاتے ہیں روایت کیا اس کو نسائی اور حاکم اور بزار نے۔

حدیث سی و دوم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ روزانہ احد پہاڑ کے برابر عمل کرلیا کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ بھلا یہ کس سے ہوسکتا ہے آپ نے فرمایا سب سے ہوسکتا ہے عرض کیا گیا وہ کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا سبحان اللہ احد سے بڑا ہے اور لا الہ الا اللہ احد سے بڑا ہے اور الحمدللہ احد سے بڑا ہے اور اللہ اکبر احد سے بڑا ہے روایت کیا اس کو بزار اور طبرانی نے۔

حدیث سی و سوم

سبحان اللہ سو بار کہنا ثواب میں سو غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں۔ اور الحمدللہ سو بار کہنا ثواب میں سو گھوڑوں کے برابر ہے جو زین ولگام سے درست کر کے اللہ کی راہ میں سواری کے لئے دے دیئے جاویں اللہ اکبر سو بار کہنا ثواب میں سو اونٹنیوں کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں گردن بند باندھ کر دی جاویں اور مقبول بھی ہو جاویں روایت کیا اس کو نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے اور طبرانی نے ایک قید اور بڑھائی ہے کہ وہ اونٹنیاں مکہ میں قربانی کی جاویں۔

حدیث سی و چہارم

واہ واہ واہ پانچ چیزیں میزان میں کس قدر وزنی ہوں گی لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ اور الحمدللہ اور اللہ اکبر اور نیک اولاد جو کسی مسلمان کی مر جاوے اور وہ اس پر ثواب کے لئے صبر کرے روایت کیا اس کو نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور بزار اور احمد اور طبرانی نے۔

حدیث سی و پنجم

جن کلمات سے اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرتے ہو ان میں سے یہ بھی ہیں سبحان اللہ

ولا الہ الا اللہ والحمدللہ یہ عرش کے گرد گھومتے رہتے ہیں اور زنبور عسل کی طرح بھنبھناتے رہتے ہیں اور اپنے پڑھنے والے کی یاددہانی کرتے رہتے ہیں کیا تم کو یہ امر مرغوب نہیں کہ کوئی تمہاری ہمیشہ یاددہانی کرنے والا بنا رہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے۔

حدیث سی وششم

ان باقیات صالحات کی خوب کثرت کیا کرو اللہ اکبر ولا الہ الا اللہ وسبحان اللہ والحمدللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ روایت کیا اس کو نسائی اور ابن حبان نے۔

حدیث سی وہفتم

طریق نہم (ازجملہ طرق مذکورہ بست گانہ تسبیح وتحمید) کی نسبت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اس طرح کرے اس کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں اگرچہ سمندر کے کف کے برابر کیوں نہ ہوں روایت کیا اس کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوہریرہؓ سے۔ اور طریق یازدہم اور پانزدہم کی نسبت بھی اسی طرح وارد ہے۔

فائدہ: حقوق العباد اور گناہ کبیرہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

حدیث سی وہشتم

طریق دہم کی نسبت ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان کا پڑھنے والا خسارہ میں نہ رہے گا روایت کیا اس کو مسلم اور ترمذی اور نسائی نے حضرت کعب بن عجرہؓ سے۔

حدیث سی ونہم

طریق شانزدہم کی نسبت ارشاد ہے کہ جو شخص اس کو ہر نماز کے بعد پڑھے وہ ثواب کا پیمانہ پورا بھر کرلے۔ روایت کیا اس کو ابویعلی نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے۔

حدیث چہلم

سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کے باب میں وارد ہوا ہے کہ یہ عبادت ہے خلق کی اور اسی سے مقرر کی جاتی ہیں ان کی روزیاں روایت کیا اس کو بزار نے حضرت ابن عمرؓ سے۔

ان احادیث سے جو فضائل ان کلمات کے ثابت ہوتے ہیں ان کی اجمالی فہرست

ہمیشہ معمول بنانے کے قابل ہونا۔ کم از کم دس گنا ثواب ملنا۔ گناہوں کا معاف ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کلمات کا محبوب اور افضل ہونا۔ فرشتوں کو یہ کلمات تعلیم دینا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو اس کی تعلیم دینا۔ اس سے جنت میں درخت لگ جانا۔ میزان میں انکا نہایت وزنی ہونا۔

ان کا عرش میں معلق ہونا اور وہاں حفاظت الٰہی میں رہنا بڑے بڑے وظیفوں سے ان کا ثواب زیادہ ہونا زمین و آسمان کے درمیان کا خلاء ثواب سے بھر جانا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تمام عالم سے زیادہ ان کا محبوب ہونا آتش جہنم سے ان کا سپر بن جانا اس سے صدقہ کا ثواب ملنا۔

ان کا باقیات صالحات سے ہونا۔ ان کا خزائن بہشت سے ہونا۔ ان کا بجائے قرآن کے ہونا۔ خیر و برکت سے ہاتھ بھر جانا۔ ان کے پڑھنے والے کیلئے فرشتوں کا استغفار کرنا۔ اس شخص کا عمل پہاڑ کے برابر ہو جانا۔

اس سے غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملنا اور گھوڑے اور اونٹنیاں خیرات کرنے کا ثواب ملنا ان کا باری تعالیٰ میں پڑھنے والے کی سفارش کرتے رہنا اس شخص کا خسارہ میں نہ ہونا اس کو ثواب کا پورا پیمانہ ملنا پہاڑ برابر سونا خرچ کرنے سے بھی زیادہ ثواب ملنا خلائق کی عبادت و مایۂ رزق ہونا وغیر ذالک۔

فائدہ

گھر بیٹھے بے محنت بلا مشقت چند کلمات کی بدولت ایسی بے بہا نعمتیں اور بے شمار فضیلتیں مل جانا کیا راغب خیر کی ترغیب کے لئے کافی نہیں بیشک کافی وافی ہے۔

حصہ اوّل خاتمہ کا ان احوال کے بیان میں جہاں علاوہ طرق مذکورہ کے تسبیح وتحمید وغیرہ وارد ہوئی ہیں

حالت اوّل

جب کوئی قبول ہو یا کسی مرض سے شفایاب ہو یا کسی سفر سے صحیح وسالم اپنے گھر آجاوے یوں کہے **الحمد لله الذی بعزته وجلاله تتم الصالحات**۔ روایت کیا اس کو حاکم اور ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ میں۔

حالت دوم

صبح وشام ادائے شکر کیلئے یہ پڑھ لیا کرے۔ **اللهم ما اصبح بی من نعمة اوباحد من خلقک فمنک وحدک لاشریک لک فلک الحمد ولک الشکر**.

روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور ابن السنی نے۔

حالت سوم

جب آفتاب طلوع ہو یہ پڑھے

الحمدلله الذی اقالنا یومنا هذا ولم یعلکنا بذنوبنا

روایت کیا اس کو مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے موقوفاً۔

حالت چہارم

جب سونے لگے یہ پڑھے.......... **الحمد لله الذی اقالنا یومنا هٰذا ولم یهلکنا بذنوبنا**. روایت کیا اس کو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے۔

حالت پنجم

جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو آنکھ کھلنے کے بعد کہے الحمدللہ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور نسائی نے۔

حالت ششم

جب سو کر اٹھے یہ پڑھے:

الحمدللہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور.

روایت کیا اس کو بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ابی شیبہ نے۔

حالت ہفتم

جب رات کو اتفاقاً آنکھ کھل جائے یہ پڑھے۔

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر الحمدللہ سبحان اللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اللھم اغفرلی.

روایت کیا اس کو بخاری اور اصحاب سنن اربعہ نے۔

حالت ہشتم

جب بیت خلاء سے نکلے یہ کہے **الحمدللہ الذی اذھب عنی الاذیٰ وعافانی** روایت کیا اس کو نسائی اور ابن السنی نے۔

حالت نہم

جب وضو سے فارغ ہو یہ پڑھے

سبحٰنک اللھم وبحمدک استغفرک واتوب الیک

اس کی فضیلت میں آیا ہے کہ یہ ورق میں لکھ لیا جاتا ہے اور اس کو سربمہر کردیا جاتا ہے پھر قیامت تک وہ مہر نہیں توڑی جاتی مطلب یہ کہ بڑی حفاظت سے رہتا ہے روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

حالت دہم

جب وتر کا سلام پھیرے تین بار یہ کہے اور تیسری بار میں آواز بلند کرے سبحان

الملک القدوس روایت کیا اس کو نسائی اور ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ اور دار قطنی نے۔

ف: اس حدیث سے مشروعیۃ ذکر جہر کی بھی ثابت ہوتی ہے جیسا معمول حضرات مشائخ چشتیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا ہے۔

حالت یازدہم

جب کھانے پینے سے فارغ ہو یہ پڑھے۔ الحمد لله الذی هو اشبعنا واروانا وانعم علینا وافضل. حدیث میں ہے کہ اس سے اس نعمت کا حق ادا ہوجاتا ہے روایت کیا اس کو حاکم نے۔

حالت دوازدہم

جس وقت کپڑا پہنے یہ پڑھے الحمدلله الذی کسانی ما اواری به عورتی واتجمل به فی حیاتی روایت کیا اس کو ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ اور حاکم نے۔

حالت سیزدہم

جب بچہ بولنے لگے اس کو یہ سکھلاوے وقل الحمدلله الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریک فی الملک ولم یکن له ولی من الذل وکبره تکبیرا ابوالسنی نے روایت کیا ہے کہ بنی عبدالمطلب میں سے جب کوئی بچہ بولنے لگتا تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو یہی آیت تعلیم فرماتے تھے۔

حالت چہاردہم

جب سواری پر بیٹھ جاوے یہ پڑھے۔

الحمدلله سبحان الذی سخرلنا هذا وما کناله مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون الحمدلله الحمدلله الحمدلله الله اکبر الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله سبحنک انی ظلمت نفسی فاغفرلی انه لا یغفرالذنوب الآانت

روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور احمد اور حاکم نے۔

حالت پانزدہم

جب اونچی جگہ چڑھنے لگے کہے الله اکبر اور جب نشیب میں اترنے لگے کہے سبحان الله روایت کیا اس کو بخاری اور نسائی اور ابوداؤد نے۔

حالت شانزدہم

جب خانہ کعبہ میں داخل ہو اس کے سب گوشوں میں کھڑا ہو کر کہے الله اکبر روایت کیا اس کو بخاری اور ابوداؤد نے۔

حالت ہفدہم

دفع پریشانی کے لئے یہ پڑھے لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین روایت کیا اس کو ابوالسنی نے۔

حالت ہشدہم

جب کڑک اور بجلی ہو یہ پڑھے سبحان الله الذی یسبح الرعد بحمده والملئکة من خیفته روایت کیا اس کو امام مالک نے موطا میں حضرت عبداللہ بن زبیر سے موقوفاً۔

حالت نوزدہم

جب ہلال نظر پڑے کہے الله اکبر روایت کیا اس کو دارمی نے۔

حالت بستم

جب سورج گہن ہو کہے اللہ اکبر روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے اور اسی روایت میں اس وقت دعا اور صدقہ اور نماز پڑھنے کا بھی حکم آیا ہے۔

حالت بست ویکم

جب آئینہ میں چہرہ دیکھے یوں کہے الحمدلله الذی سویٰ خلقی فعدله

وصور صورۃ وجھی فاحسنھا وجعلنی من المسلمین روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں اور ابن السنی نے۔

حالت بست ودوم

جب چھینک آوے یہ کہے الحمدللہ روایت کیا اس کو بخاری اور ابوداؤداورنسائی نے۔

حالت بست وسوم

جب کوئی خوشی کی بات سنے کہے الحمدللہ اللہ اکبر روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

حالت بست وچہارم

جب کسی مجلس سے اُٹھنے لگے یہ پڑھے سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحٰنک اللّٰھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے۔

حالت بست وپنجم

جب کسی مصیبت زدہ مبتلائے بلا کو دیکھے تو یوں کہے الحمدللہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علٰے کثیر ممن خلق تفضیلاً تو یہ شخص کبھی اس بلا میں مبتلا نہ ہوگا روایت کیا اس کو ترمذی اور ابن ماجہ اور طبرانی نے اوسط میں۔

حالت بست وششم

جب کوئی دُعا مانگنا ہو یہ آیت پڑھ کر دعا کرے قبول ہوگی لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظلمین روایت کیا اس کو حاکم نے۔

حالت بست وہفتم

صبح وشام اوّل تین بار اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم پڑھ کر ایک بار یہ آیتیں پڑھے حدیثوں میں بڑی فضیلت آئی ہے۔

هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم هو الله الذی لا اله الا هو الملک القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان الله عما یشرکون هو الله الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنٰی یسبح له مافی السمٰوات والارض وهو العزیز الحکیم.

روایت کیا اس کو ترمذی اور دارمی اور ابن السنی نے۔

حالت بست وہشتم

صبح وشام دس مرتبہ پڑھے لآ اِلٰه الا الله وحده لاشریک له له الملک وله الحمد وهو علٰے کل شیٔ قدیر. روایت کیا اس کو نسائی اور ابن حبان اور احمد اور طبرانی اور ابن السنی نے۔

حالت بست ونہم

جب رات کو تہجد پڑھنے کے لئے اٹھے یہ پڑھے۔

اللهم لک الحمد انت قیم السمٰوات والارض ومن فیهن ولک الحمد انت ملک السمٰوات والارض ومن فیهن ولک الحمد انت نورالسمٰوات والارض ومن فیهن ولک الحمد انت الحق ووعدک الحق ولقآء ک حق وقولک حق والجنة حق والنار حق والنبیون حق ومحمد حق والساعة حق اللهم لک اسلمت وبک اٰمنت وعلیک توکلت والیک انبت وبک خاصمت والیک حاکمت.

روایت کیا اس کو ابوعوانہ نے۔

حالت سی ام

وتر کی تین رکعت میں یہ سورتیں پڑھے اول میں سبح اسم ربک الاعلٰے دوسری میں قل یایها الکافرون تیسری میں قل هو الله احد روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہم نے۔

حالت سی ویکم

سفر میں آخر شب کے وقت یہ پڑھے سمع سامع بحمداللہ ونعمہ وحسن بلآئہ علینا ربنا صاحبنا وافضل علینا عائذًا باللہ من النار. روایت کیا اس کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے۔

حالت سی ودوم

جب سفر سے لوٹنے لگے یہ پڑھے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیءٍ قدیرٌ ائبون تائبون عابدون ساجدون سائحون لربنا حامدون اور جب اپنی بستی کے قریب پہنچے کہے آئبون اور آخر تک روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

حالت سی وسوم

جب کسی ظالم سے اندیشہ مضرت ہو تین بار یہ پڑھے۔

اللہ اکبر اللہ اعز من خلقہٖ جمیعًا اللہ اعز مما اخاف واحذر اعوذ باللہ الذی لا الٰہ الا ھو الممسک السمآء ان تقع علی الارض الا باذنہٖ من شرِ عبدک فلان وجنودہٖ واتباعہ واشیاعہ من الجن والانس اللھم کن لی جارًا من شرھم جل ثنآء ک وعز جارک ولآ الٰہ غیرک

روایت کیا اس کو طبرانی اور ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ اور ابویعلی نے۔

حالت سی وچہارم

جب کوئی حاجت یا مہم پیش آوے اول اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نفل پڑھ کر بعد نماز اللہ تعالیٰ کی ثنا کرے اور درود شریف پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔

لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمدللہ رب العالمین اسالک موجبات رحمتک وعزآئم مغفرتک والعصمۃ من

كل ذنب والغنيمة من كل برو السلامة من كل اثم لاتدع لي ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجته ولا حاجة هي رضا لک الا قضيتها يآ ارحم الراحمين .

روایت کیا اس ترمذی نے۔

حالت سی و پنجم

جب کوئی مزاج پوچھے یوں کہے الحمدلله اليک روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

حالت سی و ششم

جب کوئی امر موافق مراد کے دیکھے یہ کہے۔ الحمدلله الذی بنعمته تتم الصالحات اور جو خلاف مزاج کچھ دیکھے یہ پڑھے۔ الحمد لله علىٰ كل حال روایت کیا اس کو ابن ماجہ اور حاکم اور ابن السنی نے۔

حالت سی و ہفتم

جب بازار میں جاوے تو یہ پڑھے اس کے پڑھنے سے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس لاکھ درجے بڑھتے ہیں اور ایک گھر جنت میں تیار ہوتا ہے۔

لا اله الا الله وحده لاشريک له له الملک وله الحمد يحيى ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو علىٰ كل شئ قديرٌ

روایت کیا اس کو ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد وغیرہم نے۔

حالت سی و ہشتم

جو شخص حالت مرض میں یہ آیت چالیس مرتبہ پڑھے، اگر مرا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخشے جاویں گے۔ لا اله الا انت سبحانک انی كنت من الظلمين۔ روایت کیا اس کو حاکم نے اور اگر مرض میں یہ دعا پڑھ لے اور پھر مر جاوے تو اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی۔

لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لا الٰہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد لا الٰہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ.

روایت کیا اس کو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے۔

حالت سی ونہم

جب کسی کا بچہ مرجاوے اور وہ کہے الحمد للہ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کے بچے کی جان قبض کرلی وہ عرض کرتے ہیں جی ہاں پھر فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے دل کا پھل لے لیا وہ عرض کرتے ہیں جی ہاں۔ فرماتے ہیں پھر میرے بندے نے کیا کہا وہ عرض کرتے ہیں کہ الحمد للہ کہا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے لئے ایک گھر جنت میں تیار کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو روایت کیا اس کو ترمذی اور ابن حبان اور ابن السنی نے۔

حالت چہلم

بستر پر لیٹنے کے وقت سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ پڑھنے سے تمام آفات سے محفوظ رہتا ہے البتہ اگر موت ہی کا وقت آ گیا ہو تو دوسری بات ہے روایت کیا اس کو بزار نے۔

حالت چہل و یکم

صلوٰۃ التسبیح کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس سے فرمایا اے عباس اے چچا کیا میں تم کو ایک بہت بڑا عطیہ نہ دوں کیا تم کو بڑے فائدے کی چیز نہ دوں۔ کیا تم کو ایک خوشگوار چیز نہ دوں کیا تم کو دس فائدے نہ پہنچاؤں اگر تم وہ عمل کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہ بخش دے۔ اگلے اور پچھلے پرانے اور نئے جو بھول کر ہوئے اور جان کر کئے چھوٹے اور بڑے پوشیدہ اور ظاہر یہ دس ہوئے وہ عمل یہ ہے کہ تم چار رکعت پڑھو ہر رکعت میں الحمد اور کوئی سی سورۃ پڑھو اور جب قرأت سے فارغ ہو تو کھڑے کھڑے پندرہ بار یہ کہو سبحان اللہ

والحمد لله ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پھر رکوع میں جا کر دس بار پڑھو پھر رکوع سے اٹھ کر دس بار پھر سجدے میں دس بار پھر بیٹھ کر دس بار پھر دوسرے سجدے میں دس بار پھر اٹھ کر کھڑے ہونے سے پہلے دس بار یہ مل کر ایک رکعت میں پچھتر بار ہوئے اسی طرح چاروں رکعتوں میں کرو۔ اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو اگر ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتے میں ایک بار پڑھ لو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینے میں ایک بار یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں تو ایک بار ضرور پڑھ لو۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن حبان نے۔

فائدہ

حرزثمین میں حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ان رکعتوں میں یہ سورتیں پڑھے الھکم التکاثر والعصر۔ قل یایھا الکافرون ، قل ھو اللہ۔ اور ایک روایت یہ نقل کی ہے اذا زلزلت ، والعادیات، اذاجاء، قل ھو اللہ اور اسی میں یہ بھی ایک روایت کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس کا اچھا وقت دن ڈھلنے کے بعد ہے نماز ظہر کے قبل۔ آہ۔

اطلاع

جس قدر حدیثیں اس رسالہ میں مذکور ہیں سب حصن حصین سے نقل کی گئی ہیں جس کو زیادہ علم وعمل کا شوق ہو اصل کتاب یا اس کے اُردو ترجمہ ظفر جلیل میں ملاحظہ فرماوے کہ اس سے اور زیادہ تفصیل معلوم ہو سکتی ہے۔ فقط۔

دوسرا حصہ خاتمہ کا ذکر کے بعض ضروری آداب وشرائط قبولیت میں

(۱) حرام غذا ولباس وکسب سے بچے (۲) نیت خالص رکھے یعنی نمائش وغیرہ مقصود نہ ہو (۳) پاک صاف ہو خود بھی لباس اور مکان بھی۔ (۴) وضو کرے۔ (۵) قبلہ رو بیٹھے، (۶) قلب اور جوارح میں حتی الامکان خشوع وخضوع پیدا

کرے۔(۷) اُمید غالب قبولیت کی رکھے۔اور یہی آداب دعا کے بھی ہیں نئے شے زائد مثلاً (۸) نامشروع مطلوب کے لئے دعا نہ کرے۔

(۹) ایک دعا کم از کم تین بار کرے۔ اگر (۱۰) ظاہراً قبول ہونے میں توقف ہوجاوے تنگ ہوکر دعا کرنا نہ چھوڑے وغیر ذلک۔

تسبیح رکھنا اور عقد انامل سے گننا

چونکہ رسالۂ ہذا میں تسبیح وتحمید وتکبیر کے طریقوں میں بعض مخصوص اعداد بھی آئے ہیں اور ان کے شمار کرنے کے دو طریقے معمول ہیں تسبیح سے گننا اس لئے دونوں طریقوں کا مسنون ہونا اور عقد انامل کی کیفیت بیان کرتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ ابوداؤداور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بی بی کو دیکھا کہ ان کے روبرو کچھ گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی تھیں جن پر وہ تسبیح کررہی تھیں الحدیث اور ابوداؤداور حاکم نے حضرت صفیہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے سامنے چار ہزار گٹھلیاں جمع تھیں جن سے وہ تسبیح کررہی تھیں صاحب مرقات وصاحب ردالمحتار نے کہا ہے کہ آپ نے دیکھ کر منع نہیں فرمایا۔پس حدیث تقریری سے اس تسبیح متعارف کا جواز نکل آیا کیونکہ ان گٹھلیوں اور تسبیح متعارف میں بجز منظوم ومنثور ہونے کے کوئی معتدبہ فرق نہیں۔

سو یہ فرق ممانعت میں موثر نہیں ہوسکتا پس جو شخص اس کو بدعت کہے اس کا قول معتبر نہیں حضرات مشائخ نے اس کو تازیانۂ شیطان کہا ہے حضرت جنیدؒ کے ہاتھ میں کسی نے تسبیح دیکھ کر پوچھا کہ منتہی ہوکر اس کی کیا ضرورت ہے فرمایا جس کی بدولت ہم واصل الی اللہ ہوئے اس کو کیسے چھوڑ دیں اھ۔اور بزرگوں نے اس کا لقب مذکورہ بھی رکھا ہے کہ اس کے ہاتھ میں ہونے سے ضرور کچھ نہ کچھ پڑھنے کا خیال آجاتا ہے اور عقد انامل کا مسنون ہونا حدیث قولی وفعلی سے ثابت ہوا ہے ترمذی نے حضرت یسیرہؓ سے روایت کیا

ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا کہ تسبیح وتہلیل وتقدیس کو اختیار کرو اور انامل سے عقد کیا کرو قیامت میں یہ انگلیاں پوچھی جائیں گی اور اسے کلام کرایا جاوے گا ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ عقد فرماتے تھے تسبیح کو ابن قدامہ راوی کہتے ہیں یعنی اپنے داہنے ہاتھ سے اور ہر چند کہ لغۃً عقد انامل عام ہے۔

جیسا صاحب حرز نے کہا ہے کہ خواہ انگلیوں کو کھولے بند کرے خواہ انگلیوں کو دباتا جاوے خواہ انگوٹھا انگلیوں کے سروں پر رکھتا جاوے اھ یعنی کسی طرح انگلیوں سے شمار کرے اصل سنت ہر طرح حاصل ہے کسی خاص طریق کی تعیین لازم نہیں مگر تاہم احادیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عقد انامل کی کیفیت ضرور معین تھی اشارۂ کا تشہد ایک حدیث میں اس عنوان سے بتلایا گیا ہے کہ ترپن کا عقد فرمایا جس پر شافعیہ کا عمل ہے ایک روایت میں ایک سوراخ کی مقدار بتلانے کی نسبت یہ آیا ہے کہ نوے کا عقد فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ اس خاص طریق میں زیادہ فضیلت ہے اور یہ طریق اکثر صلحاء میں مشہور ہے ہر چند کہ بعض عشرات میں بہت تھوڑا سا اختلاف بھی ہے مگر ادائے سنت میں سب پر عمل کرنا یکساں ہے اس مقام پر ایک طریق جس کو محقق غیاث الدین نے لکھا ہے بعینہ ان کی فارسی کی عبارت ہم نقل کئے دیتے ہیں اب عامل ذاکر کو اختیار ہے خواہ تسبیح رکھے کہ اس میں سہولت ہے یا عقد انامل کیا کرے کہ اس میں فضیلت زیادہ ہے پھر خواہ اس طریق مندرجہ ذیل کو اختیار کرے یا کوئی دوسرا طریق جو اپنے مشائخ سے پہنچا ہو اس پر عمل کرے اصل مقصود یہ ہے کہ غفلت کو دفع کرے جیسا عقد انامل کی حدیث کے آخر میں بطور خلاصہ کلام کے ارشاد ہوا ہے کہ غافل مت بنو ورنہ رحمت سے دور کردیئے جاؤ گے۔

وہ طریق یہ ہے عقد انامل نوعی از اسباب شمار مسنون کہ باشکال بستن و کشادن انگشتان دست اسماء اعداد ملحوظ دارند و تفصیلش اینست کہ برائے واحد

خنصر دست راست فرو باید گرفت و جہت دو بنصر را با خنصر ضم کردن و برائے سہ وسطی را نیز چنانکہ در عدد اشیاء بین الناس معہود و متعارف ست ولیکن دریں سہ عقد باید کہ رؤس انامل بسیار نزدیک باصول اصابع باشد و برائے چہار خنصر را رفع باید کرد و بنصر و وسطیٰ را معقود گذاشتن و برائے پنج بنصر را نیز رفع کردن وبجہت شش وسطیٰ را رفع کردہ فقط بنصر را فرو باید گرفت چنانچہ سر انملۂ آن بروسط کف باشد و برائے ہفت بنصر را ہم برداشتہ خنصر تنہا را عقد باید گرفت چنانکہ سرانگشت نیک مائل باشد بجانب نرمۂ دست یعنی قرب بمنتہائے کف بسوئے ساعد و برے ہشت با بنصر ہماں باید کرد و برائے نہ با وسطیٰ نیز ہماں باید کرد کہ دریں عقود ثلثۂ اخیر سرہائے انگشتان برطرف کف باشد تا بعقود ثلثہ اول مشتبہ نگردد برائے دہ سر ناخن سبابہ دست راست را باطن بر مفصل اول انملۂ ابہام یعنی نرانگشت باید نہاد و چنانکہ فرجہ میان دو انگشت بحلقۂ مدور مشابہ باشد و برائے بست طرف عقد زیرین سبابہ کہ متصل وسطیٰ ست بر ناخن ابہام باید نہاد چنانچہ پنداری انملۂ ابہام را درمیان اصول سبابہ و وسطیٰ گرفتہ اند لیکن وسطی را در دلالت عدد بست دخلی نباشد چہ اوضاع او برائے عقود احاد متغیر ومبدل گردد و اتصال ناخن ابہام بطرف عقد زیرین سبابہ بحال خود دلالت بر بست کند برائے سی ابہام را قائم داشتہ سر انملۂ سبابہ برطرف ناخن او باید نہاد چنانکہ وضع سبابہ با ابہام شبیہ باشد بصورت قوس وروذۂ آں و برائے چہل باطن انملہ ابہام برظہر عقد زیرین سبابہ باید نہاد چنانکہ میاں ابہام وطرف کف ہیچ فرجہ نماند و برائے پنجاہ سبابہ را قائم داشتہ ابہام را تمام خم باید کرد و کف باید نہاد و محاذی سبابہ برائے شصت ابہام را خم دادہ باطن عقدہ دوم سبابہ بر پشت ناخن ابہام باید نہاد چنانکہ پشت ابہام تمام مکشوف باشد و برائے ہشتاد ابہام را منتصب گذاشتہ طرف انملۂ سبابہ را بر پشت مفصل

انملۂ اولیٰ باید نہادو برائے نود سر ناخن سبابہ را بہ باطن مفصل عقدۂ دوم ابہام باید نہادو باید دانست کہ انچہ دردست راست دلالت برعقدے از عقود احاد کند از یکے تانہ دردست چپ دلالت برہمان عقدے از عقود الوف کند از یک ہزار تانہ ہزار وہمچنیں آنچہ درراست دلالت برعقدے از عقود نہ گانہ عشرات کند از دہ تانود دردست چپ دلالت برہمان عقدے از عقود مآت کند از یک صدتانہ صد بدآنکہ باصابع ہر دودست بدان صور ہیزدہ گانہ مذکورۃ الصدر از یکے تانہ ہزارونہ صد ونودونہ ضبط تو ان کرد و برائے عقد دہ ہزار طرف انملۂ ابہام را متصل باید ساخت بطرف تمام انملۂ سبابہ چنانکہ سر ناخن ابہام را برابر باشد وطرفش بطرف او۔ الحمد للہ کہ یوم عرفہ ۱۳۱۷ ہجری کو تحریر ہذا سے فراغت ہوئی سبحان اللہ کیا قدرت ہے کہ مجھ جیسے نا کارہ کے ہاتھوں یہ عبادت ہوئی اللہ اکبر۔کوئی شک نہیں کہ یہ محض ان کی رحمت ہے۔فقط

تمت بالخیر

فضائل استغفار

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ واقف الاسرار الفرقانیۃ،
راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مولانا محمد اشرف علی التھانوی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

فضائل استغفار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

بعد الحمد والصلوٰۃ ۔ یہ ازل المذنبین ومحب التوابین اپنے بھائیوں کی خدمت میں ضروری عرض رکھتا ہے کہ یہ امر نصِ قطعی سے ثابت ہے کہ ہم پر جو مصیبت آتی ہے اس کا سبب اصلی ہمارے معاصی وذنوب ہیں۔

گو ظاہراً اور کسی سبب کا بہانہ ہو جائے۔ یہ مضمون ''علاج القحط والوباء'' کے دیباچہ میں کسی قدر مشرح بھی موجود ہے۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ علاج بالضد ہوتا ہے، تو اس قاعدہ سے ہر معصیت وبلیہ کا حقیقی علاج اس سے باز آنا اور باز رہنا ہے اور گزشتہ کا معاف کرانا ہے جو حاصل ہے توبہ واستغفار کا۔ اسی کو نظم کیا گیا ہے:

غم چو بینی زود استغفار کن ۔۔۔ غم بامر خالق آمد کارکن

ہرچہ بر تو آید از ظلماتِ غم ۔۔۔ آں زبیباکی و گستاخی ست ہم

اور اگر علاج بالمثل کے مسلک کو بھی اختیار کیا جائے تب بھی ظاہر ہے کہ ہر مثل تو مراد ہو ہی نہیں سکتا، بلکہ مثل خاص ہوگا جس کی تعیین میں احتیاج حجت صحیحہ کی ہوگی۔ پس اس بنا پر توجیہ اس علاج کی یہ ہوگی کہ معصیت ایک عمل ہے تو اس کا علاج عمل ہوگا اور وہ عمل حجت صحیحہ سے توبہ واستغفار متعین ہوا ہے۔ پس ہر صورت میں ان مصائب و بلیات کا علاج توبہ واستغفار ٹھہرا۔ اور ہمارے بھائیوں کی یہ حالت ہے کہ مصائب کی

خصوصاً آج کل طاعون کی شکایت تو ہر وقت کا مشغلہ ہے لیکن اس نکتہ اور راز میں بہت کم غور کرتے ہیں۔ اس لئے مشورہ اور تبلیغ اور خیر خواہی کے طور پر مناسب ہوا کہ ایک مختصر سا مضمون اس کے متعلق لکھ کر اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کیا جائے تا کہ اس تدبیر کی وقعت ذہن نشین ہو جائے۔

قرآن مجید سے استغفار کا بیان

پہلے پیغمبروں کا اپنے یا دوسروں کے لئے، یا ان کی امت کا توبہ واستغفار کرنا، یا اس امت کو توبہ واستغفار کا حکم ہونا۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے استغفار کرنے سے یا ان کی طرف خطا وغیرہ کی نسبت کرنے سے کوئی یوں نہ سمجھے کہ وہ حضرات نعوذ باللہ ہماری طرح گناہ گار تھے، کیوں کہ ان کا معصوم اور گناہ سے پاک ہونا دلیل قطعی نقلی وعقلی سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا ہے: ﴿انی جاعلک للناس اماما﴾ (البقرۃ:۱۲۴) یعنی بے شک میں بنانے والا ہوں اے ابراہیم! آپ کو لوگوں کا امام۔ (اور یہ ظاہر ہے کہ یہ امامت منصبِ نبوت ہے کیوں کہ اس وعدہ کا ایفا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے اسی طرح ہوا) اس آیت کے آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جواب میں کہ انہوں نے اس منصب کی درخواست اپنی اولاد کے لئے بھی فرمائی، یہ ارشاد ہوا: ﴿لاینال عھدی الظلمین﴾ (البقرۃ:۱۲۴) یعنی نہ پہنچے گا میرا عہد ظالموں کو۔ اور ظلم مطلق اور عام ہے ہر معصیت میں جس سے معصیت اور نبوت کا منافی ہونا صاف معلوم ہوا اور عصمت یہی ہے۔ دلیل عقلی یہ کہ جو حکمت ہے بعثتِ انبیاء میں یعنی اصلاح خلق، اگر وہ حضرات خود مبتلائے فساد ومعصیت ہوں تو ان کی دعوتِ اصلاح عام خلق کو کب مفید ہو سکتی ہے؟ تو اس میں ابطالِ حکمت الٰہیہ لازم آتا ہے۔ اور لازم باطل ہے پس ملزم بھی باطل ہوگا، تو اس کی نقیض یعنی معصوم ہونا ثابت ہوگا اور یہی مطلوب ہے۔ بلکہ توجیہ ان الفاظ وعنوانات کی

یہ ہے کہ گناہ کے دو معنی ہیں۔ ایک حقیقی یعنی معصیت سے اللہ تعالیٰ کا کوئی حق ضائع کرنا، دوسرے مجازی یعنی باوجود اطاعت کے اللہ تعالیٰ کا پورا حق جوان کی عظمت کا مقتضا ہے ادا نہ ہوسکنا۔ پس پہلے معنی سے تو حضرات انبیاء علیہم السلام بالکل منزہ ہیں جیسا دلیل سے ثابت ہو چکا۔ اور دوسرے معنی کی نسبت حضرات انبیاء علیہم السلام کی طرف ہوسکتی ہے کیوں کہ وہ عبد اور بشر ہیں، اور محالِ عقلی ہے کہ کوئی ممکن ذات واجب کا حق پورا پورا ادا کر سکے کیوں کہ ممکن سے جو صادر ہو متناہی ہوگا، اور واجب کے کمالات چوں کہ غیر متناہی ہیں اور متناہی وغیر متناہی میں مساوات و مکافات محال ہے۔ اسی واسطے حدیث میں لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ آیا ہے۔ سو یہ معنی ثانی واقع میں گناہ ہی نہیں اور نہ عصمت کے خلاف ہے۔ پس خطایا استغفار کی نسبت اس معنی کے اعتبار سے ہے۔ اسی کو اہلِ حال نے دوسرے عنوانوں سے ظاہر کیا ہے۔ جیسے: ع

وجودک ذنبٌ لایقاس بہ ذنبٌ

خود ثناء گفتن زمن ترک ثنا ست
کیں دلیل ہستی ہستی خطا ست

منہ عفی عنہ

حضرت آدم مع حضرت حوا علیہما السلام

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (الاعراف: ۲۳)

دونوں نے کہا: اے ہمارے پروردگار! ہم نے ظلم کیا اپنی جان پر، اور اگر تو نہ بخشے ہم کو اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ہم ضرور برباد ہو جائیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام

﴿وَاِلَّا تَغۡفِرۡلِیۡ وَتَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ﴾ (ہود: ۴۷)

اوراگرآپ نہ بخشیں مجھ کواورنہ رحم فرمائیں مجھ پرتو میں ہوجاؤں گا گھاٹا پانے والوں میں۔

﴿اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ. اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًاo یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًاo وَّ یُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِیۡنَ وَیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡهٰرًا﴾ (نوح: ۱۰.۱۲)

بخشش مانگواپنے پروردگار سے بے شک وہ بڑے بخشنے والے ہیں۔ بھیج دیں گے تم پرآسمان سے موسلا دھار بارش، اور مدد فرمائیں گے تمہاری مال اور بیٹوں سے، اور بنادیں گے تمہارے لئے باغ، اورتمہارے لئے نہریں جاری فرمادیں گے۔

حضرت ہود علیہ السلام

﴿وَیٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡهِ یُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا وَّیَزِدۡکُمۡ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِکُمۡ وَلَا تَتَوَلَّوۡا مُجۡرِمِیۡنَ﴾ (ہود: ۵۲)

اوراے قوم! گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھرتوبہ کرواس کی جانب میں کہ وہ بھیج دے گاتم پرخوب برسانے والا (بادل) اورتم کوزیادہ دے گاقوت پرقوت اور نہ پھرے جاؤ گناہ گار ہوکر۔

حضرت صالح علیہ السلام

﴿فَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡهِ﴾ (ہود: ۶۱)

پس بخشش مانگواپنے پروردگار سے پھرتوبہ کروان کی جناب میں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

﴿وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبۡ عَلَیۡنَا ط اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ﴾ (البقرۃ: ۱۲۸)

اے اللہ! ہم کو بتایئے ہماری عبادت کے طریقے اور ہم کو معاف فرمایئے۔ بے

شک آپ بڑے معاف فرمانے والے مہربان ہیں۔

﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ (ابراھیم: ۴۱)

اے ہمارے پروردگار! مجھ کو بخش دیجئے اور میرے ماں باپ کو اور سب مؤمنوں کو جس دن قائم ہو حساب۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

آیت مذکورہ ﴿وارنا مناسکنا﴾ الآیۃ...... ترجمہ گزر چکا۔

حضرت شعیب علیہ السلام

﴿وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْهِ﴾ (ھود: ۹۰)

اور بخشش مانگو اپنے پروردگار سے پھر رجوع کرو ان کی جناب میں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا استغفار بھائیوں کیلئے

﴿یَغْفِرُ اللّٰهُ لَکُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ﴾ (یوسف: ۹۲)

اللہ تعالیٰ تم کو بخشیں گے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام سے ان کے بیٹوں کی درخواست کرنا اوران کا وعدہ فرمانا

﴿یٰاَبَانَا اسْتَغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیْنَ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُلَکُمْ رَبِّیْ ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ (یوسف: ۹۷،۹۸)

اے ہمارے باپ! بخشش مانگیے ہمارے گناہوں کی، بے شک ہم ہی قصور وار تھے۔ یعقوب نے فرمایا: عنقریب بخشش مانگوں گا تمہارے لئے اپنے پروردگار سے، بے شک وہ بخشنے والے مہربان ہیں۔

❀❀❀

حضرت زلیخا کو امر استغفار

﴿ وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْبِکِ ﴾ (یوسف ۲۹)

اور اے زلیخا! بخشش مانگ اپنے گناہ کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

﴿ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ﴾ (القصص: ۱۶)

اے پروردگار میرے! میں نے اپنے اوپر ظلم کیا، آپ مجھ کو بخش دیجئے۔

﴿ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴾ (الاعراف: ۱۵۱)

اے پروردگار میرے! معاف فرمایئے مجھے اور میرے بھائی کو، اور لے لیجئے ہم کو اپنی رحمت میں، اور آپ سب سے زیادہ رحم فرمانے والے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کا استغفار

﴿ لَئِنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْلَنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴾ (الاعراف: ۱۴۹)

اگر نہ رحم فرمادیں ہم پر ہمارے پروردگار اور نہ بخشیں تو بے شک ہم خراب ہوں گے۔

حضرت داوٗد علیہ السلام

﴿ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّہٗ وَخَرَّ رَاکِعًا وَّاَنَابَ ﴾ (ص: ۲۴)

پس بخشش مانگی (داوٗد علیہ السلام نے) اپنے پروردگار سے اور گر پڑے سجدے میں اور رجوع ہوئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

﴿ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْکًا ﴾ (ص: ۳۵)

اے میرے پروردگار! بخش دیجئے مجھ کو اور عطا فرمایئے ایک بادشاہی۔

❁❁❁

حضرت بلقیس رضی اللہ عنہا

﴿رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ وَاَسۡلَمۡتُ﴾ (النمل: ۴۴)

اے میرے پروردگار! میں نے اپنا ہی نقصان کیا تھا اور اب میں اسلام لائی۔

حضرت یونس علیہ السلام

﴿لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ. اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ﴾ (الأنبياء:۸۷)

نہیں کوئی معبود آپ کے سوا، آپ پاک ہیں۔ بے شک میں ظلم کرنے والوں سے ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُمت کے لئے

﴿اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُکَ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ﴾ (المائدة: ۱۱۸)

اگر آپ ان کو عذاب دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ معاف فرمادیں تو بے شک آپ زبردست حکمت والے ہیں۔

اصحاب ضروان

﴿سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیۡنَ﴾ (ن: ۲۹)

ہمارے پروردگار پاک ہیں بے شک ہم ہی خطاوار ہیں۔

بہت سے پیغمبروں کی امت کا استغفار

﴿رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا﴾ (آل عمران: ۱۴۷)

اے ہمارے پروردگار! معاف فرمائیے ہمارے گناہ اور ہماری زیادتیاں ہمارے کاموں میں۔

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم استغفار اور وعدۂ مغفرت

﴿وَقُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ﴾ (المؤمنون:۱۱۸)

اور کہیے: اے میرے پروردگار! بخش دیجئے اور رحم فرمایئے اور آپ سب سے بہتر رحم فرمانے والے ہیں۔

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ (محمد: ۱۹)

اور معافی چاہو اپنے گناہ کے لئے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے۔

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ (الفتح: ۲)

تا کہ اللہ تعالیٰ معاف فرماویں جو کچھ آگے ہو چکے ہیں آپ کے گناہ اور پیچھے رہے (گناہ سے مراد امت کے گناہ ہیں)

﴿ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ ﴾ (آل عمران: ۱۵۹)

آپ ان کو معاف فرمایئے اور ان کے لئے بخشش مانگیے۔

﴿ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ﴾ (الممتحنة: ۱۲)

پس بیعت کر لیجئے ان عورتوں کو اور بخشش طلب فرمایئے ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے۔

﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ (النصر: ۳)

پس پاکی بیان فرمایئے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اور ان سے معافی طلب فرمایئے۔

عرش اٹھانے والے فرشتوں کا استغفار مؤمنین کیلئے

﴿ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ﴾ (المؤمن: ۷)

اے ہمارے پروردگار! آپ نے گھیر لیا ہے ہر شے کو رحمت اور علم میں آپ بخش دیجئے ان لوگوں کو جو توبہ کریں اور چلیں آپ کی راہ پر۔ بچایئے ان کو دوزخ کے عذاب سے۔

اس امت کے خلف کا استغفار سلف کے لئے مع اپنے

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِي قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ اٰمَنُوا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيمٌ﴾ (الحشر: ۱۰)

اے ہمارے پروردگار! بخش دیجئے ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے

ایمان لائے اور نہ پیدا کیجئے ہمارے دلوں میں کینہ ایمان والوں کی بابت۔ اے ہمارے پروردگار! آپ ہی شفیق مہربان ہیں۔

اپنے لیے استغفار کرنے کا حکم اور فضیلت

﴿وَسَارِعُوٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ﴾ (آل عمران: ۱۳۳)

دوڑو اپنے رب کی بخشش اور جنت کی جانب۔

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾ (آل عمران: ۱۳۵،۱۳۶)

اور وہ لوگ جو کر بیٹھتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام یا برا کر بیٹھیں اپنے حق میں، تو یاد کرتے ہیں اللہ کو، پھر معافی چاہتے ہیں اپنے گناہوں کی، اور کون ہے جو گناہوں کو معاف کرے اللہ کے سوا، اور اصرار نہیں کرتے اس گناہ پر جو کر بیٹھتے ہیں، اور وہ (اس کو) جانتے ہیں (کہ یہ گناہ ہے) یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی بخشش ہے اور باغ ہیں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور کیا اچھا اجر ہے نیک کام کرنے والوں کا۔

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء: ۱۱۰)

اور جو کوئی گناہ کرے یا اپنے اوپر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشوائے تو پائے گا اللہ کو بخشنے والا مہربان۔

﴿غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ (البقرة: ۲۸۵)

آپ کی بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اور آپ کی ہی طرف لوٹنا ہے۔

﴿واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولٰنا﴾ (البقرة: ۲۸۶)

اور درگزر فرمائیے ہم سے اور بخش دیجئے ہم کو اور رحم فرمائیے ہم پر آپ ہی ہمارے حامی ہیں۔

﴿ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ﴾ (آل عمران: ۱۷)

اور پچھلی رات میں بخشش چاہنے والے۔

﴿رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ﴾ (آل عمران: ۱۹۳)

اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہمارے گناہ معاف فرمائیے اور ہم سے ہمارے گناہوں کا کفارہ کیجئے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کیجیو۔

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا. عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ﴾ (التحریم:۸)

اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ کی جناب میں توبہ خالص، امید ہے کہ تمہارے پروردگار تم سے دور کردیں گے تمہارے گناہ۔

قیامت کے دن استغفار

﴿ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا﴾ (التحریم:۸)

اے ہمارے پروردگار پوری فرمائیے ہمارے لئے روشنی اور ہم کو بخش دیجئے۔

یہ وہ آیتیں ہیں جو سرِ دست خیال میں آئیں۔ ان میں سے بھی مکرر یا متقارب مضامین کی نہیں لکھیں۔ ان آیات سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ استغفار اور توبہ وہ چیز ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا معمول رہا۔ سب اپنی امت کو حکم کرتے آئے۔ خود ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا، باوجودیکہ آپ پاک تھے مگر اس سے اور مرتبہ زائد ہوا۔ فرشتوں کا یہ شغل ہے۔ امت کے ہر طبقہ کو اپنے لئے اور اپنے سابقین کے لئے اس کا حکم ہے۔ اس کے ساتھ ہی وعدۂ مغفرت بھی ہے۔ ان لوگوں کی خوبیاں بھی ظاہر کی گئی ہیں۔ قیامت میں اس کی دعا مذکور ہوئی۔ علاوہ نفع آخرت کے توبہ واستغفار کے دنیوی منافع ان آیات کے اندر مع ان کے سیاق وسباق کے غور کرنے سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ مثلاً: بارش کا ہونا، ترقی، شوکت اور مال اور اولاد اور ثمار وغیرہا کا ہونا، نقصان گزشتہ کی تلافی ہوجانا، قابل پر منصور ہونا، غم سے نجات ہونا ونحو ذالک۔ اب کچھ احادیث لکھی جاتی ہیں۔

احادیث سے توبہ واستغفار کا بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توبہ واستغفار فرمانا

یہ تمام احادیث علامہ جزری رحمہ اللہ کی کتاب ''حصن حصین'' سے ماخوذ ہیں۔

انی لاستغفر اللہ فی الیوم مائة مرة

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک میں دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔

استغفار کا حکم فرمانا

توبوآ الی ربکم.

اور فرمایا کہ اے لوگو! اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو۔

فضیلت استغفار کی اپنے لئے اور دوسرے اہل ایمان کیلئے اور بشارت قبول ومغفرت

والذی نفسی بیدہ! لو اخطاتم حتی تملا خطایاکم مابین السمآء والارض ثم استغفرتم اللہ لغفرلکم.

اور فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! کہ اگر تم اس قدر خطائیں کرو کہ تمہاری خطائیں آسمان اور زمین میں بھر جائیں، اور پھر تم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو، بے شک اللہ تعالیٰ تم کو بخشیں گے۔

من استغفر اللہ غفر اللہ له.

اور فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے اللہ تعالیٰ اس کو بخشتے ہیں۔

من احب ان تسرہ صحیفته فلیکثر فیها من الاستغفار.

اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ میرا نامۂ اعمال مجھ کو خوش کردے اس کو چاہئے

احادیث سے توبہ واستغفار کا بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توبہ واستغفار فرمانا

یہ تمام احادیث علامہ جزری رحمہ اللہ کی کتاب ''حصن حصین'' سے ماخوذ ہیں۔

انی لاستغفر الله فی الیوم مائة مرة

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک میں دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔

استغفار کا حکم فرمانا

توبو آ الی ربکم.

اور فرمایا کہ اے لوگو! اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو۔

فضیلت استغفار کی اپنے لئے اور دوسرے اہل ایمان کیلئے اور بشارت قبول ومغفرت

والذی نفسی بیده! لو اخطاتم حتی تملا خطایاکم مابین السمآء والارض ثم استغفرتم الله لغفرلکم.

اور فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! کہ اگر تم اس قدر خطائیں کرو کہ تمہاری خطائیں آسمان اور زمین میں بھر جائیں، اور پھر تم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو، بے شک اللہ تعالیٰ تم کو بخشیں گے۔

من استغفر الله غفر الله له.

اور فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے اللہ تعالیٰ اس کو بخشتے ہیں۔

من احب ان تسره صحیفته فلیکثر فیها من الاستغفار.

اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ میرا نامۂ اعمال مجھ کو خوش کردے اس کو چاہئے

کہ استغفار کثرت سے پڑھا کرے۔

مامن مسلم یعمل ذنبا الاوقف الملک الموکل باحصاء ذنوبہٖ ثلاث ساعات، فان استغفر اللہ من ذنبہ ذٰلک فی شیء من تلک الساعات لم یوقفہ علیہ ولم یعذب یوم القیامۃ.

اورفرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے تو جو فرشتہ اس کے گناہ لکھنے کے واسطے مقرر ہے وہ تین ساعت ٹھہر جاتا ہے، یعنی اس گناہ کو نہیں لکھتا۔ اگر ان تین ساعتوں میں سے کسی ساعت میں اس نے اس گناہ سے بخشش اور معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ اس گناہ کی اس فرشتہ کو اطلاع بھی نہیں کرتے اور نہ اس کو اس گناہ پر دن قیامت کے عذاب ہوگا۔

ان ابلیس قال لربہ عزوجل: وعزتک وجلالک! لا ابرح اغوی بنی آدم ما دامت الارواح فیھم. فقال لہ ربہ: فبعزتی وجلالی! لاابرح اغفرلھم ما استغفرونی.

اورفرمایا کہ ابلیس علیہ اللعنۃ نے پروردگار سے عرض کیا کہ اے اللہ! آپ کی عزت اور جلال کی قسم ہے! کہ میں اولادِ آدم کو جب تک ان کی جان میں جان رہے گی گمراہ کرتا رہوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو مجھ کو بھی اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے! کہ جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے، معاف کرتا رہوں گا۔

مامن حافظین یرفعان الی اللہ فی یوم صحیفۃ فیری فی اول الصحیفۃ وفی آخرھا استغفارًا الا قال تبارک وتعالیٰ: قد غفرت لعبدی مابین طرفی الصحیفۃ.

اورفرمایا کہ جب دونوں فرشتے انسان کی حفاظت کرنے والے کسی دن کوئی نامۂ اعمال حق تعالیٰ کے حضور میں پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس نامۂ اعمال کے اول و آخر استغفار دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ اس نامۂ اعمال میں جس قدر گناہ درج ہیں میں نے اپنے بندے کو سب بخش دیئے۔

من لزم الاستغفار ومن اکثرمنه جعل الله له من کل ضیق مخرجا

اور ارشاد فرمایا کہ جو استغفار کو لازم پکڑے اور اس کو بکثرت پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی کے واسطے کوئی سبیل کر دیں گے۔

یقول الله تعالی: یاابن آدم! انک مادعوتنی ورجوتنی غفرت لک علی ماکان منک ولا أبالی. یا ابن آدم! لوبلغت ذنوبک عنان السمآء ثم استغفرتنی، غفرت لک، یا ابن آدم! لو اتیتنی بقراب الارض خطایا، ثم لقیتنی لاتشرک بی شیئًا، لاتیتک بقرابها مغفرة.

اور فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور امید کرتا رہے گا، میں تجھ کو بخشوں گا۔ خواہ تیرے گناہ اس کثرت سے ہوں کہ آسمان کے اَبر تک پہنچ جائیں اور پھر مجھ سے تو بخشش چاہے تو میں بخش دوں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ لے کر آئے اور میرے ساتھ تو نے کسی کو شریک نہ کیا تو میں تیرے پاس زمین بھر مغفرت لے کر پہنچوں گا۔

طوبی لمن وجد فی صحیفته استغفارًا کثیرًا.

خوش حالی ہو اس کو جس نے اپنے نامۂ اعمال میں بہت سی استغفار پائی۔

جاء رجل فقال: یا رسول الله! احدنا یذنب. قال: یکتب علیه. قال: ثم یستغفر منه ویتوب. قال: یغفرله ویتاب علیه. قال: فیعود فیذنب. قال: یکتب علیه. قال: ثم یستغفر منه ویتوب. قال: یغفر له ویتاب علیه، ولا یمل الله حتی تملوا.

ایک شخص جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم میں کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے۔ فرمایا کہ وہ گناہ اس پر لکھا جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ پھر وہ اس گناہ سے بخشش مانگتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ اس کے لئے بخشش کی جاتی ہے اور معافی کی جاتی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ وہ پھر گناہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ اس پر لکھا جاتا ہے۔ عرض کیا کہ وہ پھر استغفار کرتا ہے۔ فرمایا کہ پھر

معافی کی جاتی ہے اور توبہ قبول ہو جاتی ہے اور (یاد رکھو) کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے سے نہ اکتائیں گے تم ہی اکتا جاؤ گے۔

من استغفر للمؤمنین والمؤمنات کل یوم سبعًا وعشرین مرة او خمسًا وعشرین مرة (احد العددین) کان من الذین یستجاب لهم ویرزق بهم اهل الارض.

جو شخص مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہر دن ستائیس یا پچیس مرتبہ استغفار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ان لوگوں میں شمار فرماتے ہیں جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور جن کی برکت سے زمین والوں کو روزی ملتی ہے۔

صیغہ استغفار کا عام یا خاص وقت میں

سید الاستغفار صبح وشام

اللهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عهدک ووعدک ما استطعت، اعوذبک من شر ما صنعت، ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی، فاغفرلی فانه لایغفر الذنوب الا انت. (من قالها من النهار موقنا بها فمات فهو من اهل الجنة، ومن قالها من اللیل فهو موقن بها فهو من اهل الجنة)

اے اللہ! آپ میرے پروردگار ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ نے مجھ کو پیدا کیا اور میں آپ کا بندہ ہوں اور میں آپ کے عہد اور وعدہ پر بقدرِ وسعت قائم ہوں اور میں آپ سے اپنے افعال کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں آپ کی نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا۔ اے اللہ! مجھ کو بخش دیجئے، بے شک گناہوں کو آپ کے سوا کوئی نہیں بخشتا۔

جو شخص اس سید الاستغفار کو دن میں یقین کے ساتھ پڑھے گا اور اس دن مرے گا، وہ جنتی ہوگا۔ اور جو رات کو یقین کے ساتھ پڑھے گا اور اس رات مرے گا تو وہ جنتی ہوگا۔

سوتے وقت

بسم الله وضعت جنبی، اللهم اغفرلی ذنبی، واخسئ شیطانی، وفک رهانی، وثقل میزانی، واجعلنی فی الندی الاعلی.

میں نے اپنا پہلو رکھا اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! میرا گناہ بخش دیجئے اور میرے شیطان کو دور فرمائیے اور مجھ کو بری الذمہ فرمائیے اور میری ترازو کو (نیکیوں سے) بھاری کیجئے اور مجھ کو بڑی مجلس میں کیجئے۔

بعد وضو

سبحانک اللهم وبحمدک استغفرک واتوب الیک.

(کتب له فی رق ثم جعل فی طابع فلم یکسر الی یوم القیامة)

اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ اور آپ سے بخشش چاہتا ہوں اور آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں (جو شخص یہ دعا پڑھے گا، یہ دعا ایک کاغذ پر لکھی جائے گی پھر سر بمہر کردی جائے گی۔ پس قیامت تک اسی طرح محفوظ رہے گی، توڑی نہ جائے گی)

شروع وضو کے وقت بعد بسم اللہ کے

اللهم اغفرلی ذنبی، ووسع لی فی داری، وبارک لی فی رزقی.

اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجئے اور میرے گھر میں وسعت دیجئے اور میرے رزق میں برکت عطا فرمائیے۔

تہجد کو اُٹھتے وقت

انت ربنا والیک المصیر، فاغفرلی ماقدمت وما اخرت، وما اسررت وما اعلنت، وما انت اعلم به منی، انت المقدم وانت المؤخر، انت الٰهی لا اله الا انت.

اے اللہ! آپ پروردگار ہمارے ہیں اور آپ ہی کی طرف مرجع ہے۔ پس بخش دیجئے میرے پچھلے اور اگلے اور پوشیدہ اور کھلے گناہ اور وہ گناہ جن کی آپ کو مجھ سے زیادہ خبر ہے۔ آپ ہی آگے بڑھانے والے ہیں اور آپ ہی پیچھے ہٹانے والے ہیں اور آپ میرے معبود ہیں، کوئی آپ کے سوا معبود نہیں ہے۔

اللھم اغفرلی واھدنی وارزقنی وعافنی.

اے اللہ! مجھ کو بخش دیجئے اور مجھ کو ہدایت دیجئے اور رزق اور عافیت عطا فرما دیجئے۔

پاخانہ سے نکلتے وقت

غفرانک.

اے اللہ! میں آپ سے آپ کی بخشش مانگتا ہوں۔

مسجد میں جانے کے وقت

اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک.

اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجئے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔

مسجد سے نکلنے کے وقت

اللھم اغفرلی ذنوبی، وافتح لی ابواب فضلک.

اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجئے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

بعد ہر نماز کے

استغفر اللہ. تین بار — بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے۔

مجلس سے اٹھنے کے وقت

سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت، استغفرک واتوب الیک.

اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، میں

گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے، میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

عام اوقات میں

استغفر اللہ ، استغفر اللہ. ترجمہ گزر چکا ہے۔

استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ.

بخشش چاہتا ہوں میں اللہ سے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ زندہ اور قائم ہیں اور ان کی جانب رجوع کرتا ہوں۔......اس صیغہ کی فضیلت آتی ہے کہ اگر کفِ دریا کے برابر میں گناہ ہوں گے سب معاف ہو جائیں گے۔

رب اغفرلی وتب علینا انک انت التواب الرحیم

اے پروردگار میرے! بخش دیجئے مجھ کو اور رجوع فرمایئے مجھ پر، بے شک آپ بہت توبہ کے قبول کرنے والے رحم والے ہیں۔

اس صیغہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود پڑھتے تھے۔

خاص طریقہ استغفار کا

واذا اخطا او اذنب، فاحب ان یتوب الی اللہ، فلیات فلیمد یدیہ الی اللہ عزوجل ثم یقول: اللھم انی اتوب الیک منھا لا ارجع الیھا ابدًا، فانہ یغفرلہ مالم یرجع فی عملہ ذٰلک.

جب کوئی خطا یا گناہ ہو جائے اور یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرے تو اسکو چاہئے کہ اپنے دونوں ہاتھ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیلا دے اور پھر یہ دعا پڑھے: اے اللہ! میں آپ کی جناب میں اس گناہ سے توبہ کرتا ہوں، کبھی اس کو پھر نہ کروں گا۔ اس عمل سے گناہ اس کا بخشا جائے گا جب تک پھر اسی گناہ کو نہ کرے۔

❀❀❀

دیگر

مامن رجل یذنب ذنبًا، ثم یقول فیتطہر، ثم یصلی رکعتین، ثم یستغفر اللہ لذٰلک الا غفر لہ.

جس شخص سے کوئی گناہ صادر ہوا اور وہ اٹھ کر وضو کرے، پھر دو رکعت پڑھے، پھر اللہ سے بخشش چاہے، اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیں گے۔

ادبِ باطنی استغفار کا

''حصن حصین'' میں ہے کہ جب قلبِ غافل سے استغفار کرے گا کہ دل میں مغفرت مانگنے کا مضمون حاضر نہیں ہے اور دل سے خدا تعالیٰ کی طرف التجا نہیں کرتا تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مغفرتِ کاملہ سے محروم رہتا ہے۔ حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ ایسی ہی استغفار کی نسبت فرماتی ہیں کہ ہمارا استغفار خود بہت سے استغفار کا محتاج ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے:

سبحہ برکف توبہ برلب دل پر از ذوقِ گناہ
معصیت را خندہ مے آید بر استغفار ما

اور ایک بزرگ نے کہا ہے: ع

زیں توبہ کہ می کنم الٰہی توبہ

والله الموفق

اللهم اغفرلنا، وتب علينا، وارزقنا توبة نصوحًا، ببركة سيد الانبياء نبيك محمد ﷺ وعلى اله واصحابه اجمعين.

۲۸ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ

یوم السبت (بروز ہفتہ)

مقام تھانہ بھون

تمت بالخیر

الاربعین فی الاستغفارات النبویۃ

فائدہ: اس رسالہ میں چالیس (۴۰) متبرک صیغے گناہوں سے مغفرت مانگنے کے لئے درج کئے گئے ہیں۔ یہ صیغے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ ہر مسلمان گناہوں سے معافی مانگنے کے لئے روزانہ مع درود شریف اول وآخر پڑھا کرے اور مؤلف سیاہ کار کے لئے بھی دل سے دعائے مغفرت کردے۔

عرض گزار

سید حسن عفی عنہ مدرس دار العلوم دیوبند

نوٹ: یہ تمام صیغے ''حصن حصین'' مؤلفہ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ اور ''الحزب الاعظم'' مؤلفہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے ماخوذ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱. الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہٗ، ونعوذُ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئآت اعمالنا، من یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ، ومن یضللہ فلا ھادی لہ، واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ، واشھد انَّ محمدًا عبدہ ورسولہ.

۲. اللھم انت ربی لا الٰہ الا انت، خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت، اعوذبک من شر ما صنعت، ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی، فاغفرلی انہ لا یغفر الذنوب الا انت.

۳. اللھم استغفرک لذنبی واسألک رحمتک

۴. اللهم انی استغفرک لما تبت الیک منه لم عدت فیه، واستغفرک لما اعطیتک من نفسی لم لم اوف لک به، واستغفرک للنعم التی تقویت بها علی معصیتک واستغفرک لکل خیر اردت به وجهک فخالطنی فیه مالیس لک.

۵. اللهم انی استغفرک لذنبی واستهدیک لمراشد امری، واستجیرک من شر نفسی، واتوب الیک فتب علی انک انت ربی.

۶. استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه.

۷. سبحان الله وبحمده، سبحانک اللهم وبحمدک، اشهد ان لا اله الا انت، استغفرک واتوب الیک......۸. اللهم اغفرلی ماقدمت وما اخرت، وما اسررت وما اعلنت، وما اسرفت وما انت اعلم به منی، انت المقدم وانت المؤخر، لا اله الا انت......۹. اللهم اغفرلی ما اخطأت وما تعمدت، وما اسررت وما اعلنت، وما جهلت وما علمت.

۱۰. اللهم اغفرلی خطیئتی وجهلی، واسرافی فی امری، وما انت اعلم به منی.... ۱۱. اللهم اغفرلی جدی وهزلی وخطئی وعمدی وکل ذلک عندی.

۱۲. اللهم اغفرلی ذنبی کله، دقه وجله، واوله وآخره، وعلانیته وسره.

۱۳. اللهم اغفرلی خطایای وذنوبی کلها.

۱۴. اللهم اغفرلی ذنوبی، وافتح لی ابواب رحمتک

۱۵. اللهم اغفرلی ذنوبی، وافتح لی ابواب فضلک

۱۶. اللهم اغفرلی وارحمنی، وتب علی، انک انت التواب الرحیم.

۱۷. اللهم اغفرلی ذنبی، ووسع لی فی داری، وبارک لی فی رزقی.

۱۸. اللهم اغفرلی خطئی وعمدی وهزلی وجدی، ولا تحرمنی برکة ما اعطیتنی ولا تفتنی فیما احرمتنی.

۱۹. اللهم اغفرلی ذنبی، ووسع لی خلقی، وطیب لی کسبی، وقنعنی

بما رزقتنی، ولا تلهب طلبی الی شیء صرفته..... ۲۰. اللهم اغفرلی وارحمنی وعافنی واهدنی وارزقنی واجبرلی وارفعنی الی لما انزلت الی من خیر فقیرٌ...... ۲۱. اللهم اغفرلی وارحمنی وادخلنی الجنة.

۲۲. اللهم اغفرلنا ذنوبنا وظلمنا، وهزلنا وجدنا، وخطانا وعمدنا، وکل ذٰلک عندنا..... ۲۳. اللهم اغفرلنا، وارحمنا، وارض عنا، وتقبل منا، وادخلنا الجنة، ونجنا من النار، واصلح لنا شأننا کله.

۲۴. رب اغفرلی وتب علی، انک انت التواب الرحیم.

۲۵. رب اغفروارحم واهدنی السبیل الاقوم.

۲۶. رب اغفر وارحم انت الاعز الاکرم.

۲۷. اللهم انی ظلمت نفسی ظلمًا کثیرًا، ولا یغفر الذنوب الا انت، فاغفرلی مغفرة من عندک وارحمنی، انک انت الغفور الرحیم.

۲۸. اللهم انی اسألک یا الله الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد! ان یغفرلی ذنوبی انک انت الغفور الرحیم.

۲۹. اللهم اعوذ بک من ان اشرک بک شیئا وانا اعلم به، واستغفرک لما لا اعلم به...... ۳۰. اللهم انی اسألک برحمتک التی وسعت کل شیء ان تغفرلی ذنوبی.

۳۱. اللهم اهدنی بالهدٰی ونقنی بالتقوٰی واغفرلی فی الآخرة والاولی.

۳۲. اللهم انت الملک لآ اله الا انت، انت ربی وانا عبدک، ظلمت نفسی واعترفت بذنبی، فاغفرلی ذنوبی جمیعًا، انه لا یغفر الذنوب الا انت........ ۳۳. اللهم انت خلقت نفسی وانت توفاها، لک مماتها ومحیاها، ان اَحْیَیْتَهَا فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحین، وان امتها فاغفرلها وارحمها.

۳۴. اللهم انا عبدک، وابن عبدک، وابن امتک، ناصیتی

بیدک، اَتَقَلَّبُ بلقآئک، واومن بوعدک، امرتنی فعصیت، ونهیتنی فابیت، هذا مکانُ العائذ بِکَ مِنَ النّارِ لآ اله الا انت، سبحانک ظلمت نفسی، فاغفرلی انه لا یغفر الذنوب الا انت.

۳۵. اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ محمدٍ اغْفِرْلِی ذَنْبِی، وَاَذْهِبْ عَنِّی غَیْظَ قَلْبِیْ، وَاَجِرْنِیْ من مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مآ احییتنا..... ۳۶. رب تقبل توبتی، واغسل حوبتی، واجب دعوتی، وثبت حجتی وسدد لسانی، واهدقلبی، وَاسْلُلْ سخیمة صدری..... ۳۷. اللهم انی اتوب الیک من المعاصی لا ارجع الیها ابدًا..... ۳۸. اللهم مغفرتک اوسع من ذنوبی ورحمتک ارجی عندی من عملی...... ۳۹. اللهم اغسل خطایای بالمآء والثلج والبرد، ونقنی من الخطایا کما نقیت الثوب من الدنس.

۴۰. اللهم اغفرلنا وللمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات، واصلحهم، واصلح ذات بینهم، والف بین قلوبهم، واجعل فی قلوبهم الایمان والحکمة، وثبتهم علی ملة رسولک، واوزعهم ان یشکروا نعمتک التی انعمت علیهم، وان یوفوا بعهدک الذی عاهدتهم علیه وانصرهم علٰی عدوک وعدوهم اله الحق! سبحانک لا الا اله غیرک الا انت، اغفرلی ذنبی، واصلح لی عملی، انک تغفر الذنوب لمن تشاء وانت الغفور الرحیم، یاغفارا اغفر لی، یاتواب! تب علی یا رحمٰن! ارحمنی، یا عفو! اعف عنی. یا رؤوف! ارؤف بی، یا رب! اوزعنی ان اشکرک نعمتک التی انعمت علی، ووفقنی حسن عبادتک یا رب! اسألک من الخیر کلہٖ. یا رب! افتح لی بخیر، واختم لی بخیر، وآتنی تشوقا الیٰ لقائک من غیر ضرآء مضرة ولا فتنة مضلة، وقنی السیئات ومن تق السیئات یومئذ فقد رحمته، وذٰلک هو الفوز العظیم.

نافع الاشارہ الی منافع الاستخارہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ، واقف الاسرار الفرقانیۃ،
راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مولانا محمد اشرف علی التھانوی

نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ

نافع الاشارۃ الی منافع الاستخارۃ

(یعنی ایک شخص کے علی الترتیب چند خطوط کے جوابات)

خط اوّل مع جواب

سوال بخدمت شریف عالی جناب معلی القاب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دام ظلکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

یہاں اس علاقہ کے قریب ایک جگہ ہے جہاں ہیرے ملتے ہیں اور ہزاروں آدمی تلاش کرتے ہیں اور ہر سال ایک دو ہیرے ملتے رہتے ہیں بارش کے موسم میں ہیرے تلاش کئے جاتے ہیں اور بہت سے آدمیوں کو ملے ہیں، لہٰذا گزارش ہے کہ سات روز استخارہ کرکے اگر دِل رجوع ہوتو ہیرے ڈھونڈنے اس جگہ جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر دل رجوع ہوتو کیا اعتقاد ہوگا کہ ہیرے ضرور ملیں گے۔

تتمہ سوال۔ اور ہیرا ڈھونڈنے جانے کے لئے استخارہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ استخارہ کی غرض تمہارے اعتقاد میں کیا ہے۔

خط ثانی مع جواب

سوال: بخدمت شریف عالی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دام ظلکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا عنایت نامہ ہمدست ہوا جو ملفوف ہے آپ نے لکھا ہے (اگر دل رجوع ہو تو کیا اعتقاد ہوگا کہ ہیرے ضرور ملیں گے) جواباً عرض ہے اگر دل رجوع ہوتو اُمید

رہتی ہے کہ ہیرے ملیں گے اگر خدا نے چاہا؟

جواب: السلام علیکم یقینی اُمید یا مشکوک۔

تتمۂ سوال: پھر آپ نے لکھا ہے کہ (استخارہ کی غرض تمہارے اعتقاد میں کیا ہے) جواباً عرض ہے کہ میری غرض یہ ہے کہ استخارہ سنت ہے اور استخارہ کرنے سے برکت ہوتی ہے اور کام میں کامیابی ہوتی ہے۔

جواب:۔ بالکل غلط یہ اعتقاد کامیابی کا تم نے کہاں لکھا دیکھا ہے۔

تتمۂ سوال:۔ اگر کام پورا نہ ہو تب بھی قیامت میں اس کا ضرور ثواب ملے گا یہ اعتقاد ہے؟

جواب: استخارہ کا ثواب کہاں لکھا ہے یعنی خصوصیت استخارہ کا، اور اس میں دُعاء ہونے کی حیثیت سے کلام نہیں۔

خط ثالث مع جواب

سوال: بخدمت شریف عالی جناب معلّٰی القاب خورشید رکاب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دام ظلکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا عنایت نامہ ملا جو ملفوف ہے آپ نے لکھا ہے (اگر دل رجوع ہو تو یقینی اُمید رہتی ہے یا مشکوک) جواباً عرض ہے کہ اس جیسے مسئلے کے اعتقاد رکھنے کا خدا اور رسول کا حکم ہوا ہے رکھنا چاہتا ہوں۔ مطلع فرماویں۔

جواب: یقینی اُمید کی کوئی دلیل نہیں ثمرہ کا مرتب ہونا مشکوک ہی رہتا ہے اور درجۂ شک میں بھی استخارہ کا کوئی دخل نہیں بلکہ قبل استخارہ جیسا کہ مشکوک تھا ویسا ہی مشکوک رہتا ہے۔

تتمۂ سوال: دیگر آپ نے میرے اس لکھنے پر کہ استخارہ کرنے سے برکت ہوتی ہے اور کام میں کامیابی ہوتی ہے یہ لکھا ہے (بالکل غلط یہ اعتقاد تم نے کہاں لکھا دیکھا ہے) جواباً عرض ہے کہ آپ بہشتی زیور میں لکھ رہے ہیں کہ (اور کوئی کام کرے تو بھی

استخارہ کئے بغیر نہ کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کئے پر پشیمانی نہ ہوگی) اب پشیمانی نہ ہونا تو کام کے کامیاب ہونے پر ہی ہوگا ورنہ پشیمانی ہی ہوگی۔

جواب: غلط بلکہ اس دُعا کی یہ برکت ہوتی ہے کہ اگر کامیابی بھی نہ ہو تو اس لئے پشیمانی نہیں ہوتی کہ کامیابی ہی نہ ہونے کو خیر سمجھے گا جیسا کہ اہل تفویض کا مسلک ہے کہ جو حال پیش آوے اس کو مصلحت سمجھتے ہیں۔

تتمۂ سوال: میں نے لکھا تھا استخارہ کرنے سے قیامت میں ضرور ثواب ملے گا، آپ نے اس جملہ پر لکھا ہے کہ (استخارہ کا ثواب کہاں لکھا ہے) جواباً عرض ہے آپ نے بہشتی زیور میں صاف لکھا ہے کہ حدیث شریف میں استخارہ کی بہت ترغیب آئی ہے تو جس کام کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی تو اس کام کے کرنے سے قیامت میں ثواب ملے گا یہ سمجھ کر میں نے یہ لکھا ہے کہ (قیامت میں ضرور استخارہ کا ثواب ملے گا)

جواب۔ اس ہی کی دلیل ہے حدیث میں تو دوا کرنے کی بھی ترغیب ہے مگر اس میں ثواب کا کوئی بھی قائل نہیں وجہ یہ ہے کہ وہ موضوع نہیں ثواب کے لئے بلکہ دنیوی مصلحت کے لئے موضوع ہے اسی طرح استخارہ بھی مصلحت دنیویہ کے لئے موضوع ہے اور ثواب اس میں ہوتا ہے جو مصلحت دینیہ کے لئے موضوع ہو باقی نیت سے ثواب مل جانا اور بات ہے اس طرح تو اکل وشرب میں بھی ثواب ہے مگر اس سے وہ عبادت موجب ثواب نہیں بن جاتا۔

تتمۂ سوال: استخارہ کے بارے میں آج تقریباً گیارہ ماہ سے آپ سے استفسار کر رہا ہوں براہِ مہربانی مطلع کریں، ہمیشہ استخارہ کر کے معاملہ کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں ٹھیک ہے مگر اس معاملہ میں یہ قید ہے کہ اس میں احتمال نفع وضرر دونوں کا ہو اور جو عادۃً یا شرعاً یقیناً نافع ہو یا یقیناً مضر ہو اس میں استخارہ کرنے لگے یا چوری کرنے کے لئے استخارہ کرنے لگے یا کسی اپاہج عورت سے نکاح کرنے کے لئے استخارہ کرنے لگے۔

تتمہ سوال: کیونکہ آپ کے آخری خط سے دل کو خلجان ہے آپ نے لکھا کہ (کامیابی کے ہونے کا اعتقاد غلط ہے اور ثواب کا ملنا بھی کہاں لکھا ہے) بے ادبی معاف اب سوال یہ رہا کہ پھر استخارہ کرنے کی کیا ضرورت ہے جب کامیابی بھی نہیں ہوتی ہے اور ثواب بھی نہیں ملتا ہے؟

جواب: استخارہ ایک دُعا ہے کہ اے اللہ! اگر یہ معاملہ میرے لئے خیر ہو تو میرے قلب کو متوجہ کر دے اور اس میں میرے لئے خیر ہو ورنہ میرے دل کو ہٹا دے اور جو میرے لئے خیر ہو اس کو تجویز کر دے سو اس کے بعد اگر اس طرف قلب متوجہ ہو تو اس کے اختیار کرنے کو ظناً خیر سمجھنا چاہئے خواہ کامیابی کی صورت میں خواہ ناکامیابی کی صورت میں اور ناکامی کا خیر ہونا باعتبار اس کے آثارِ خیر کے ہے خواہ دنیا میں کہ اس کا نعم البدل ملے خواہ آخرت میں کہ صبر کا اجر ملے اور استخارہ نہ کرنے میں مجموعی طور پر اس خیر کا وعدہ نہیں خواہ کلاً یا بعضاً عطا ہی ہو جائے پس استخارہ کے بعد اگر وہ مؤثر ہوا تو قلب میں ایسی چیز نہ آئے گی جس میں بے احتیاطی ہو اور بدون استخارہ کے ایسی چیز آنے کا بھی احتمال ہے کہ ذرا غور سے اس کا مضر ہونا معلوم ہو سکتا تھا مگر اس نے غور نہیں کیا اور بے احتیاطی سے اس کو اختیار کر لیا تو اپنے ہاتھوں جب مضرت کو اختیار کیا جاوے اس میں وعدہ خیر کا نہیں۔

تتمہ سوال: میں ہر معاملہ اکثر استخارہ کر کے کیا کرتا ہوں مجھے ہمیشہ استخارہ کر کے معاملہ کرنے پر کامیابی ہوئی ہے مگر اس سال پہلی کی تخم کے معاملہ میں خسارہ ہوا ہے؟

جواب: اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ استخارہ میں کامیابی کا وعدہ نہیں بلکہ حصول خیر کا وعدہ ہے خواہ خیر ظاہری ہو یا خیر باطنی۔

تتمہ سوال: جس کو میں اپنی غلطی سمجھ رہا ہوں؟

جواب: غلطی کی تقریر کرنا چاہئے تھا۔

تتمہ سوال: اب آپ جیسا حکم کریں گے کروں گا اب آپ براہِ مہربانی مطلع فرماویں۔

جواب: میرا کام حکم دینا نہیں حقیقت بتلانا ہے جیسے طبیب دوا کی خاصیت بتلاتا ہے حکم نہیں دیتا کہ پیو یا نہ پیو مریض سمجھ کر خود اپنے لئے ایک راہ تجویز کرے۔

تتمہ سوال: ہر کام میں اور کوئی مال فروخت کرنے اور خریدنے میں استخارہ کرنا ٹھیک ہے یا نہیں۔

جواب: اُوپر لکھ چکا ہوں فی قولی ہاں ٹھیک ہے الخ

تتمہ سوال: استخارہ پر کیسا اعتقاد رکھنا استخارہ سے کیا غرض رہنا (اعتقادا)

جواب: اُوپر لکھ چکا ہوں فی قولی استخارہ ایک دعا ہے الخ۔

تتمہ سوال: باقی استخارہ کیسے کرنا یہ تو آپ نے بہشتی زیور میں بتلا دیا ہے۔

جواب: ہاں مسنون طریقہ وہی ہے۔

(تمت رسالہ نافع الاشارہ)

ربیع الاوّل ۱۳۵۲ھ (النور بابت ماہ شعبان و رمضان وشوال ۱۳۵۲ھ)

خلاصۂ رسالہ

نصح الاخوان
فی صروف الزمان

حضرت حکیمُ الاُمت مُجدد المِلت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العُلوم القرآنیۃ، واقف الاُسرار الفرقانیۃ، راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاُسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مَولانا مُحَمّدْ اَشرفْ علی التّھانوی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

اس میں حوادث سے متعلق اسباب عموماً اور بعض انقلابات کے اسباب خصوصاً اور ان کا علاج و تدبیرات شرعیہ مذکور ہیں۔ یہ رسالہ زوال السنۃ عن اعمال السنۃ کے آخر میں ملحق کردیا گیا ہے۔

خلاصۂ رسالہ نصح الاخوان فی صروف الزمان

یعنی مصیبتوں کے اسباب اوران کا صحیح علاج

(پورا رسالہ صحیفۂ الامداد بابت ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ میں شائع ہوا ہے۔۱۲ منہ)

(جس میں مطلق حوادث کے اسباب عموماً اور بعض انقلابات عظیمہ کے اسباب خصوصاً اوران کے معالجات وتدبیرات شرعیہ مذکور ہیں) عمود اس مضمون کا ایک آیت اور ایک حدیث ہے۔آیت یہ ہے:

ظهر الفساد فی البر والبحر بما كسبت ايدی الناس
ليذيقهم بعض الذی عملوا لعلهم يرجعون.

ترجمہ:''ظاہر ہوگئی خرابی خشکی میں اور دریا میں بسبب لوگوں کے اعمال (بد) کے تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے تاکہ وہ باز آ جائیں۔''

اور حدیث یہ ہے:

من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه

ترجمہ:انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ ایسی چیز کو ترک کر دے جس میں کچھ فائدہ نہ ہو۔آج کل عامہ مصائب کے غلبہ سے مثل قحط و وبا وطاعون وامراض ناداری و تنازع وتقاطع جو کچھ لوگوں کو پریشانی ہے اور خصوصاً متعدد دولتوں کے باہمی آویزش کے آثار کے تعدیہ سے تمام معاملات وتعلقات آفاقیہ وانفسیہ پر جو اثر ہے وہ مشاہد ہے مگر افسوس ہے کہ ہمارے بھائیوں نے اس کی اصل لم پر کہ اوپر کی آیت میں مذکور

ہے نظر نہ کرکے جس کا نتیجہ توبہ واستغفار واصلاح اعمال و شغل آخرت ہوتا:

بقول مولانا العارف الرومی رحمہ اللہ:

گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند آن عمارت نیست ویراں کردہ اند
بے خبر بودند از حال دروں استعیذ اللہ مما یفترون
دید از زاریش کو زار دل ست تن خوش ست اما گرفتار دل ست
علتش پیداست از زاری دل نیست بیماری جو بیماری دل

اس کی اصل تدبیر سے جو کہ اوپر مذکور ہے (یعنی توبہ واستغفار واصلاح اعمال و شغل آخرت) غفلت کی اور لایعنی قصوں میں مشغول ہو گئے جس سے اوپر کی حدیث میں ممانعت آئی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

ہر چہ کردند از علاج واز دوا رنج افزوں گشت و حاجت ناروا

یعنی۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مختصر فہرست ان لایعنی امور کی یہ ہے جن میں ناواقف مشغول ہیں اور بزعم خود ان کو ان پریشانیوں کا علاج سمجھتے ہیں۔ بعضے شب و روز اخباروں کا تذکرہ اور مشغلہ رکھتے ہیں۔ آج کل کے اکثر اخباروں میں جو کچھ دینی خرابیاں ہیں وہ بقدر کفایت رسالہ اخبار بینی میں مذکور ہوئی ہیں جس پر بعض ایڈیٹروں نے بے حد غل مچایا تھا مگر واقعات نے مشاہدہ کرادیا کہ درحقیقت اخباروں میں انہماک رکھنے والے حدود شرعیہ سے ضرور متجاوز ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ اس کا ایک نمبر اس جگہ نقل کیا جاتا ہے "کسی کے معاملے میں خواہ مخواہ دخل اور مشورہ دے دیا خواہ کوئی پوچھے یا نہ پوچھے حتیٰ کہ سلطنتوں کے معاملات میں فضول اوراق سیاہ کئے جاتے ہیں جس کا کوئی مقصد بجز اشتغال اور جولانی فکر کے نہیں۔ اس کا ضرر بھی کسی درجہ میں حدیث رابع میں مذکور ہوا ہے۔" یہ وہی حدیث ہے جو مضمون ہذا کی تمہید میں مذکور ہے یعنی من حسن اسلام الخ یہ تو اس وقت ہے جب محض فضول ہی کی حد تک ہو اور کبھی فضول سے گزر کر مضر تک نوبت پہنچ جاتی ہے مثلاً کوئی خبر غلط

شائع کردی یا صحیح خبر کچھ تغیر کے ساتھ نقل کردی یا باوجود عدم تغیر اس سے کوئی خطرناک نتیجہ اپنی رائے سے نکال کر ناظرین یا سامعین کے خیالات کی تشویش کا سبب اس کو بنادیا جس کے مذموم ہونے کو حق تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے اور گویا یہ آیت ایسے اخبارات کے نتائج کا پورا فوٹو ہے وہ یہ ہے۔

و اذا جآء هم امرمن الامن اوالخوف اذا عوابه ولو ردوه الى الرسول والٰى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم الآية.

ترجمہ: اور جب ان لوگوں کو کسی امر موجب امن یا خوف کی خبر پہنچتی ہے تو اس کو مشہور کردیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں سے ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے اوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کرلیا کرتے ہیں۔

نمبر۲: بعضے لوگ گو کوئی رائے قائم نہیں کرتے مگر ایسے امور کا جابجا چرچا کر کے اہل حکومت کو بھی پریشان کرتے ہیں اور اپنے کو یا دوسرے اپنے بھائیوں کو بدگمانی کا شکار بناتے۔ بقول سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

نے بنی کہ گاوے درعلف زار بیالاید ہمہ گاوان دہ را

نمبر۳: بعضے اعلانیہ حکومت پر خردہ گیری اور اس کے خلاف کی خفیہ تدبیریں اور سازش کرتے ہیں اس خردہ گیری کے جو نتائج ہیں ظاہر ہے کہ ایسا شخص جو ہر طرح حکومت کے دائرہ میں مقید ہو کسی طرح ان نتائج کا متحمل نہیں ہوسکتا تو پھر اس پر اقدام کرنا صریح مخالفت کرنا ہے حدیث ذیل کی: **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينبغي للمؤمن ان يذل نفسه قيل يا رسول الله و كيف يذل نفسه قال يتحمل من البلاء مالا يطيقه** رواہ الترمذی۔ ترجمہ: ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو زیبا نہیں کہ اپنے کو ذلیل کرے پوچھا گیا یا رسول اللہ! اپنے کو کس طرح ذلیل کرے فرمایا کہ ایسی بلا کو اپنے اوپر لادے جس کی برداشت کی اس کو طاقت نہ ہو۔“

اور سازش کی ایسی حالت میں کہ حکومت کے ساتھ معاہدہ قائم ہے سراسر غدر اور بدعہدی ہے جس کا حرام ہونا شریعت محمدیہ میں صریح ہے۔ اسلامی تعلیم تو یہاں تک ہے کہ اگر حکومت کی جانب سے کوئی تکلیف بھی پہنچے تب بھی حکام کے لئے بددعا میں مشغول ہونے تک کی اجازت نہیں چنانچہ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ کی یہ آخری حدیث ہے۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقول انا اللہ لاالہ انا مالک الملوک وملک الملوک قلوب الملوک فی یدی وان العباد اذا اطاعونی حولت قلوب ملوکھم علیھم بالرحمۃ والرافۃ وان العباد اذا عصونی حولت قلوبھم بالسخطۃ والنقمۃ فساموھم سوء العذاب فلا تشغلوا انفسکم بالدعاء علی الملوک ولکن اشغلوا انفسکم بالذکر والتضرع کی اکفیکم. (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں تمام بادشاہوں کا مالک ہوں اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں اور بیشک بندے جب میری اطاعت کرتے ہیں میں ان کے بادشاہوں کے دلوں کو مہربانی اور شفقت کے ساتھ ان پر پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں میں ان کے دلوں کو ناخوشی اور انتقام کے ساتھ پھیر دیتا ہوں پس وہ ان کو سخت تکلیف پہنچاتے ہیں سوتم اپنے کو بادشاہوں کیلئے بددعا کرنے میں مت لگاؤ لیکن اپنے کو ذکر اللہ اور نیازمندی میں لگاؤ تاکہ میں تمہارے لئے کافی ہوجاؤں روایت کیا اس کو ابونعیم نے کتاب حلیہ میں۔" تذکیر مضمون ہذا کے شروع میں جو آیت منقول ہے اس کے آخری جملہ "لعلھم یرجعون" سے جس طرح اس رجوع وتوبہ کا ان مصائب کے لئے غایت و حکمت ہونا ثابت ہوتا ہے اس مضمون کے ختم پر جو حدیث ابھی منقول ہوئی ہے اس

سے اس توبہ ورجوع کا علاج وتدبیر ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے ترجمہ سے جو کہ اس کے ساتھ لکھا گیا ہے ظاہر ہے پس خلاصہ تعلیم اسلامی کا ایسی حالت کے متعلق یہ ہوا کہ منشاء ان کلفتوں اور مصیبتوں کا اپنے اعمال سیہ کو سمجھ کر دعا واستغفار وذکر اللہ واصلاح اعمال واشتغال طاعات میں مشغول ہوں اور کوئی امر قوم یا ملک یا ملوک کے ساتھ خلاف شرع نہ کریں اور اعمال سیہ کا سبب مصائب ہونا اور اعمال صالحہ ودعا وذکر واستغفار کا ان کے لئے علاج ہونا اگر مفصلاً معلوم کرنا ہو تو بندہ کے رسائل ذیل کا مطالعہ فرمایا جائے۔ علاج القحط والوبا۔ جزاء الاعمال۔ الاستبصار۔ اخبار الزلزلہ۔ اور اکثر مواعظ احقر کے وہو المذکور فی ہذا الابیات۔ ابر نابد از پے منع زکوٰۃ۔ وز زنا افتد وبا اندر جہات ہر چہ برتو آید از ظلمات وغم۔ آن زبیبا کی وگستاخی ست ہم۔ غم چو بینی زود استغفار کن۔ غم بامر خالق آمد کار کن۔ وہذا آخر الکلام فی ہذا المرام۔

(یہاں تک رسالہ نصح الاخوان کا خلاصہ ختم ہوا)

مشورہ: احکام مخصوصہ بالشہور کی مزید تفصیل کے لئے ماثبت بالسنہ مترجم اردو واصلاح الرسوم کا باب سوم اور بہشتی زیور کا حصہ ششم ملاحظہ فرمالینا۔ انفع واصلح ہے۔

فقط

تمت بالخیر

زَادُ السَّعِيْد

فِي الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ الْوَحِيْد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مع

نَيْلِ الشِّفَا بِنَعْلِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

واضافاتِ جدیدہ

اِتْمَامِ الْمَقَال فِي بَعْض اَحْكَامِ التِّمْثَالِ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ، واقف الاسرار الفرقانیۃ،
راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ
مَوْلَانَا مُحَمَّدْ اَشْرَفْ عَلِي التَّهَانَوِي
نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا مُّتَوَافِرًا
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ سَلَامًا
مُّتَکَاثِرًا وَّالرِّضْوَانُ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مُتَوَاتِرًا

امابعد! احقر کو ایک بار سفر قصبہ کیرانہ کا اتفاق ہوا تو جامع الاخلاق والبرکات حافظ سعید احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بروقت ملاقات یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ اگر کوئی رسالہ در باب فضائل دُرودشریف کے لکھ دیا جاوے تو خوب ہے۔ احقر نے دوسرے مؤلفین کے رسائل کے کافی ہونے کا عذر کیا مگر چونکہ ہر ایک کا مذاق جدا ہوتا ہے اس لیے جو طرزِ خاص ان کے ذہن میں تھا، اس کے لیے پھر اصرار فرمایا، میں نے یہ سوچ کر کہ ایک بزرگ کی فرمائش پوری ہوتی ہے، اگر مرتبہ ضرورت میں بھی نہ ہوتا ہم استحسان میں تو کوئی شبہ ہی نہیں۔ ناظرین کو نفع بھی ضرور ہی ہوگا۔

اس لیے بنام خدائے تعالیٰ اس کو شروع کیا اور چونکہ دُرودشریف طالب سعادت کا توشۂ آخرت ہے اس معنی کا لحاظ اور حافظ صاحب کے نام کی رعایت کر کے ''زَادُ السَّعِیْد'' اس کا نام رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر میرے لیے بھی اس کو زادِ سعادت بنادیں اور اس رسالہ میں ایک مقدمہ اور دس فصلیں اور ایک خاتمہ ہے۔ مقدمہ میں کتب منقول عنہا کے رموز کی شرح ہے۔ فصلوں میں مختلف مقاصد ہیں۔ خاتمہ میں ایک دُرودشریف منظوم ہے جو موجب ازدیادشوق ہے۔

مقدمہ

شرح رُموزِ کتب منقول عنہا

ابوداؤد	د	نسائی	س
ابن ماجہ	ق	ابن حبان	حب
ابویعلی موصلی	ص	معجم اوسط طبرانی	طس
عمل الیوم واللیلۃ لابن السنّی	ی	مسند امام احمد	ی
ترمذی	ت	صحیح المستدرک للحاکم	مس
فضائل درُودوسلام	فض	معجم کبیر طبرانی	ط
سعایہ	سع	حدیث موقوف	مو
صحیح البخاری	خ	نزل الابرار	نز
موَطا	طا	صحیح مسلم	م
مصنف ابن ابی شیبہ	مص	حصن حصین	حص
سنن اربعہ، ابوداؤد، ترمذی	نسائی	ابن ماجہ	عہ

باقی کتابوں کے پورے نام لکھ دیئے ہیں۔

فصل اول

دُرودشریف پڑھنے کا امروحکم

ا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے لوگو! جو ایمان لائے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھو۔

۲۔حدیث شریف میں ہے ارشاد فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا کرو کہ مجھ پر دُرود پیش ہوتا ہے۔دس ق حب

۳۔اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر دُرود کثرت سے پڑھا کرو کہ وہ تمہارے لیے موجب پاکی ہے۔ص

۴۔اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سامنے میرا ذکر آوے اس کو چاہیے کہ مجھ پر دُرود پڑھے۔س طس ص ی

۵۔اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرا ذکر کرے تو اس کو چاہیے کہ مجھ پر دُرود بھیجے۔ص

۶۔ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُرود پڑھا کرو مجھ پر، تمہارا دُرود مجھ کو پہنچتا ہے خواہ تم کہیں ہو۔روایت کیا اس کو نسائی نے۔گلشن رحمت

فصل دوم

تارکِ دُرود پرزجراوروعید

ا۔حدیث شریف میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود نہ ہو، قیامت کے روز وہ مجلس ان لوگوں کے حق میں باعث حسرت ہوگی۔گو ثواب کے لیے جنت ہی میں داخل ہو جاویں۔حب، د، ت، س، مت

۲۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا بخیل وہ شخص ہے کہ اس کے روبرو میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درُود نہ پڑھے۔ ت، حب، مس

۳۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملیامیٹ ہوجاوے وہ شخص کہ اس کے روبرو میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درُود نہ پڑھے۔ ترمذی

۴۔ ابن ماجہ نے بسند حسن اور حافظ ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بھول گیا مجھ پر درُود بھیجنا بہک گیا، وہ راہِ جنت سے۔ فق

فصل سوم

فضائل درُود شریف

۱۔ سب سے بڑھ کر تو فضیلت اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود صلوٰۃ کی نسبت اپنی اور اپنے ملائکہ کی طرف فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط" (تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درُود بھیجتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر)

۲۔ حدیث شریف میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کے روز جو شخص مجھ پر درُود بھیجتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ مس

۳۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر واپس کر دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے لیتا ہوں۔

۴۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ قیامت کے روز میرے ساتھ اس کو قرب ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درُود پڑھتا ہوگا۔ ت، حب

۵۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے بہت سے فرشتے اسی کام کے ہیں کہ سیاحی کرتے رہتے ہیں اور جو شخص میری اُمت میں سلام بھیجتا ہے اس کو میرے پاس پہنچاتے ہیں۔ س، حب، مص

۶۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے مجھ کو خوشخبری سنائی کہ پروردگار عالم فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ پر درُود بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو شخص آپ پر سلام پڑھے گا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔ میں نے یہ سن کر سجدۂ شکر ادا کیا۔ مس

۷۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر صلوٰۃ کی کثرت کیا کرتا ہوں تو کس قدر صلوٰۃ اپنا معمول رکھوں۔ فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے۔ میں نے کہا کہ ایک رُبع، یعنی تین رُبع اور وظائف رہیں۔ فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے اور اگر بڑھا دو تو تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، میں نے عرض کیا نصف، فرمایا جس قدر چاہو اور اگر زیادہ کر دو تو اور بہتر ہے۔ میں نے کہا تو پھر سب درُود ہی درُود رکھوں گا۔ فرمایا: تو اب تمہارے سب فکروں کی بھی کفایت ہو جاوے گی اور تمہارا گناہ بھی معاف ہو جائے گا۔ ت، مس

۸۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ایک بار درُود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماویں اور اس کے دس گناہ معاف ہوں اور اس کے دس درجے بڑھیں اور دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاویں۔ س ط

۹۔ اور ایک روایت میں ہے کہ درُود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور ملائکہ اس کے لیے ستر بار دُعا کرتے ہیں۔

۱۰۔ کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تم چاہتے ہو کہ قیامت کے روز تم کو پیاس نہ لگے۔ عرض کیا ہاں! ارشاد ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود کی کثرت کیا کرو۔ روایت کیا اس کو اصبہانی نے۔ حاشیۃ الحزب

۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر درُود کی کثرت کرے گا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ روایت کیا اس کو دیلمی نے۔

۱۲۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر میری قبر کے

پاس درُود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ سے فاصلے پر درُود پڑھتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ یعنی بذریعہ ملائکہ کے روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

۱۳۔ دُرِمختار میں اصبہانی سے نقل کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر درُود پڑھے اور وہ قبول ہو جاوے تو اسّی (۸۰) سال کے گناہ اس کے محو ہو جاتے ہیں۔

۱۴۔ شفا میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسلمان مجھ پر درُود بھیجتا ہے۔ فرشتہ اس درُود کو لے کر مجھ تک پہنچاتا ہے اور نام لے کر کہتا ہے کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہے یعنی اس طرح درُود بھیجتا ہے۔ فف

۱۵۔ ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کثرت کرو مجھ پر درُود بھیجنے کی، بتحقیق وہ پاکیزگی ہے واسطے تمہارے یعنی بہ سبب درُود کے گناہوں سے پاکی اور ہر طرح کی ظاہری وباطنی، جانی ومالی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ فف

۱۶۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آدمی مجھ پر درُود بھیجتا ہے فرشتے اس پر درُود بھیجتے ہیں یعنی اس کے لیے دُعائے رحمت کرتے ہیں۔ جب تک وہ مجھ پر درُود بھیجتا رہتا ہے۔ اب اختیار ہے خواہ کم درُود بھیجو مجھ پر یا زیادہ۔ مقصود یہ ہے کہ درُود بکثرت پڑھنا چاہیے۔ فف

۱۷۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص درُود بھیجے کسی کتاب میں ہمیشہ فرشتے اس پر درُود بھیجتے رہیں گے۔ جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔ فف

۱۸۔ امام مستغفری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ہر روز سو بار درُود پڑھے اس کی سو حاجتیں پوری کی جاویں، تیس (۳۰) دُنیا کی باقی آخرت کی۔ فف

۱۹۔ طبرانی نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص صبح کو مجھ

پردس بار دُرُود بھیجے اور شام کو دس بار، قیامت کے روز اس کے لیے میری شفاعت ہوگی۔ کنز

۲۰۔ ابوحفص ابن شاہین رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ہزار مرتبہ دُرُود پڑھے، نہ مرے گا جب تک کہ اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے گا۔ سع

۲۱۔ دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے ہول اور خطرات سے وہ شخص زیادہ نجات پاوے گا جو دُنیا میں مجھ پر دُرُود زیادہ بھیجتا ہوگا۔ سع

فصل چہارم

دُرُودِ شریف کے خواص

۱۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ تمام دُعائیں رُکی رہتی ہیں جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر دُرُود نہ پڑھو۔ طس

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دُعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے اُوپر نہیں جاتی، جب تک کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرُود نہ پڑھو۔ ت

۳۔ حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس کا کان بولنے لگے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرے اور آپ پر دُرُود پڑھے اور یوں کہے کہ جس نے مجھ کو یاد کیا ہو اللہ تعالیٰ اس کو خیر ورحمت سے یاد فرماویں۔ طی

۴۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کو منظور ہو کہ میرا مال بڑھ جاوے۔ وہ یوں کہا کرے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَعَلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ"

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا۔ اُس کا پاؤں سو گیا۔ آپ نے فرمایا جو شخص تجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس کا نام لے۔ اس

نے کہا: "مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ" اسی وقت سُن اُتر گئی۔ موی

۶۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا۔ آپ نے یہی عمل کیا۔ اسی وقت سُن اُتر گئی۔ حاشیہ حصن از مائۃ الفوائد

۷۔ حدیثوں میں نمازِ حاجت تمام حوائج پوری ہونے کے لیے آئی ہے اس میں بھی بعد نماز کے دُرودشریف پڑھا جاتا ہے تو دُرودشریف کو کامیابی حوائج میں دخل ٹھہرا۔

۸۔ حفظِ قرآن مجید کی دُعا حدیث شریف میں آئی ہے اس دُعا کے ساتھ بھی دُرودشریف پڑھا جاتا ہے۔ پس دُرودشریف کو حفظِ قرآن مجید میں بھی دخل ہوا۔

۹۔ ابوموسیٰ مدینی نے بسند ضعیف روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جب تم کسی چیز کو بھول جاؤ، مجھ پر دُرود بھیجو وہ چیز یاد آ جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ فض

۱۰۔ سب سے لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت دُرودشریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی دولتِ زیارت میسر ہوتی ہے۔ بعض دُرودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے کتاب ترغیب اہل السادات میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ھو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ دُرودشریف پڑھے، ان شاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گزرنے پاویں گے کہ زیارت نصیب ہوگی۔ وہ دُرودشریف یہ ہے: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ"

دیگر: نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ھو اللہ اور بعد سلام کے یہ دُرودشریف ہزار مرتبہ پڑھے، دولتِ زیارت نصیب ہو۔ وہ یہ ہے: "صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ"

دیگر: نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس دُرودشریف کو پڑھنے سے دولتِ زیارت نصیب ہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِکَ وَ مَعْدَنِ اَسْرَارِکَ

وَلِسَانِ حُجَّتِکَ وَ عُرُوْسِ مَمْلَکَتِکَ وَاِمَامِ حَضْرَتِکَ وَطِرَازِ مُلْکِکَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِکَ وَطَرِیْقِ شَرِیْعَتِکَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِیْدِکَ اِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِیْ کُلِّ مَوْجُوْدٍ عَیْنِ اَعْیَانِ خَلْقِکَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِیَائِکَ صَلٰوۃً تَدُوْمُ بِدَوَامِکَ وَتَبْقٰی بِبَقَائِکَ لَا مُنْتَھٰی لَھَا دُوْنَ عِلْمِکَ صَلٰوۃً تُرْضِیْکَ وَتُرْضِیْهِ وَتَرْضٰی بِھَا عَنَّا یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ.

دیگر: اس کو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کیلئے شیخ نے لکھا ہے:

• اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ.

مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے۔ فقط

فصل پنجم

حکایات واخبار متعلقہ دُرود شریف

ا۔ مواہب لدنیہ میں تفسیر قشیری سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مؤمن کی نیکیاں کم وزن ہو جاویں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ سر انگشت کے برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلہ وزنی ہو جاوے گا۔ وہ مؤمن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جاویں، آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت اور سیرت کیسی اچھی ہے۔ آپ فرماویں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ دُرود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا، میں نے تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کر دیا۔ حاشیہ حصن

۲۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کہ جلیل القدر تابعی اور خلیفہ راشد ہیں۔ شام سے مدینہ منورہ کو خاص قاصد بھیجتے تھے کہ اُن کی طرف سے روضۂ شریف پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے۔ حاشیہ حصن از فتح القدیر

۳۔ روضۃ الاحباب میں امام اسماعیل بن ابراہیم مزنی سے جو امام شافعی رحمہ اللہ کے بڑے شاگردوں میں ہیں نقل کیا ہے کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو بعد انتقال کے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا۔

وہ بولے مجھے بخش دیا اور حکم دیا کہ مجھ کو تعظیم واحترام کے ساتھ بہشت میں لے جاویں اور یہ سب برکت ایک دُرود کی ہے جس کو میں پڑھا کرتا تھا۔ میں نے پوچھا وہ کون سا دُرود ہے؟ فرمایا ہے: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ" حاشیہ حصن

۴۔ مناہج الحسنات ابن فاکہانی کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ شیخ صالح موسیٰ ضریر (نابینا) تھے۔ انہوں نے اپنا گزرا ہوا قصہ مجھ سے نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا۔ اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی۔ اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ دُرود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں۔ ہنوز تین سو بار پر نوبت نہ پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی اور بعد "اَلْمَمَاتْ" کے "اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" بھی اس میں معمول ہے اور خوب ہے۔ وہ دُرود یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ

(اس دُرود شریف کا بکثرت پڑھنا اور مکان میں لکھ کر چسپاں کرنا تمام امراض وبائیہ ہیضہ، وطاعون وغیرہ سے حفاظت کے لیے مفید اور مجرب ہے اور قلب کو عجیب وغریب اطمینان بخشتا ہے اور تَرْفَعُنَا بِھَا کے بعد بعض لوگ لفظ "عِنْدَکَ" بھی پڑھتے ہیں۔ حضرت مولانا مدظلہ نے ایک والا نامہ میں احقر کو اسی طرح تحریر فرمایا تھا۔ (حررہ محمد انعام اللہ غفرلہ اللہ ۱۲)

اور شیخ مجد الدین صاحب قاموس نے بھی اس حکایت کو بسند خود ذکر کیا ہے۔ فض

۵۔ بعض رسائل میں عبیداللہ بن عمر قواریری سے نقل کیا ہے کہ ایک کاتب میرا ہمسایہ تھا، وہ مرگیا، میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا، کہا مجھے بخش دیا، میں نے سبب پوچھا، کہا میری عادت تھی جب نام پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتاب میں لکھتا تو صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑھاتا، خدائے تعالیٰ نے مجھ کو ایسا کچھ دیا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی دل پر گزرا۔ گلشن جنت

۶۔ دلائل الخیرات کی وجہِ تالیف مشہور ہے کہ مؤلف کو سفر میں وضو کے لیے پانی کی ضرورت تھی اور ڈول رسّی کے نہ ہونے سے پریشان تھے۔ ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا اور کنوئیں کے اندر تھوک دیا، پانی کنارے تک اُبل آیا، مؤلف نے حیران ہو کر اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا، یہ برکت دُرودشریف کی ہے جس کے بعد انہوں نے یہ کتاب دلائل الخیرات تالیف کی۔

۷۔ شیخ زروق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مؤلف دلائل الخیرات کی قبر سے خوشبو مشک وعنبر کی آتی ہے اور یہ سب برکت دُرودشریف کی ہے۔

۸۔ ایک معتمد دوست نے راقم سے ایک خوشنویس لکھنؤ کی حکایت بیان کی کہ ان کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتا تو اوّل ایک بار دُرودشریف ایک بیاض پر جو اسی غرض سے بنائی تھی لکھ لیتے اس کے بعد کام شروع کرتے۔ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو غلبۂ فکر آخرت سے خوف زدہ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھیے وہاں جا کر کیا ہوتا ہے۔ ایک مجذوب آ نکلے اور کہنے لگے بابا کیوں گھبراتا ہے۔ وہ بیاض سرکار میں پیش ہے اور اس پر صاد بن رہے ہیں۔

۹۔ مولانا فیض الحسن صاحب سہارن پوری مرحوم کے داماد نے مجھ سے بیان کیا کہ جس مکان میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا وہاں ایک مہینے تک خوشبو عطر کی آتی رہی۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کو بیان کیا۔ ارشاد فرمایا: یہ برکت دُرودشریف کی ہے۔ مولوی صاحب کا معمول تھا کہ ہر شب جمعہ کو بیدار رہ کر دُرودشریف کا شغل فرماتے۔

۱۰۔ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ آسمان میں

فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ اس سے سبب حصول اس درجے کا پوچھا۔ اس نے کہا میں نے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ جب نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آتا میں درُود لکھتا تھا۔ اس سبب سے مجھے یہ درجہ ملا۔

۱۱۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور حکایت ہے کہ ان کو بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکھا اور مغفرت کی وجہ پوچھی۔ اُنہوں نے فرمایا یہ پانچ درُود شب جمعہ کو میں پڑھا کرتا تھا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ م بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَ بِالصَّلٰوةِ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ.

اس درُود کو درُودِ خمسہ کہتے ہیں۔ فض

۱۲۔ شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ ایک صالح کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ اس سے حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل کیا۔ سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے درُود کو شمار کیا۔ سو شمار درُود کا زیادہ نکلا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، اتنا بس ہے اس کا حساب مت کرو اور اس کو بہشت میں لے جاؤ۔ فض

۱۳۔ شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک مرد صالح نے معمول مقرر کیا تھا کہ ہر رات کو سوتے وقت درُود بعدد معین پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم اس کے پاس تشریف لائے اور تمام گھر اس کا روشن ہوگیا۔ آپ نے فرمایا وہ منہ لاؤ جو درُود بہت پڑھتا ہے کہ بوسہ دوں۔ اس شخص نے شرم کی وجہ سے رُخسارہ سامنے کردیا۔ آپ نے اس کے رُخسارے پر بوسہ دیا۔ بعد اس کے وہ بیدار ہوگیا تو سارے گھر میں مشک کی خوشبو باقی رہی۔ فض

۱۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ جب حضرت حوا علیہا السلام پیدا ہوئیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان پر ہاتھ بڑھانا چاہا۔ ملائکہ نے کہا صبر کرو جب تک نکاح نہ ہو جائے اور مہر ادا نہ کردو۔ انہوں نے پوچھا مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر تین بار درود پڑھنا اور ایک روایت میں بیس بار آیا ہے۔

فصل ششم

مسائل متعلقہ درود شریف

مسئلہ ۱۔ عمر بھر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے بوجہ حکم "صَلُّوْا" کے جو شعبان ۲ھ میں نازل ہوا۔

۲۔ اگر ایک مجلس میں کئی بار آپ کا نام پاک ذکر کیا جاوے۔ طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر بار میں ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب ہے مگر مفتی بہ یہ ہے کہ ایک بار واجب ہے پھر مستحب ہے۔

۳۔ نماز میں بجز تشہد اخیر کے دوسرے ارکان میں درود پڑھنا مکروہ ہے۔ دُرمختار

۴۔ جب خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آوے یا خطیب یہ آیت پڑھے "يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" اپنے دل میں بلا جنبش زبان کے صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لے۔ (دُرمختار)

۵۔ بے وضو درود شریف پڑھنا جائز ہے اور باوضو نُورٌ علیٰ نور ہے۔

۶۔ بجز حضرات انبیاء و حضرات ملائکہ علیٰ جمیعہم السلام کے کسی اور پر استقلالاً درود شریف نہ پڑھے۔ البتہ تبعاً مضائقہ نہیں۔ مثلاً یوں کہے

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ" (دُرمختار)

۷۔ دُرمختار میں ہے کہ اسباب تجارت کھولنے کے وقت یا ایسے ہی کسی موقع پر یعنی جہاں درود شریف پڑھنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی دنیوی غرض کا اس کو ذریعہ بنایا

جاوے، دُرود شریف پڑھنا ممنوع ہے۔

۸۔ دُرمختار میں ہے کہ دُرود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور آواز بلند کرنا جہل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت چلا چلا کر دُرود شریف پڑھتے ہیں قابلِ ترک ہے۔

فصل ہفتم

مواقع دُرود شریف

۱۔ جب نامِ مبارک زبان پر یا کان میں آوے جیسا کہ مسائل میں گزرا۔

۲۔ جب کسی مجلس میں بیٹھے تو اُٹھنے سے پہلے دُرود شریف پڑھ لے۔ جیسا زجر (فصل دوم) میں گزرا۔

۳۔ دُعا کے اوّل و آخر میں پڑھے جیسا خواص میں گزرا۔

۴۔ مسجد میں جانے اور اس سے باہر آنے کے وقت حدیث شریف میں یہ پڑھنا آیا ہے۔ "بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ" فض

۵۔ بعد اذان کے مسلم اور ترمذی میں ہے کہ دُرود بھیجے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مانگے آپ کے لیے وسیلہ اللہ تعالیٰ سے۔ فض

۶۔ بوقت وضو کے ابن ماجہ میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، نہیں وضو ہوتا اس شخص کا جو صلوٰۃ نہ بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ فض

یعنی پورا ثواب نہیں ملتا۔

۷۔ بوقت زیارت قبر شریف کے، بیہقی نے روایت کیا ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میری قبر کے پاس مجھ پر دُرود بھیجتا ہے میں سن لیتا ہوں۔ فض

۸۔ ابتدائے رسائل و کتب میں بعد بسم اللہ اور حمد کے دُرود و سلام لکھنا۔ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ رسم اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں

جاری ہوئی۔ خود اُنہوں نے اپنے خطوط میں اسی طرح لکھا۔ فف

۹۔ بوقت جاگنے کے رات میں واسطے تہجد کے۔ نسائی نے سنن کبیر میں ایک حدیث طویل میں نقل کیا ہے کہ خدائے تعالیٰ پسند کرتا ہے ایسے آدمی کو جو رات کے بیچ میں اُٹھے اور کسی کو خبر نہ ہو۔ پھر وضو کرے، پھر حمد الٰہی کرے اور دُرود پڑھے۔ پھر قرآن مجید پڑھنا شروع کرے۔ فف

۱۰۔ واسطے دفع بلیات مثل وبا و زلزلہ وغیرہ کے، جلال الدین سیوطی نے اور دوسرے محدثین نے احادیث سے اس کو استنباط کیا ہے۔ فف

فصل ہشتم

آدابِ متفرقہ متعلقہ دُرود شریف

۱۔ جب اسم مبارک لکھے، صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھے۔ اس میں کوتاہی نہ کرے۔ صرف ؐ یا صلعم پر اکتفا نہ کرے۔ فف

۲۔ ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور بسبب بخل کاغذ کے نام مبارک کے ساتھ دُرود شریف نہ لکھتا تھا۔ اس کے سیدھے ہاتھ کو مرض آکلہ عارض ہوا۔ یعنی ہاتھ اس کا گل گیا۔

۳۔ شیخ ابن حجر مکی نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص صرف صلی اللہ علیہ پر اکتفا کرتا تھا، وسلم نہ لکھتا تھا۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خواب میں ارشاد فرمایا تو اپنے آپ کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رکھتا ہے۔ یعنی وسلم میں چار حرف ہیں، ہر حرف پر ایک نیکی اور ہر نیکی پر دس گنا ثواب۔ لہٰذا وسلم میں چالیس نیکیاں ہوئیں۔ فف

۴۔ دُرود شریف پڑھنے والے کو مناسب ہے کہ بدن اور کپڑا پاک وصاف رکھے۔

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے پہلے "سَیِّدِنَا" بڑھا دینا مستحب اور افضل ہے۔ (دُرِمختار)

فصل نہم

بعض نکاتِ متعلقہ دُرود شریف

نکتہ: ایک سوال مشہور ہے کہ "کَمَا صَلَّیْتَ" میں آپ کے صلوٰۃ کو صلوٰۃ ابراہیمیہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مشبہ بہ مشبہ سے اکمل ہوتا ہے۔ اس سے صلوٰۃ محمدیہ کا نقصان لازم آتا ہے۔ سب سے مختصر اور سہل جواب یہ ہے کہ یہ ضرور نہیں کہ مشبہ بہ اکمل ہو۔ البتہ اوضح واشہر ہونا ضروری ہے۔ سو صلوٰۃ ابراہیمیہ چونکہ تمام اُمم و مِلل اہل کتاب و مشرکین میں مشہور و مسلّم تھی اسی لیے اس کو مشبہ بہ قرار دیا گیا۔

۲۔ باوجودیکہ صلوٰۃ وسلام سب انبیاء پر نازل و متوجہ رہا ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے۔ اس کی چند وجوہ ہیں۔

اوّل یہ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کا طرز بہت ملتا ہوا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تو صرف اُصول ہی میں توافق ہے اور آپ کے ساتھ بہت فروع میں بھی۔ اسی بنا پر ارشاد ہے:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

(بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے حضرت ابراہیم کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ان کا اتباع کیا تھا اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ ایمان والے)۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ شب معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ اپنی اُمت کو ہمارا سلام کہیے گا۔ اس لیے اس اُمت کو حکم ہوا کہ صلوٰۃ ابراہیمی کو نماز میں داخل کریں اور خارج نماز بھی پڑھا کریں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس اُمت کے حال پر نہایت شفقت فرمائی تھی کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے لیے دُعا فرمائی تھی۔ اس آیت میں "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً الأية" (اے ہمارے

پروردگار! اور اس جماعت کے اندر ان ہی کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجیے۔۱۲) اور آپ نے اس اُمت کا لقب ''اُمۃ مسلمۃ'' اس آیت میں ''وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ'' رکھا تھا۔ اسی لیے ارشاد ہے ''ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ''

۳۔ اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم کو یہ حکم ہوا تھا کہ تم صلوٰۃ بھیجو۔ اس آیت میں ''صَلُّوْا عَلَیْہِ'' تو ہماری طرف سے بظاہر نصلی علی محمد مناسب ہوتا مگر پھر بھی ہم کو اللھم صَلِّ سکھلایا گیا جس میں اللہ تعالیٰ ہی سے درخواست ہے کہ آپ صلوٰۃ بھیج دیجیے۔

حکمت اس میں یہ ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل پاک اور ہم ناپاک، ہماری صلوٰۃ آپ کی شایان نہ ہوتی۔ اس لیے گویا بزبانِ حال یہ کہا جاتا ہے کہ اے اللہ تبارک وتعالیٰ! ہماری صلوٰۃ تو آپ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ کی شان عالی کے ۱۲) کے شان عالی کے لائق نہیں ہے۔

اس لیے آپ ہی سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنی صلوٰۃ بھیج دیجیے تا کہ نبی طاہر صلی اللہ علیہ وسلم پر رب طاہر کی طرف سے صلوٰۃ ہو۔

۴۔ شیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دُعا سے پہلے اور پیچھے دُرود شریف پڑھ لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ دونوں طرف کے دُرودوں کو تو ضرور ہی قبول فرماویں گے اور یہ ان کے کرم سے بعید ہے کہ درمیان کی چیز کو رَدّ کر دیں۔

۵۔ جس طرح حدیث شریف کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار دُرود پڑھنے سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ارفع میں ایک گستاخی کرنے سے (نعوذ باللہ منہا) اس شخص پر منجانب اللہ دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں۔

چنانچہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے بسزائے استہزا یہ دس کلمات ارشاد فرمائے: ''حَلَّافٍ. مَّھِیْنٍ. ھَمَّازٍ. مَّشَّآءٍ م بِنَمِیْمٍ. مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ. مُعْتَدٍ. اَثِیْمٍ. عُتُلٍّ. زَنِیْمٍ.

مُکَذِّبِ لِّلْاٰیٰتِ. بدلالت قوله تعالیٰ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ○

(بہت قسمیں کھانے والا بے وقعت ہو، طعنے والا ہو، چغلیاں لگا تا پھرتا ہو، نیک کام سے روکنے والا ہو، حد سے گزرنے والا ہو، گناہوں کا کرنے والا ہو، سخت مزاج ہو، حرام زادہ ہو، آیتوں کا جھٹلانے والا ہو)۔

فصل دہم

دُرودشریف کے صیغے

یوں تو مشائخ کرام سے صدہا صیغے اس کے منقول ہیں۔ دلائل الخیرات اس کا ایک نمونہ ہے مگر اس مقام پر صرف جو صیغے صلوٰۃ وسلام کے احادیث مرفوعہ حقیقیہ یا حکمیہ میں وارد ہیں ان میں سے چالیس صیغے مرقوم ہوتے ہیں جن میں ۲۵ صلوٰۃ اور ۱۵ سلام کے ہیں۔ گویا یہ مجموعہ دُرودشریف کی چہل حدیث ہے جس کے باب میں بشارت آئی ہے کہ جو شخص امر دین کے متعلق چالیس حدیثیں میری اُمت کو پہنچادے۔ اس کو اللہ تعالیٰ زمرۂ علماء میں محشور فرمائیں گے اور میں اس کا شفیع ہوں گا۔ دُرودشریف کا امر دین سے ہونا بوجہ اس کے مامور بہ ہونے کے ظاہر ہے تو ان احادیث شریف کے جمع کرنے سے مضاعف ثواب (اجر دُرود و اجر تبلیغ چہل حدیث) کی توقع ہے۔ ان احادیث سے قبل دو صیغے قرآن مجید سے تبرکاً لکھے جاتے ہیں جو اپنی عموم لفظی سے صلوٰۃ نبویہ کو بھی شامل ہیں اور ان احادیث کے بعد تین صیغے دو صحابی سے ایک تابعی سے مرقوم ہوں گے۔ اب یہ سب مل کر ۴۵ صیغے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان سب صیغوں کو روزانہ پڑھ لیا کرے تو تمام فضائل و برکات جو جدا جدا ہر صیغے کے متعلق ہیں بتمامہا اس شخص کو حاصل ہو جاویں اور ان احادیث و آثار کے بعد نمبر وار ہر ایک کی سند یکجا ذکر کر دی جاوے گی۔

صیغۂ قرآنی

۱۔ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (پارہ ۱۹: سورۂ نمل، رکوع: ۱۴)

۲۔ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ. (پارہ ۲۳: سورۂ صافات کے ختم پر)

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ وسلام

صِیَغِ صَلٰوۃ

(۱)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ.

(۲).... اَللّٰھُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَآئِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخُطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا.

(۳)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ.

(۴)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۵)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۶)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۷)....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۸)....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۹)....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۱۰)....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۱۱)....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۱۲)....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۱۳)....اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۱۴)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۱۵)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۱۶)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَّعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَّعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَّعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا سَلَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۱۷)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۱۸)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ

بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَّعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۱۹)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۲۰)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۲۱)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًی وَّلَہٗ جَزَآءً وَّلِحَقِّہٖ اَدَآءً وَّاَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَاجْزِہٖ اَفْضَلَ مَا جَا زَیْتَ نَبِیًّا عَنْ قَوْمِہٖ وَرَسُوْلاً عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصّٰلِحِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

(۲۲)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَّعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۲۳)....اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ.

(۲۴)....اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَھَا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَّعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

(۲۵)....وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ.

صِیَغُ السَّلَامِ

(۲۶)....اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ. اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

(۲۷)....اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الطَّیِّبَاتُ اَلصَّلَوٰتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ. اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

(۲۸)....اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الطَّیِّبَاتُ اَلصَّلَوٰتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ. اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

(۲۹)....اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ اَلصَّلَوٰتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ سَلَامٌ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سَلَامٌ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ. اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

(۳۰)....بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ.

(۳۱)....اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ اَلصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

(۳۲)....بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ اَلصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّارَيْبَ فِيْهَا اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ.

(۳۳)....اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوٰتُ وَالْمُلْکُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ.

(۳۴)....بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اَلصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ. شَهِدْتُّ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُّ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

(۳۵)....اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ اَلصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ.

(۳۶)....اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ اَلصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ.

(۳۷)....اَلتَّحِیَّاتُ اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ.

(۳۸)....اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ اَلصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

(۳۹)....اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ اَلصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

(۴۰)....بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ.

اٰثَارِ مَوْقُوْفَہ

١ . اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَ بَارِئَ الْمَسْمُوْكَاتِ وَ
اے اللہ! زمینوں کا فرش بچھانے والے اور بلند آسمانوں کے پیدا کرنے والے اور
جَبَّارَ الْقُلُوْبِ عَلٰى فِطْرَتِهَا شَقِيِّهَا وَسَعِيْدِهَا اجْعَلْ
شقی اور نیک دلوں کو ان کی فطرت کے موافق جوڑنے والے کر دیجئے
شَرَآئِفَ صَلَوَاتِكَ وَلَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ وَرَاْفَةَ تَحَنُّنِكَ
اپنی بزرگ ترین رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں اور اپنی مہربانیاں
عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو آپ کے بندہ اور آپ کے رسول ہیں
جو اپنے سے پہلے کو ختم کرنے والے اور سر بند
لِمَآ اُغْلِقَ وَالْمُعْلِنِ الْحَقَّ بِالْحَقِّ وَالدَّامِغِ لِجَيْشَاتِ
چیزوں کو کھولنے والے ہیں اور حق کو حق طریقہ سے ظاہر کرنیوالے ہیں اور باطل کے لشکروں کا سر
الْاَبَاطِيْلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ بِاَمْرِكَ بِطَاعَتِكَ
توڑنے والے ہیں، وہ مستعد ہو گئے جس طرح ان پر ذمہ داری ڈالی گئی
آپ کے حکم سے آپ کی فرمانبرداری کے لیے
مُسْتَوْفِزًا فِيْ مَرْضَاتِكَ بِغَيْرِ نِكْلٍ عَنْ قَدَمٍ وَّلَا وَهْنٍ
جلدی کرتے ہوئے آپ کی مرضیات میں بغیر قدم پیچھے ہٹانے کے اور بغیر کسی سستی کے
فِيْ عَزْمٍ وَّاعِيًا لِّوَحْيِكَ حَافِظًا لِعَهْدِكَ مَاضِيًا عَلٰى نَفَاذِ

ارادہ میں آپ کی وحی کی نگہداشت کرنے والے اور آپ کے عہد کی
حفاظت کرنے والے، آپ کے حکم کو نافذ کرنے
اَمْرِکَ حَتّٰی اَوْرٰی قَبَسًا لِّقَابِسٍ اٰلَآءُ اللّٰہِ تَصِلُ بِاَھْلِہٖ
میں عزم پر قائم رہنے والے یہاں تک کہ دے دیا شعلہ نور کا روشنی لینے والے
کے لیے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اللہ والوں کے
اَسْبَابَہٗ بِہٖ ھُدِیَتِ الْقُلُوْبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ
ساتھ اسباب کو ملا دیتی ہیں۔ آپ ہی کے ذریعہ قلوب کو ہدایت کی گئی
بعد ان کے فتنوں اور گناہوں میں ڈوب
وَالْاِثْمِ وَاَبْھَجَ مُوْضِحَاتِ الْاَعْلَامِ وَمُنِیْرَاتِ الْاِسْلَامِ
جانے کے اور زینت دی آپ نے چمکتے ہوئے نشانوں کو اور اسلام کو روشن کرنے والی چیزوں کو
وَنَآئِرَاتِ الْاَحْکَامِ فَھُوَ اَمِیْنُکَ الْمَامُوْنُ وَخَازِنُ عِلْمِکَ
اور روشن احکام کو پس وہ آپ کے امین معتمد ہیں اور آپ کے پوشیدہ علم
الْمَخْزُوْنِ وَشَھِیْدُکَ یَوْمَ الدِّیْنِ وَبَعِیْثُکَ نِعْمَۃً
کے محافظ ہیں اور آپ کے گواہ ہیں قیامت کے دن اور آپ کی بھیجی ہوئی نعمت ہیں اور
وَّرَسُوْلُکَ بِالْحَقِّ رَحْمَۃً اَللّٰھُمَّ افْسَحْ لَہٗ مَفْسَحًا فِیْ
آپ کے رسولِ برحق ہیں جو سراپا رحمت ہیں، اے اللہ! کشادہ کردے اُن کیلئے جگہ
عَدْنِکَ وَاجْزِہٖ مُضَاعَفَاتِ الْخَیْرِ مِنْ فَضْلِکَ مُھَنَّاٰتٍ
اپنی بہشت میں اور جزا دے ان کو نیکیوں کی چند در چند اپنے فضل سے جو خوشگوار ہوں
لَہٗ غَیْرَ مُکَدَّرَاتٍ مِّنْ وُّفُوْرِ ثَوَابِکَ الْمَضْنُوْنِ وَجَزِیْلِ
ان کیلئے اور بے کدورت ہوں (یعنی) آپ کا عظیم ثواب جو محفوظ ہے اور بڑی
عَطَائِکَ الْمَخْزُوْنِ اَللّٰھُمَّ اَعْلِ عَلٰی بِنَآءِ الْبَانِیْنَ بِنَآءَہٗ
عطا جو جمع کی گئی ہے اے اللہ! بلند کر دوسرے منزل والوں کی منزل سے ان کی منزل کو اور

اَکْرِمْ مَثْوَاهُ لَدَیْکَ وَنُزُلَهٗ وَاَتْمِمْ لَهٗ نُوْرَهٗ وَاجْزِهٖ

مکرم فرما ان کی آرام گاہ اور ان کی مہمانی کو اپنے پاس اور پورا فرما دے

ان کے نور کو ان کے واسطے اور جزا دے ان کو

مِنِ ابْتِعَاثِکَ لَهٗ مَقْبُوْلَ الشَّهَادَةِ وَمَرْضِیَّ الْمَقَالَةِ

دین کیلئے کھڑے ہو جانے کی اس طرح کہ آپ مقبول الشہادت اور پسندیدہ گفتگو ہیں

ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَّخُطَّةٍ فَصْلٍ وَّحُجَّةٍ وَّبُرْهَانٍ عَظِیْمٍ

آپ کا کلام انصاف اور عادت فیصلہ کن اور حجت اور برہان عظیم ہیں

۲. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی

اے اللہ! نازل کر دُرود اپنا اور رحمت اپنی اور برکتیں اپنی

سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ

رسولوں کے سردار اور پرہیزگاروں کے امام اور نبیوں کے ختم کرنے والے

مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَاِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو آپ کے بندہ اور آپ کے رسول ہیں

اور بھلائی کے امام اور خیر کے قائل ہیں اور

رَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یَّغْبِطُه

رسول رحمت ہیں۔ اے اللہ! مبعوث فرما ان کو مقام محمود پر کہ رشک کریں

بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ

اس پر پہلے اور پچھلے

۳. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ

اے اللہ! دُرود بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل اور انکے اصحاب اور انکی اولاد

وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ

اور ان کی ازواج اور ان کی ذریت اور ان کے اہل بیت اور ان کی سسرال والوں اور ان کے مدد دینے

وَاَشْيَاعِهٖ وَ مُحِبِّيْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ

والوں اوران کی پیروی کرنے والوں اوران کے محبت کرنے والوں

اوران کی اُمت پراوران سب کے ساتھ ہم پر

يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اے ارحم الراحمین

اسانید چہل حدیث صلوٰۃ والسلام بالترتیب

(۱) روایت کیا اس کو بزار وطبرانی رحمہما اللہ نے صغیر اور اوسط میں ویفع سے مرفوعاً کہ جواس کو پڑھے اس کے لیے میری شفاعت واجب اور ضروری ہے۔ سع

(۲) روایت کیا اس کو مسند احمد میں۔ حصن (۳) روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ جس شخص کے پاس خیرات کرنے کو مال نہ ہوتو اپنی دُعا میں یہ دُرود پڑھے۔ وہ اس کے لیے باعث تزکیہ ہوگی۔ سع

(۴) روایت کیا اس کو بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً کہ تشہد کے بعد یہ دُرود پڑھا کرو۔ سع

(۵) روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور نسائی نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً۔ سع (۶) روایت کیا اس کو مسلم رحمہ اللہ نے۔ سع

(۷) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔ سع (۸) روایت کیا اس کو نسائی نے۔ سع

(۹) روایت کیا اس کو ابوداؤد رحمہ اللہ نے۔ سع

(۱۰) روایت کیا اس کو ابوداؤد رحمہ اللہ نے۔ سع (۱۱) روایت کیا اس کو ترمذی اور ابوداؤد اور مسلم رحمہم اللہ نے حدیث ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے۔

(۱۲) روایت کیا اس کو نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے۔ سع (۱۳) روایت کیا اس کو مسلم رحمہ اللہ نے۔ سع

(۱۴) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ ہمارے گھرانے والوں پر درُود پڑھتے وقت ثواب کا پورا پیانہ ملے تو یہ درُود پڑھے۔ سع

(۱۵) روایت کیا اس کو طبری نے اپنی تہذیب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ جو شخص یہ درُود پڑھے قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دوں گا اور شفاعت کروں گا۔ سع (۱۶) روایت کیا اس کو خیروبری نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً۔ سع (۱۷) روایت کیا اس کو مجدد الائمہ ترجمانی نے حضرت علی اور ابن مسعود اور جابر رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً سع (۱۸) روایت کیا اسکو اصحاب صحاح ستہ نے اور یہ سب صیغوں سے بڑھ کر صحیح ہے۔ حرزثمین (۱۹) ح س ق حصن۔

(۲۰) س حص (۲۱) بخاری نے القول البدیع میں بروایت ابن ابی عاصم مرفوعاً سع (نقل کیا ہے کہ جو کوئی سات جمعے تک ہر جمعے کو سات بار اس درُود کو پڑھے، واجب ہو اس کے لیے شفاعت میری۔ حاشیہ دلائل (۲۲) روایت کیا اس کو احمد نے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ نز (۲۳) روایت کیا اس کو دار قطنی نے اپنی سنن میں ابن مسعود سے مرفوعاً۔ نز (۲۴) روایت کیا اس کو احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے۔ نز

(۲۵) س حصن (۲۶) روایت کیا اس کو نسائی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ (۲۷) روایت کیا اس کو نسائی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے۔

(۲۸) روایت کیا اس کو نسائی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے۔

(۲۹) روایت کیا اس کو نسائی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

(۳۰) روایت کیا اس کو نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے۔

(۳۱) موس طا حصن (۳۲) طس حصن (۳۳) دحص یہ روایت صرف الملک للہ تک مذکور ہے مگر غالباً راوی نے اختصار کیا ہے اس لیے صیغہ سلام بھی

تمیماً میں نے لکھ دیا۔ (۳۴) روایت کیا اس کو امام مالک نے مؤطا میں کہ ابن عمر پڑھتے تھے۔ سع ہر چند کہ اس کے مرفوع ہونے کی تصریح نہیں ہے مگر چونکہ تعلیم تشہد سے قبل صحابہ رضی اللہ عنہم جو اپنی رائے سے پڑھا کرتے تھے اس کا متروک ہونا مصرح ہے اس لیے مظنون یہ ہے کہ یہ اور اس کی امثال مرفوع ہیں۔ نیز رائے سے کسی ذکر کا داخل صلوٰۃ کرنا بھی مستبعد ہے۔ لہٰذا مرفوع میں ذکر کیا گیا۔ (۳۵) روایت کیا اس کو امام مالک نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کو پڑھا کرتی تھیں۔ سع

(۳۶) روایت کیا اس کو مالک نے نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ سع

(۳۷) روایت کیا طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے۔ سع

(۳۸) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ سع

(۳۹) م عد حب حصن

(۴۰) مص حص (آثار)

نمبر (۱) سلامۃ الکندی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ لوگوں کو سکھلاتے۔ حاشیہ دلائل از شفائے قاضی عیاض (۲) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے باسنادِ حسن موقوفاً حضرت ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ سع (۳) حسن بصری سے منقول ہے کہ جو حوضِ کوثر کا بھرا پیالہ چاہے وہ یہ درُود پڑھے۔ (حاشیہ دلائل از شفا)

خاتمہ درود منظوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی رَاْسِ فَرِیْقِ النَّاسِ ۔ مِنْهُ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ م بِزَمَانِ الْبَاْسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ فِیْ حَرِّ غَدٍ ۔ کُلُّ مَنْ یَّظْمَأُ یَسْقِیْهِ رَحِیْقَ الْکَاْسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ بِرِجَآءِ الْکَرَمِ ۔ خَصَّ مَنْ جَآءَ اِلَیْهِ لِعُمُوْمِ النَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مُوْنِسِ کُلِّ الْبَشَرِ ۔ مُبْدِلِ الْوَحْشَةِ فِی الْقَبْرِ بِاِسْتِیْنَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی رُوْحِ رَئِیْسِ الرُّسُلِ ۔ نَقْتَدِیْ نَحْنُ عَلٰی اَرْجُلِهٖ بِالرَّاْسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی ذِیْ نِعَمٍ دَآئِمَةٍ ۔ اَنْعَمَ الْیَوْمَ عَلَی الْخَیْرِ بِلَا مِقْیَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی صَاحِبِ شَرْعٍ حَسَنٍ ۔ فَرَّقَ النَّاسَ مَتٰی جَآءَ مِنَ النَّسْنَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی ذِیْ کَرَمٍ اُمَّتُهٗ ۔ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ فِی الْحَشْرِ بِلَا وَسْوَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ لَوْلَاهُ لَمَا ۔ یَشْمُلُ النَّامِیَةُ الْکَوْنَ مَعَ الْحَسَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ مِنْ عِصْمَتِهٖ ۔ یَعْصِمُ الْحَقُّ مُحِبِّیْهِ مِنَ الْخَنَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ مَنْ عَاذَبِهٖ ۔ لَمْ تَصِلْ قَطُّ اِلَیْهِ یَدَیِ الْوَسْوَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ مِنْ م بَارِقَةٍ ۔ السَّیْفِ قَدْ اَذْهَبَ قَطْعَامِ بَصَرَ الشَّمَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی صَاحِبِ نَوْعِ الشَّرَفِ ۔ مَیَّزَ النَّاسُ بِهِ الْفَصْلَ مِنَ الْاَجْنَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ لِّعَخِیْلِ الْکَرَمِ ۔ فِیْ رِیَاضِ الْاُمَمِ الْیَوْمَ لَنَا الْغَرَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ م بِغِنَآءِ الْکَرَمِ ۔ مِنْ بُیُوْتِ الْفُقَرَآءِ یَذْهَبُ بِالْاِفْلَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی عِتْرَتِهِ الطَّاهِرَةِ ۔ وَعَلَی الصَّحْبِ مَعَ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ لِّاُوَیْسٍ مِّنْهُ ۔ طَهَرَ الْقَالِبُ وَالْقَلْبُ مِنَ الْاَدْنَاسِ

تَمَّتْ جَمَعَ هٰذِهِ الْاَوْرَاقَ اَشْرَفُ عَلِیٌّ فِیْ شُهُوْرِ سَنَةَ ۱۳۲۰ مِنَ الْهِجْرَةِ

مناجات مقبول

خطبہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُكَ يَا خَيۡرَ مَاۡمُوۡلٍ وَّاَكۡرَمَ مَسۡئُوۡلٍ عَلٰى مَا عَلَّمۡتَنَا مِنَ الۡمُنَاجَاةِ الۡمَقۡبُوۡلِ مِنۡ قُرُبٰتٍ عِنۡدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ فَصَلِّ عَلَيۡهِ مَا اخۡتَلَفَ الدَّبُوۡرُ وَالۡقَبُوۡلُ وَانۡشَعَبَتِ الۡفُرُوۡعُ مِنَ الۡاُصُوۡلِ ثُمَّ نَسۡئَلُكَ بِمَا سَنَقُوۡلُ وَمِنَّا السُّؤَالُ وَمِنۡكَ الۡقَبُوۡلُ

ترجمہ: اے ان سب سے بہتر جن سے اُمیدیں کی جاسکتی ہیں اور اے اُن سب سے کریم تر جن سے کچھ طلب کیا جاسکے ہم آپ کی حمد کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں مناجات مقبول سکھائی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں موجب قربت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں ہیں (جو آپ نے ہمیں سکھائی ہیں) پس (اے اللہ) آپ (رسول) پر رحمت کامل نازل فرمایئے جب تک کہ کارخانہ کائنات قائم رہے اور جڑوں سے شاخیں پھوٹتی ہیں۔ اس کے بعد ہم آپ سے وہ طلب کرتے ہیں جو ابھی (آگے عرض کرتے ہیں۔ ہمارا کام طلب کرنا اور آپ کا کام عطا فرمانا ہے۔

مُناجاتِ مقبول | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | پہلی منزل بروز ہفتہ

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِي الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِي الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۞ رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ

عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۞ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ

اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ

مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ۫ وَاغۡفِرۡ لَنَا ۫

وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا
بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ
اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ
هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ
فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا
يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ
عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا
وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا
مُسْلِمِيْنَ ۝ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ۝
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ
تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ
يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ
مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ
سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا
رَشَدًا ۝ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً

مِنْ لِّسَانِيْ ۙ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ
اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ رَبِّ اَنْزِلْنِيْ
مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ
وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ
الرّٰحِمِيْنَ ۝ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝
رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝
رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ
اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝
رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ
الْمُفْسِدِيْنَ ۝ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا
وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ
عَدْنِ ِۨ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ
فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ
وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ
سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ ۝ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا

وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ

مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ

قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ

خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ۝ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا

وَزَكِّهَآ اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَآ اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا ۝ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ

مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ اِنَّا نَسْأَلُكَ عَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَمُنْجِيَاتِ

اَمْرِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ

النَّارِ ۝ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَخَطَئِيْ وَعَمْدِيْ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ

خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ

جِدِّيْ وَهَزْلِيْ ۝ اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ

اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى ۝

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ

الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيٰوةَ

زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ ۝

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ

مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ

وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ
فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ
وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنَ الْقَسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالْعَيْلَةِ وَالذِّلَّةِ
وَالْمَسْكَنَةِ وَالْكُفْرِ وَالْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ وَالسُّمْعَةِ وَالرِّيَآءِ وَمِنَ الصَّمَمِ وَالْبَكَمِ
وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّئِ الْاَسْقَامِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَمِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ
وَالْبُخْلِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ وَمِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ
الدُّنْيَا وَمِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ
وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا ۞

مُناجاتِ مقبول — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — دوسری منزل بروز اتوار

رَبِّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ
عَلَيَّ وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدٰى لِيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ
ذَكَّارًا لَّكَ شَكَّارًا لَّكَ رَهَّابًا لَّكَ مِطْوَاعًا لَّكَ مُطِيْعًا اِلَيْكَ مُخْبِتًا
اِلَيْكَ اَوَّاهًا مُّنِيْبًا ۞ رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ
وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ وَسَدِّدْ لِسَانِيْ وَاهْدِ قَلْبِيْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ ۞
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ
النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا كُلَّهٗ ۞ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ
ذَاتَ بَيْنِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ
وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ اَسْمَاعِنَا
وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَابِلِيْهَا
وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْۤ اَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْاَمْرِ وَاَسْأَلُكَ عَزِيْمَةَ
الرُّشْدِ وَاَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْأَلُكَ لِسَانًا
صَادِقًا وَّقَلْبًا سَلِيْمًا وَّخُلُقًا مُّسْتَقِيْمًا وَّاَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا
تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۞ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ
مَا قَدَّمْتُ وَمَاۤ اَخَّرْتُ وَمَاۤ اَسْرَرْتُ وَمَاۤ اَعْلَنْتُ وَمَاۤ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ ۞
اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ
وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ
بِهٖ عَلَيْنَا مَصَآئِبَ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَاۤ
اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا
وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ
الدُّنْيَاۤ اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا غَايَةَ رَغْبَتِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا
مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا ۞ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا
وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا ۞ اَللّٰهُمَّ
اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ ۞ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ شَرَّ نَفْسِيْ وَاعْزِمْ لِيْ عَلٰى رُشْدِ
اَمْرِيْ ۞ اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْۤ
اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ
تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَاِذَاۤ اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ
وَّاَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُ اِلٰى حُبِّكَ ۞

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ ۞

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یَّنْفَعُنِیْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ اَللّٰهُمَّ فَكَمَا

رَزَقْتَنِیْ مِمَّآ اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّیْ فِیْمَا تُحِبُّ اَللّٰهُمَّ وَمَا زَوَیْتَ

عَنِّیْ مِمَّآ اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِّیْ فِیْمَا تُحِبُّ ۞ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ

ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اِیْمَانًا لَّا یَرْتَدُّ وَنَعِیْمًا

لَّا یَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْٓ اَعْلٰی

دَرَجَةِ الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ صِحَّةً فِیْ اِیْمَانٍ وَّاِیْمَانًا

فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ وَّنَجَاحًا تُتْبِعُهٗ فَلَاحًا وَّرَحْمَةً مِّنْكَ وَعَافِیَةً

وَّمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا ۞ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا

یَنْفَعُنِیْ ۞ اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَی الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ

الْحَیٰوةَ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْٓ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَیْرًا لِّیْ وَاَسْأَلُكَ خَشْیَتَكَ

فِی الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ وَكَلِمَةَ الْاِخْلَاصِ فِی الرِّضٰی وَالْغَضَبِ وَاَسْأَلُكَ نَعِیْمًا

لَّا یَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَیْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ وَاَسْأَلُكَ الرِّضَآءَ بِالْقَضَآءِ وَبَرْدَ

الْعَیْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰی وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَآئِكَ وَاَعُوْذُ

بِكَ مِنْ ضَرَّآءَ مُضِرَّةٍ وَّفِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَیِّنَّا بِزِیْنَةِ الْاِیْمَانِ وَاجْعَلْنَا

هُدَاةً مُّهْتَدِیْنَ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنَ الْخَیْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا

عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَكَ

عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ

عَمَلٍ وَّاَسْأَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَآءٍ لِّیْ خَیْرًا ۞ وَاَسْأَلُكَ مَا قَضَیْتَ لِیْ

عَمَلٍ وَّاَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ کُلَّ قَضَآءٍ لِّیْ خَیْرًا ○ وَاَسْأَلُکَ مَا قَضَیْتَ لِیْ
مِنْ اَمْرٍ اَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهٗ رُشْدًا ○ اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ
کُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ ○ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ
قَآئِمًا وَّاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَّاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَّلَا تُشْمِتْ
بِیْ عَدُوًّا وَّلَا حَاسِدًا ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ کُلِّ خَیْرٍ خَزَآئِنُهٗ بِیَدِکَ ○ وَاَسْأَلُکَ
مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ هُوَ بِیَدِکَ کُلِّهٖ ○ اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا
هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِّنْ حَوَآئِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ
اِلَّا قَضَیْتَهَا یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○ اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ
وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ ○ اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی
کُلِّ غَآئِبَةٍ لِّیْ بِخَیْرٍ ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُکَ عِیْشَةً نَّقِیَّةً وَّمِیْتَةً سَوِیَّةً وَّمَرَدًّا
غَیْرَ مُخْزٍ وَّلَا فَاضِحٍ ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّ فِیْ رِضَاکَ ضُعْفِیْ وَخُذْ اِلَی
الْخَیْرِ بِنَاصِیَتِیْ وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ مُنْتَهٰی رِضَآئِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ وَاِنِّیْ فَقِیْرٌ فَارْزُقْنِیْ ○
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُکَ خَیْرَ الْمَسْأَلَةِ وَخَیْرَ الدُّعَآءِ وَخَیْرَ النَّجَاحِ وَخَیْرَ الْعَمَلِ وَخَیْرَ
الثَّوَابِ وَخَیْرَ الْحَیٰوةِ وَخَیْرَ الْمَمَاتِ وَثَبِّتْنِیْ وَثَقِّلْ مَوَازِیْنِیْ وَحَقِّقْ اِیْمَانِیْ وَارْفَعْ
دَرَجَتِیْ وَتَقَبَّلْ صَلَاتِیْ وَاَسْئَلُکَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّةِ اٰمِیْنَ ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ
اَسْأَلُکَ فَوَاتِحَ الْخَیْرِ وَخَوَاتِمَهٗ وَجَوَامِعَهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَظَاهِرَهٗ وَبَاطِنَهٗ
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُکَ خَیْرَ مَآ اٰتِیْ وَخَیْرَ مَآ اَفْعَلُ وَخَیْرَ مَآ اَعْمَلُ وَخَیْرَ مَا بَطَنَ وَخَیْرَ
مَا ظَهَرَ ○ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِکَ عَلَیَّ عِنْدَ کِبَرِ سِنِّیْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِیْ ○ وَاجْعَلْ
خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَهٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِیْمَهٗ وَخَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ فِیْهِ ○ یَا وَلِیَّ

الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهٖ ثَبِّتْنِيْ بِهٖ حَتّٰى أَلْقَاكَ ۞ أَسْأَلُكَ غِنَايَ وَغِنَا مَوْلَايَ ۞ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ
أَعُوْذُ بِكَ مِنْ سُوْءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِيْ
وَمِنْ جُهْدِ الْبَلَآءِ وَدَرْكِ الشَّقَآءِ وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَآءِ وَمِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ
وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ وَمِنْ شَرِّ مَا عَلِمْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْلَمْ وَمِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ
وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَآءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ وَمِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ
بَصَرِيْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ وَمِنَ الْفَاقَةِ
وَمِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ وَمِنَ الْهَدْمِ وَمِنَ التَّرَدِّيْ وَمِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ
وَأَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَمِنْ أَنْ أَمُوْتَ فِيْ سَبِيْلِكَ
مُدْبِرًا وَّأَنْ أَمُوْتَ لَدِيْغًا ۞

مُناجاتِ مقبول بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ **تیسری منزل بروز پیر**

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ شَكُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا
وَّفِيْٓ أَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا ۞ اَللّٰهُمَّ ضَعْ فِيْٓ أَرْضِنَا بَرَكَتَهَا وَزِيْنَتَهَا
وَسَكَنَهَا وَلَا تَحْرِمْنِيْ بَرَكَةَ مَآ أَعْطَيْتَنِيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ فِيْمَآ أَحْرَمْتَنِيْ ۞
اَللّٰهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَأَحْسِنْ خُلُقِيْ ۞ وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَأَجِرْنِيْ مِنْ
مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَآ أَحْيَيْتَنَا ۞ اَللّٰهُمَّ لَقِّنِّيْ حُجَّةَ الْإِيْمَانِ عِنْدَ
الْمَمَاتِ ۞ رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ ۞ اَللّٰهُمَّ
إِنِّيْٓ أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ وَفَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَنُوْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهُ ۞
اَللّٰهُمَّ إِنِّيْٓ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ
اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِيْ وَآمِنْ رَوْعَتِيْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ

وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِکَ
اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ ۞ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ
لِیْ شَاْنِیْ کُلَّهٗ وَلَا تَکِلْنِیْٓ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ ۞ اَسْاَلُکَ بِنُوْرِ وَجْهِکَ
الَّذِیْٓ اَشْرَقَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَبِکُلِّ حَقٍّ هُوَ لَکَ وَبِحَقِّ السَّآئِلِیْنَ
عَلَیْکَ اَنْ تُقِیْلَنِیْ وَاَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ بِقُدْرَتِکَ ۞ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْ اَوَّلَ هٰذَا النَّهَارِ صَلَاحًا وَّاَوْسَطَهٗ فَلَاحًا وَّاٰخِرَهٗ نَجَاحًا
اَسْاَلُکَ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۞ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ
وَاخْسَئْ شَیْطٰنِیْ وَفُکَّ رِهَانِیْ وَثَقِّلْ مِیْزَانِیْ وَاجْعَلْنِیْ فِی النَّدِیِّ الْاَعْلٰی ۞
اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ ۞ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ
وَمَآ اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ وَمَآ اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیٰطِیْنِ وَمَآ اَضَلَّتْ
کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِکَ اَجْمَعِیْنَ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ
اَوْ اَنْ یَّطْغٰی عَزَّ جَارُکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ ۞ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ لَا شَرِیْکَ
لَکَ سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْاَلُکَ رَحْمَتَکَ ۞ اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ ۞ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۞ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ
وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ ۞ اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْهِ مِنَ
الْحَقِّ بِاِذْنِکَ ۞ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا
وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ
نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ

لَحْمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ
لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا
وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا ۞
اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَآ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ لَنَآ اَبْوَابَ رِزْقِكَ ۞
اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ۞
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطَایَایَ وَذُنُوْبِیْ كُلَّهَا اَللّٰهُمَّ انْعَشْنِیْ وَاَحْیِنِیْ
وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ اِنَّهٗ لَا یَهْدِیْ لِصَالِحِهَا
وَلَا یَصْرِفُ سَیِّئَهَآ اِلَّا اَنْتَ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُكَ رِزْقًا طَیِّبًا وَّعِلْمًا نَّافِعًا
وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِیَتِیْ
بِیَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَآؤُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ
هُوَ لَكَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ
اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ
تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجَلَآءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ
هَمِّیْ ۞ اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْكَآئِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِیْمَ
وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ عَافِنِیْ وَلَا تُسَلِّطَنَّ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ عَلَیَّ
بِشَیْءٍ لَّا طَاقَةَ لِیْ بِهٖ ۞ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ
وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِیْ وَتَرٰی
مَكَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ لَا یَخْفٰی عَلَیْكَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ
وَاَنَا الْبَآئِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ

الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ اَسْأَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ ابْتِهَالَ
الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ وَدُعَاءَ مَنْ
خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ وَذَلَّ لَكَ جِسْمُهٗ وَرَغِمَ
لَكَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَّكُنْ بِیْ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا يَّا خَيْرَ
الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْا ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّةَ
حِيْلَتِیْ وَهَوَانِیْ عَلَى النَّاسِ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ اِلٰى مَنْ تَكِلُنِیْٓ
اِلٰى عَدُوٍّ يَّتَهَجَّمُنِیْٓ اَمْ اِلٰى قَرِيْبٍ مَّلَّكْتَهٗٓ اَمْرِیْٓ اِنْ لَّمْ تَكُنْ
سَاخِطًا عَلَیَّ فَلَآ اُبَالِیْ غَيْرَ اَنَّ عَافِيَتَكَ اَوْسَعُ لِیْ ۞ اَللّٰهُمَّ
اِنَّا نَسْأَلُكَ قُلُوْبًا اَوَّاهَةً مُّخْبِتَةً مُّنِيْبَةً فِیْ سَبِيْلِكَ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ
اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰٓى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا
يُصِيْبُنِیْٓ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَرِضًى مِّنَ الْمَعِيْشَةِ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ ۞
اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِیْ تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَآءِ وَالْاَدْوَآءِ
نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمِنْ جَارِ السُّوْٓءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامَةِ فَاِنَّ جَارَ الْبَادِيَةِ يَتَحَوَّلُ وَغَلَبَةِ
الْعَدُوِّ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ وَمِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَمِنَ الْخِيَانَةِ
فَبِئْسَتِ الْبِطَانَةُ وَاَنْ نَّرْجِعَ عَلٰٓى اَعْقَابِنَآ اَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا
وَمِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَمِنْ يَّوْمِ السُّوْٓءِ وَمِنْ لَّيْلَةِ السُّوْٓءِ
وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْٓءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْٓءِ ۞

مُناجاتِ مقبول | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | چوتھی منزل بروز منگل

اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ وَاِلَيْكَ مَاٰبِیْ وَلَكَ رَبِّ
تُرَاثِیْ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَجِیْٓءُ بِهِ الرِّيَاحُ ۞ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ
اُعَظِّمُ شُكْرَكَ وَاُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَاَتَّبِعُ نَصِيْحَتَكَ وَاَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ
اَللّٰهُمَّ اِنَّ قُلُوْبَنَا وَنَوَاصِيَنَا وَجَوَارِحَنَا بِيَدِكَ لَمْ تُمَلِّكْنَا مِنْهَا شَيْئًا فَاِذَا
فَعَلْتَ ذٰلِكَ بِنَا فَكُنْ اَنْتَ وَلِيَّنَا وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۞ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْيَآءِ اِلَیَّ وَاجْعَلْ خَشْيَتَكَ اَخْوَفَ الْاَشْيَآءِ
عِنْدِیْ وَاقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْيَا بِالشَّوْقِ اِلٰى لِقَآئِكَ وَاِذَآ اَقْرَرْتَ
اَعْيُنَ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ دُنْيَاهُمْ فَاَقْرِرْ عَيْنِیْ مِنْ عِبَادَتِكَ ۞ اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْٓ اَسْأَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضٰی بِالْقَدَرِ ۞
اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ شُكْرًا وَّلَكَ الْمَنُّ فَضْلًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُكَ التَّوْفِيْقَ
لِمَحَآبِّكَ مِنَ الْاَعْمَالِ وَصِدْقَ التَّوَكُّلِ عَلَيْكَ وَحُسْنَ الظَّنِّ بِكَ
اَللّٰهُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قَلْبِیْ لِذِكْرِكَ وَارْزُقْنِیْ طَاعَتَكَ وَطَاعَةَ رَسُوْلِكَ
وَعَمَلًا بِكِتَابِكَ ۞ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْٓ اَخْشَاكَ كَاَنِّیْٓ اَرَاكَ اَبَدًا حَتّٰی اَلْقَاكَ
وَاَسْعِدْنِیْ بِتَقْوَاكَ وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِيَتِكَ اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِیْ فِیْ تَيْسِيْرِ
كُلِّ عَسِيْرٍ فَاِنَّ تَيْسِيْرَ كُلِّ عَسِيْرٍ عَلَيْكَ يَسِيْرٌ وَّاَسْأَلُكَ الْيُسْرَ وَالْمُعَافَاةَ فِی
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اعْفُ عَنِّیْ فَاِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ ۞ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ
مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّيَآءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِیْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ
تَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ۞ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ عَيْنَيْنِ

هٰطَالَتَيْنِ تَسْقِيَانِ الْقَلْبَ بِذُرُوْفِ الدَّمْعِ مِنْ خَشْيَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَكُوْنَ
الدُّمُوْعُ دَمًا وَّالْاَضْرَاسُ جَمْرًا ۞ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ قُدْرَتِكَ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْ
رَحْمَتِكَ وَاقْضِ اَجَلِيْ فِيْ طَاعَتِكَ وَاخْتِمْ لِيْ بِخَيْرِ عَمَلِيْ وَاجْعَلْ ثَوَابَهُ
الْجَنَّةَ ۞ اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ
الدُّنْيَا وَرَحِيْمَهَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ فَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ
رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ فُجَاءَةِ الْخَيْرِ وَاَعُوْذُ
بِكَ مِنْ فُجَاءَةِ الشَّرِّ ۞ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَعُوْدُ
السَّلَامُ اَسْاَلُكَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَنْ تَسْتَجِيْبَ لَنَا دَعْوَتَنَا وَاَنْ تُعْطِيَنَا
رَغْبَتَنَا وَاَنْ تُغْنِيَنَا عَمَّنْ اَغْنَيْتَهُ عَنَّا مِنْ خَلْقِكَ ۞ اَللّٰهُمَّ خِرْلِيْ
وَاخْتَرْلِيْ ۞ اَللّٰهُمَّ رَضِّنِيْ بِقَضَآئِكَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ مَا قُدِّرَ لِيْ حَتّٰى
لَآ اُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَآ اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ ۞ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ
اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ ۞ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ
فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ ۞ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوْا
وَاِذَآ اَسَآءُوا اسْتَغْفَرُوْا ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِيْ
بِهَا قَلْبِيْ وَتَجْمَعُ بِهَآ اَمْرِيْ وَتَلُمُّ بِهَا شَعْثِيْ وَتُصْلِحُ بِهَا دِيْنِيْ
وَتَقْضِيْ بِهَا دَيْنِيْ وَتَحْفَظُ بِهَا غَائِبِيْ وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِيْ وَتُبَيِّضُ
بِهَا وَجْهِيْ وَتُزَكِّيْ بِهَا عَمَلِيْ وَتُلْهِمُنِيْ بِهَا رُشْدِيْ وَتَرُدُّ بِهَآ
اُلْفَتِيْ وَتَعْصِمُنِيْ بِهَا مِنْ كُلِّ سُوْٓءٍ ۞ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ اِيْمَانًا لَّا
يَرْتَدُّ وَيَقِيْنًا لَّيْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ وَّرَحْمَةً اَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْفَوْزَ فِي الْقَضَاۤءِ وَنُزُلَ

الشُّهَدَاۤءِ وَعَيْشَ السُّعَدَاۤءِ وَمُرَافَقَةَ الْاَنْبِيَاۤءِ وَالنَّصْرَ عَلَى الْاَعْدَاۤءِ اِنَّكَ

سَمِيْعُ الدُّعَاۤءِ ۝ اَللّٰهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ رَأْيِيْ وَضَعُفَ عَنْهُ عَمَلِيْ

وَلَمْ تَبْلُغْهُ مُنْيَتِيْ وَمَسْأَلَتِيْ مِنْ خَيْرٍ وَعَدْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ

اَوْ خَيْرٍ اَنْتَ مُعْطِيْهِ اَحَدًا مِّنْ عِبَادِكَ فَاِنِّيْ اَرْغَبُ اِلَيْكَ فِيْهِ

وَاَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِيْ وَاِنْ

قَصُرَ رَأْيِيْ وَضَعُفَ عَمَلِيْ اِفْتَقَرْتُ اِلٰى رَحْمَتِكَ فَاَسْأَلُكَ يَا قَاضِيَ الْاُمُوْرِ

وَيَا شَافِيَ الصُّدُوْرِ كَمَا تُجِيْرُ بَيْنَ الْبُحُوْرِ اَنْ تُجِيْرَنِيْ مِنْ عَذَابِ

السَّعِيْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُوْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُوْرِ ۝ اَللّٰهُمَّ ذَا الْحَبْلِ

الشَّدِيْدِ وَالْاَمْرِ الرَّشِيْدِ اَسْأَلُكَ الْاَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ وَالْجَنَّةَ يَوْمَ

الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ الْمُوْفِيْنَ بِالْعُهُوْدِ

اِنَّكَ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ وَّاِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تُرِيْدُ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِيْنَ مُهْتَدِيْنَ

غَيْرَ ضَاۤلِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ سِلْمًا لِّاَوْلِيَاۤئِكَ وَحَرْبًا لِّاَعْدَاۤئِكَ نُحِبُّ

بِحُبِّكَ مَنْ اَحَبَّكَ وَنُعَادِيْ بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ مِنْ خَلْقِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ

هٰذَا الدُّعَاۤءُ وَعَلَيْكَ الْاِجَابَةُ وَهٰذَا الْجُهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ اَللّٰهُمَّ لَا

تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّلَا تَنْزِعْ مِنِّيْ صَالِحَ مَاۤ اَعْطَيْتَنِيْ ۝

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ لَسْتَ بِاِلٰهٍ اسْتَحْدَثْنَاهُ وَلَا بِرَبٍّ يَبِيْدُ ذِكْرُهٗ ابْتَدَعْنَاهُ وَلَا

عَلَيْكَ شُرَكَاۤءُ يَقْضُوْنَ مَعَكَ وَلَا كَانَ لَنَا قَبْلَكَ مِنْ اِلٰهٍ نَّلْجَاُ اِلَيْهِ

وَنَذَرُكَ وَلَا اَعَانَكَ عَلٰى خَلْقِنَا اَحَدٌ فَنُشْرِكَهٗ فِيْكَ تَبَارَكْتَ

وَتَعَالَيْتَ فَنَسْأَلُكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اغْفِرْ لِيْ ۞ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِيْ

وَاَنْتَ تَوَفّٰهَا لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَآ اِنْ اَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ

عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ وَاِنْ اَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا وَارْحَمْهَا ۞ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ بِالْعِلْمِ

وَزَيِّنِّيْ بِالْحِلْمِ وَاَكْرِمْنِيْ بِالتَّقْوٰى وَجَمِّلْنِيْ بِالْعَافِيَةِ ۞ اَللّٰهُمَّ لَا يُدْرِكُنِيْ

زَمَانٌ وَّلَا يُدْرِكُوْا زَمَانًا لَّا يُتَّبَعُ فِيْهِ الْعَلِيْمُ وَلَا يُسْتَحْيٰى فِيْهِ مِنَ الْحَلِيْمِ

قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الْاَعَاجِمِ وَاَلْسِنَتُهُمْ اَلْسِنَةُ الْعَرَبِ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَتَّخِذُ

عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِيْهِ فَاِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ اٰذَيْتُهٗٓ

اَوْ شَتَمْتُهٗٓ اَوْ جَلَدْتُّهٗٓ اَوْ لَعَنْتُهٗ فَاجْعَلْهَا لَهٗ صَلٰوةً وَّزَكٰوةً وَّقُرْبَةً

تُقَرِّبُهٗ بِهَآ اِلَيْكَ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَمِنَ الشِّقَاقِ

وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ

اَهْلِ النَّارِ وَمِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَّمِنْ شَرِّ

مَآ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ

وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ وَمِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ

وَاَنْ نَّقْتَرِفَ عَلٰٓى اَنْفُسِنَا سُوْٓءًا اَوْ نَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ اَوْ اَكْتَسِبَ

خَطِيْئَةً اَوْ ذَنْبًا لَّا تَغْفِرُهٗ وَمِنْ ضِيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۞

مناجاتِ مقبول بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ **پانچویں منزل بروز بدھ**

اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ تَمَامَ الْوُضُوْءِ
وَتَمَامَ الصَّلٰوةِ وَتَمَامَ رِضْوَانِكَ وَتَمَامَ مَغْفِرَتِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ
كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ ۝ اَللّٰهُمَّ غَشِّنِيْ بِرَحْمَتِكَ وَجَنِّبْنِيْ عَذَابَكَ ۝ اَللّٰهُمَّ
ثَبِّتْ قَدَمَيَّ يَوْمَ تَزِلُّ فِيْهِ الْاَقْدَامُ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُفْلِحِيْنَ ۝
اَللّٰهُمَّ افْتَحْ اَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِذِكْرِكَ وَاَتْمِمْ عَلَيْنَا نِعْمَتَكَ وَاَسْبِغْ عَلَيْنَا
مِنْ فَضْلِكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اٰتِنِيْ اَفْضَلَ
مَا تُؤْتِيْ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مُسْلِمًا وَّاَمِتْنِيْ مُسْلِمًا ۝ اَللّٰهُمَّ
عَذِّبِ الْكَفَرَةَ وَاَلْقِ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَخَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَاَنْزِلْ
عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ ۔ اَللّٰهُمَّ عَذِّبِ الْكَفَرَةَ اَهْلَ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ
يَجْحَدُوْنَ اٰيٰتِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيَتَعَدَّوْنَ
حُدُوْدَكَ وَيَدْعُوْنَ مَعَكَ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ عَمَّا
يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَاَصْلِحْهُمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ
وَاجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَثَبِّتْهُمْ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِكَ وَاَوْزِعْهُمْ
اَنْ يَّشْكُرُوْا نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وَاَنْ يُّوْفُوْا بِعَهْدِكَ الَّذِيْ
عَاهَدْتَّهُمْ عَلَيْهِ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اِلٰهَ الْحَقِّ سُبْحَانَكَ لَآ اِلٰهَ
غَيْرُكَ اِغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ عَمَلِيْ اِنَّكَ تَغْفِرُ الذُّنُوْبَ لِمَنْ تَشَآءُ
وَاَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ يَا غَفَّارُ اغْفِرْ لِيْ يَا تَوَّابُ تُبْ عَلَيَّ يَا رَحْمٰنُ ارْحَمْنِيْ

يَا عَفُوُّ اعْفُ عَنِّيْ يَا رَءُوْفُ ارْؤُفْ بِيْ يَا رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَطَوِّقْنِيْ حُسْنَ عِبَادَتِكَ يَا رَبِّ اَسْاَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ
كُلِّهٖ يَا رَبِّ افْتَحْ لِيْ بِخَيْرٍ وَّاخْتِمْ لِيْ بِخَيْرٍ وَّقِنِي السَّيِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ
يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ وَلَكَ
الشُّكْرُ كُلُّهٗ وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهٗ وَلَكَ الْخَلْقُ كُلُّهٗ بِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهٗ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ
كُلُّهٗ اَسْاَلُكَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ۔
اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزَنَ۔ اَللّٰهُمَّ بِحَمْدِكَ انْصَرَفْتُ وَبِذَنْبِيْ اعْتَرَفْتُ ۞ اَللّٰهُمَّ
اِلٰهِيْ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَاِلٰهَ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ
اَسْاَلُكَ اَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِيْ فَاِنِّيْ مُضْطَرٌّ وَّتَعْصِمَنِيْ فِيْ دِيْنِيْ فَاِنِّيْ
مُبْتَلًى وَّتَنَالَنِيْ بِرَحْمَتِكَ فَاِنِّيْ مُذْنِبٌ وَّتَنْفِيَ عَنِّي الْفَقْرَ فَاِنِّيْ مُتَمَسْكِنٌ ۞
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّآئِلِيْنَ عَلَيْكَ فَاِنَّ لِلسَّآئِلِ عَلَيْكَ حَقًّا
اَيُّمَا عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ مِّنْ اَهْلِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَقَبَّلْتَ دَعْوَتَهُمْ
وَاسْتَجَبْتَ دُعَآءَهُمْ اَنْ تُشْرِكَنَا فِيْ صَالِحِ مَا يَدْعُوْنَكَ فِيْهِ وَاَنْ تُشْرِكَهُمْ
فِيْ صَالِحِ مَا نَدْعُوْكَ فِيْهِ وَاَنْ تُعَافِيَنَا وَاِيَّاهُمْ وَاَنْ
تَقَبَّلَ مِنَّا وَمِنْهُمْ وَاَنْ تَجَاوَزَ عَنَّا وَعَنْهُمْ فَاِنَّا اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ
وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۞ اَللّٰهُمَّ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَاجْعَلْ
فِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِي الْاَعْلَيْنَ دَرَجَتَهٗ وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهٗ ۞
اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ مِنْ عِنْدِكَ وَاَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ وَاَسْبِغْ عَلَيَّ مِنْ
رَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ ۞ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَتُبْ عَلَيَّ

إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۞ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ تَوْفِيْقَ أَهْلِ الْهُدٰى
وَأَعْمَالَ أَهْلِ الْيَقِيْنِ وَمُنَاصَحَةَ أَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ أَهْلِ الصَّبْرِ
وَجِدَّ أَهْلِ الْخَشْيَةِ وَطَلَبَ أَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ أَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ
أَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰى أَلْقَاكَ ۞ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مَخَافَةً تَحْجُزُنِيْ عَنْ
مَعَاصِيْكَ حَتّٰى أَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا أَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰى أُنَاصِحَكَ
بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِّنْكَ وَحَتّٰى أُخْلِصَ لَكَ النَّصِيْحَةَ حَيَآءً مِّنْكَ وَحَتّٰى
أَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَحُسْنَ ظَنٍّ بِكَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ
اَللّٰهُمَّ لَا تُهْلِكْنَا فُجَآءَةً وَّلَا تَأْخُذْنَا بَغْتَةً وَّلَا تُغْفِلْنَا عَنْ حَقٍّ وَّلَا
وَصِيَّةٍ ۞ اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ. اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَاجْعَلْهُ لِيْ إِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ
مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِيْ
حُجَّةً يَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ اَللّٰهُمَّ اَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ
نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ اَتَقَلَّبُ فِيْ قَبْضَتِكَ وَاُصَدِّقُ بِلِقَآئِكَ وَاُوْمِنُ بِوَعْدِكَ اَمَرْتَنِيْ
فَعَصَيْتُ وَنَهَيْتَنِيْ فَاَتَيْتُ هٰذَا مَكَانُ الْعَآئِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ
سُبْحَانَكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ۞ اَللّٰهُمَّ لَكَ
الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَبِكَ الْمُسْتَغَاثُ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا
بِاللّٰهِ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا
نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نُزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ يُظْلَمَ عَلَيْنَا اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ

عَلَيْنَا أَوْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ أَضَاءَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَأَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ أَنْ تُحِلَّ عَلَيَّ غَضَبَكَ وَتُنْزِلَ عَلَيَّ سَخَطَكَ وَلَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ. اَللّٰهُمَّ وَاقِيَةً كَوَاقِيَةِ الْوَلِيْدِ۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْأَعْمَيَيْنِ السَّيْلِ وَالْبَعِيْرِ الصَّئُوْلِ ۞

مُناجاتِ مقبول بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ چھٹی منزل بروز جمعرات

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيِّكَ وَإِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيِّكَ وَعِيْسٰى رُوْحِكَ وَكَلِمَتِكَ وَبِكَلَامِ مُوْسٰى وَإِنْجِيْلِ عِيْسٰى وَزَبُوْرِ دَاوٗدَ وَفُرْقَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِكُلِّ وَحْيٍ أَوْحَيْتَهُ أَوْ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ أَوْ سَائِلٍ أَعْطَيْتَهُ أَوْ فَقِيْرٍ أَغْنَيْتَهُ أَوْ غَنِيٍّ أَفْقَرْتَهُ أَوْ ضَالٍّ هَدَيْتَهُ وَأَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِيْ وَضَعْتَهُ عَلَى الْأَرْضِ فَاسْتَقَرَّتْ وَعَلَى السَّمٰوٰتِ فَاسْتَقَلَّتْ وَعَلَى الْجِبَالِ فَرَسَتْ وَأَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي اسْتَقَرَّ بِهٖ عَرْشُكَ وَأَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الْمُطَهَّرِ الْمُنَزَّلِ فِيْ كِتَابِكَ مِنْ لَّدُنْكَ وَبِاسْمِكَ الَّذِيْ وَضَعْتَهُ عَلَى النَّهَارِ فَاسْتَنَارَ وَعَلَى اللَّيْلِ فَأَظْلَمَ وَبِعَظَمَتِكَ وَكِبْرِيَائِكَ وَبِنُوْرِ وَجْهِكَ أَنْ تَرْزُقَنِيَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ وَتُخَلِّطَهُ بِلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَتَسْتَعْمِلَ بِهٖ جَسَدِيْ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ فَإِنَّهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ. اَللّٰهُمَّ لَا تُؤْمِنَّا مَكْرَكَ وَلَا تُنْسِنَا ذِكْرَكَ وَلَا تَهْتِكْ عَنَّا سِتْرَكَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْغَافِلِيْنَ ۞ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ تَعْجِيْلَ عَافِيَتِكَ وَدَفْعَ بَلَائِكَ وَخُرُوْجًا مِّنَ الدُّنْيَا إِلٰى رَحْمَتِكَ يَا مَنْ يَّكْفِيْ عَنْ كُلِّ

أَحَدٍ وَّلَا يَكْفِيْ مِنْهُ أَحَدٌ يَا أَحَدَ مَنْ لَّا أَحَدَ لَهٗ يَا سَنَدَ مَنْ لَّا
سَنَدَ لَهٗ انْقَطَعَ الرَّجَاءُ إِلَّا مِنْكَ نَجِّنِيْ مِمَّا أَنَا فِيْهِ وَأَعِنِّيْ عَلٰى مَا
أَنَا عَلَيْهِ مِمَّا نَزَلَ بِيْ بِجَاهِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْكَ اٰمِيْنَ ۞
اَللّٰهُمَّ احْرُسْنِيْ بِعَيْنِكَ الَّتِيْ لَا تَنَامُ وَاكْنُفْنِيْ بِرُكْنِكَ الَّذِيْ لَا يُرَامُ
وَارْحَمْنِيْ بِقُدْرَتِكَ عَلَيَّ فَلَا أَهْلِكَ وَأَنْتَ رَجَائِيْ فَكَمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ أَنْعَمْتَ
بِهَا عَلَيَّ قَلَّ لَكَ بِهَا شُكْرِيْ وَكَمْ مِّنْ بَلِيَّةٍ ابْتَلَيْتَنِيْ بِهَا قَلَّ لَكَ بِهَا
صَبْرِيْ فَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعْمَتِهٖ شُكْرِيْ فَلَمْ يَحْرِمْنِيْ وَيَا مَنْ قَلَّ
عِنْدَ بَلِيَّتِهٖ صَبْرِيْ فَلَمْ يَخْذُلْنِيْ وَيَا مَنْ رَّاٰنِيْ عَلَى الْخَطَايَا فَلَمْ
يَفْضَحْنِيْ ۞ يَا ذَا الْمَعْرُوْفِ الَّذِيْ لَا يَنْقَضِيْ أَبَدًا وَّيَا ذَا النَّعْمَاءِ
الَّتِيْ لَا تُحْصٰى أَبَدًا أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَّبِكَ أَدْرَأُ فِيْ نُحُوْرِ الْأَعْدَاءِ وَالْجَبَابِرَةِ ۞ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى دِيْنِيْ بِالدُّنْيَا وَعَلٰى
اٰخِرَتِيْ بِالتَّقْوٰى وَاحْفَظْنِيْ فِيْمَا غِبْتُ عَنْهُ وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ فِيْمَا
حَضَرْتُهٗ يَا مَنْ لَّا تَضُرُّهُ الذُّنُوْبُ وَلَا تَنْقُصُهُ الْمَغْفِرَةُ هَبْ لِيْ مَا لَا
يَنْقُصُكَ وَاغْفِرْ لِيْ مَا لَا يَضُرُّكَ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ أَسْأَلُكَ فَرَجًا
قَرِيْبًا وَّصَبْرًا جَمِيْلًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّالْعَافِيَةَ مِنْ جَمِيْعِ الْبَلَاءِ وَأَسْأَلُكَ
تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَأَسْأَلُكَ دَوَامَ الْعَافِيَةِ وَأَسْأَلُكَ الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ وَأَسْأَلُكَ
الْغِنٰى عَنِ النَّاسِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۞ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ
أَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ غَيْرَ ضَالٍّ

وَّلَا مُضِلٍّ ۞ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الْمُنْتَخَبِيْنَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ الْوَفْدِ
الْمُتَقَبَّلِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْاَلُكَ نَفْسًا بِكَ مُطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَآئِكَ وَتَرْضٰى
بِقَضَآئِكَ وَتَقْنَعُ بِعَطَآئِكَ ۞ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَآئِمًا مَّعَ دَوَامِكَ
وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا خَالِدًا مَّعَ خُلُوْدِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَّا مُنْتَهٰى لَهٗ دُوْنَ
مَشِيَّتِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَّا يُرِيْدُ قَآئِلُهٗٓ اِلَّا رِضَاكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا
عِنْدَ كُلِّ طَرْفَةِ عَيْنٍ وَّتَنَفُّسِ كُلِّ نَفَسٍ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقَلْبِيْٓ اِلٰى دِيْنِكَ
وَاحْفَظْ مِنْ وَّرَآئِنَا بِرَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنِيْٓ اَنْ اَزِلَّ وَاهْدِنِيْٓ اَنْ اَضِلَّ ۞
اَللّٰهُمَّ كَمَا حُلْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ قَلْبِيْ فَحُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الشَّيْطٰنِ وَعَمَلِهٖ
اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ فَضْلِكَ وَلَا تَحْرِمْنَا رِزْقَكَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا
رَزَقْتَنَا وَاجْعَلْ غِنَآءَنَا فِيْٓ اَنْفُسِنَا وَاجْعَلْ رَغْبَتَنَا فِيْمَا عِنْدَكَ ۞ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَكَفَيْتَهٗ وَاسْتَهْدَاكَ فَهَدَيْتَهٗ
وَاسْتَنْصَرَكَ فَنَصَرْتَهٗ ۞ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِيْ خَشْيَتَكَ
وَذِكْرَكَ وَاجْعَلْ هِمَّتِيْ وَهَوَايَ فِيْمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى اَللّٰهُمَّ وَمَا ابْتَلَيْتَنِيْ
بِهٖ مِنْ رَخَآءٍ وَّشِدَّةٍ فَمَسِّكْنِيْ بِسُنَّةِ الْحَقِّ وَشَرِيْعَةِ الْاِسْلَامِ ۞
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْاَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فِي الْاَشْيَآءِ كُلِّهَا وَالشُّكْرَ لَكَ عَلَيْهَا
حَتّٰى تَرْضٰى وَبَعْدَ الرِّضٰى الْخِيَرَةَ فِيْ جَمِيْعِ مَا يَكُوْنُ فِيْهِ الْخِيَرَةُ
وَلِجَمِيْعِ مَيْسُوْرِ الْاُمُوْرِ كُلِّهَا لَا بِمَعْسُوْرِهَا يَا كَرِيْمُ ۞ اَللّٰهُمَّ فَالِقَ
الْاِصْبَاحِ وَجَاعِلَ الَّيْلِ سَكَنًا وَّالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ حُسْبَانًا قَوِّنِيْ عَلٰى
الْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِكَ ۞ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ فِيْ بَلَآئِكَ وَصَنِيْعِكَ اِلٰى خَلْقِكَ

وَلَكَ الْحَمْدُ فِيْ بَلَآئِكَ وَصَنِيْعِكَ اِلٰى اَهْلِ بُيُوْتِنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِيْ بَلَآئِكَ وَصَنِيْعِكَ اِلٰى اَنْفُسِنَا خَاصَّةً وَّلَكَ الْحَمْدُ بِمَا هَدَيْتَنَا وَلَكَ الْحَمْدُ بِمَآ اَكْرَمْتَنَا وَلَكَ الْحَمْدُ بِمَا سَتَرْتَنَا وَلَكَ الْحَمْدُ بِالْقُرْاٰنِ وَلَكَ الْحَمْدُ بِالْاَهْلِ وَالْمَالِ وَلَكَ الْحَمْدُ بِالْمُعَافَاةِ وَلَكَ الْحَمْدُ حَتّٰى تَرْضٰى وَلَكَ الْحَمْدُ اِذَا رَضِيْتَ يَآ اَهْلَ التَّقْوٰى وَاَهْلَ الْمَغْفِرَةِ ۞

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِيْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَالْفِعْلِ وَالنِّيَّةِ وَالْهُدٰى اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ خَلِيْلٍ مَّاكِرٍ عَيْنَاهُ تَرَيَانِيْ وَقَلْبُهٗ يَرْعَانِيْ اِنْ رَّاٰى حَسَنَةً دَفَنَهَا وَاِنْ رَّاٰى سَيِّئَةً اَذَاعَهَا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُؤْسِ وَالتَّبَاؤُسِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النِّسَآءِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ تَصُدَّ عَنِّيْ وَجْهَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ يُّخْزِيْنِيْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ يُّؤْذِيْنِيْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ اَمَلٍ يُّلْهِيْنِيْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ فَقْرٍ يُّنْسِيْنِيْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ غِنًى يُّطْغِيْنِيْ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مَّوْتِ الْهَمِّ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ مَّوْتِ الْغَمِّ ۞

مُناجاتِ مقبول — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — ساتویں منزل بروز جمعہ

يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ اَللّٰهُمَّ يَا كَبِيْرُ يَا سَمِيْعُ يَا بَصِيْرُ يَا مَنْ لَّا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَيَا خَالِقَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْمُنِيْرِ وَيَا عِصْمَةَ الْبَآئِسِ الْخَآئِفِ الْمُسْتَجِيْرِ وَيَا رَازِقَ الطِّفْلِ الصَّغِيْرِ وَيَا جَابِرَ الْعَظْمِ

الْكَسِيْرِ اَدْعُوْكَ دُعَآءَ الْبَآئِسِ الْفَقِيْرِ كَدُعَآءِ الْمُضْطَرِّ الضَّرِيْرِ
اَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَبِمَفَاتِيْحِ الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ
وَبِالْاَسْمَآءِ الثَّمَانِيَةِ الْمَكْتُوْبَةِ عَلٰى قَرْنِ الشَّمْسِ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ
رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَجَلَآءَ حُزْنِيْ ۞ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا كَذَا وَكَذَا يَا مُوْنِسَ
كُلِّ وَحِيْدٍ وَّيَا صَاحِبَ كُلِّ فَرِيْدٍ وَّيَا قَرِيْبًا غَيْرَ بَعِيْدٍ وَّيَا شَاهِدًا غَيْرَ
غَآئِبٍ وَّيَا غَالِبًا غَيْرَ مَغْلُوْبٍ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
يَا نُوْرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَا زَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
يَا عِمَادَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَا قَيَّامَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ وَمُنْتَهٰى
الْعَآئِذِيْنَ وَالْمُفَرِّجُ عَنِ الْمَكْرُوْبِيْنَ وَالْمُرَوِّحُ عَنِ الْمَغْمُوْمِيْنَ وَمُجِيْبَ
دُعَآءِ الْمُضْطَرِّيْنَ وَيَا كَاشِفَ الْمَكْرُوْبِ يَآ اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ وَيَآ اَرْحَمَ
الرّٰحِمِيْنَ مَنْزُوْلٌ بِكَ كُلُّ حَاجَةٍ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ خَلَّاقٌ عَظِيْمٌ اِنَّكَ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اِنَّكَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ
الْبَرُّ الْجَوَادُ الْكَرِيْمُ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاسْتُرْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ
وَارْفَعْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَلَا تُضِلَّنِيْ وَاَدْخِلْنِيَ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔
اِلَيْكَ رَبِّ فَحَبِّبْنِيْ وَفِيْ نَفْسِيْ لَكَ فَذَلِّلْنِيْ وَفِيْٓ اَعْيُنِ النَّاسِ فَعَظِّمْنِيْ
وَمِنْ سَيِّئِ الْاَخْلَاقِ فَجَنِّبْنِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ سَاَلْتَنَا مِنْ اَنْفُسِنَا
مَا لَا نَمْلِكُهٗ اِلَّا بِكَ فَاَعْطِنَا مِنْهَا مَا يُرْضِيْكَ عَنَّا ۞ اَللّٰهُمَّ
اِنِّيْٓ اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا دَآئِمًا وَّاَسْأَلُكَ قَلْبًا خَاشِعًا وَّاَسْأَلُكَ يَقِيْنًا

صَادِقًا وَّاَسْأَلُكَ دِيْنًا قَيِّمًا وَّاَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ مِنْ كُلِّ
بَلِيَّةٍ وَّاَسْأَلُكَ دَوَامَ الْعَافِيَةِ وَاَسْأَلُكَ الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ
وَاَسْأَلُكَ الْغِنٰى عَنِ النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا
تُبْتُ اِلَيْكَ مِنْهُ ثُمَّ عُدْتُّ فِيْهِ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَآ اَعْطَيْتُكَ
مِنْ نَّفْسِىْ ثُمَّ لَمْ اُوْفِ لَكَ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِلنِّعَمِ الَّتِىْ
تَقَوَّيْتُ بِهَا عَلٰى مَعْصِيَتِكَ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِكُلِّ خَيْرٍ اَرَدْتُّ بِهٖ وَجْهَكَ
فَخَالَطَنِىْ فِيْهِ مَا لَيْسَ لَكَ اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِىْ فَاِنَّكَ بِىْ عَالِمٌ وَّلَا
تُعَذِّبْنِىْ فَاِنَّكَ عَلَىَّ قَادِرٌ ۞ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ
الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِىْ كُلَّ مُهِمٍّ مِّنْ حَيْثُ شِئْتَ
وَمِنْ اَيْنَ شِئْتَ حَسْبِىَ اللّٰهُ لِدِيْنِىْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لِدُنْيَاىَ حَسْبِىَ
اللّٰهُ لِمَآ اَهَمَّنِىْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لِمَنْ بَغٰى عَلَىَّ حَسْبِىَ اللّٰهُ لِمَنْ حَسَدَنِىْ
حَسْبِىَ اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنِىْ بِسُوْٓءٍ حَسْبِىَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ حَسْبِىَ
اللّٰهُ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ فِى الْقَبْرِ حَسْبِىَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَسْبِىَ اللّٰهُ عِنْدَ
الصِّرَاطِ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيْمِ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَسْأَلُكَ ثَوَابَ الشَّاكِرِيْنَ وَنُزُلَ الْمُقَرَّبِيْنَ
وَمُرَافَقَةَ النَّبِيِّيْنَ وَيَقِيْنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَذِلَّةَ الْمُتَّقِيْنَ وَاِخْبَاتَ
الْمُوْقِنِيْنَ حَتّٰى تَوَفَّانِىْ عَلٰى ذٰلِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ
اَسْأَلُكَ بِنِعْمَتِكَ السَّابِقَةِ عَلَىَّ وَبَلَآئِكَ الْحَسَنِ الَّذِى ابْتَلَيْتَنِىْ
بِهٖ وَفَضْلِكَ الَّذِىْ فَضَّلْتَ عَلَىَّ اَنْ تُدْخِلَنِى الْجَنَّةَ بِمَنِّكَ وَفَضْلِكَ

وَرَحْمَتِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا دَآئِمًا وَّهُدًى قَيِّمًا وَّعِلْمًا
نَافِعًا ۝ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِفَاجِرٍ عِنْدِيْ نِعْمَةً اُكَافِئُهٗ بِهَا فِي
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ خُلُقِيْ وَطَيِّبْ
لِيْ كَسْبِيْ وَقَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَلَا تُذْهِبْ طَلَبِيْ اِلٰى شَيْءٍ صَرَفْتَهٗ
عَنِّيْ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَجِيْرُكَ مِنْ جَمِيْعِ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْتَ وَاَحْتَرِسُ
بِكَ مِنْهُنَّ وَاجْعَلْ لِّيْ عِنْدَكَ وَلِيْجَةً وَّاجْعَلْ لِيْ عِنْدَكَ زُلْفٰى
وَحُسْنَ مَاٰبٍ وَّاجْعَلْنِيْ مِمَّنْ يَّخَافُ مَقَامَكَ وَوَعِيْدَكَ وَيَرْجُوْا لِقَآءَكَ
وَاجْعَلْنِيْ مِمَّنْ يَّتُوْبُ اِلَيْكَ تَوْبَةً نَّصُوْحًا وَّاَسْأَلُكَ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا
وَّعِلْمًا نَّجِيْحًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ
اَسْأَلُكَ فَكَاكَ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ
وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى ۝
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا
لَآ اَعْلَمُ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَّدْعُوَ عَلَيَّ رَحِمٌ قَطَعْتُهَا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْ شَرِّ مَنْ يَّمْشِيْ
عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى اَرْبَعٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ
مِنِ امْرَاَةٍ تُشَيِّبُنِيْ قَبْلَ الْمَشِيْبِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّلَدٍ
يَّكُوْنُ عَلَيَّ وَبَالًا وَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مَّالٍ يَّكُوْنُ عَلَيَّ عَذَابًا۔
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّكِّ فِي الْحَقِّ بَعْدَ الْيَقِيْنِ
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ يَوْمِ الدِّيْنِ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مَّوْتِ الْفُجَآءَةِ وَمِنْ لَدْغِ الْحَيَّةِ

وَمِنَ السَّبُعِ وَمِنَ الْغَرَقِ وَمِنَ الْحَرَقِ وَمِنْ اَنْ اَخِرَّ عَلٰى شَیْءٍ

وَّمِنَ الْقَتْلِ عِنْدَ فِرَارِ الزَّحْفِ۝

ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْدَ الْخَتْمِ وَتَقَبَّلْ هٰذِهِ الدَّعْوَاتِ فِیْ حَقِّ مُحَمَّدْ اَشْرَفْ عَلِیْ

وَعَبْدِ الْوَاسِعْ وَمُحَمَّدْ مُصْطَفٰی وَمُحَمَّدْ عَلِیْ شَبِّیْرْ عَلِیْ وَخَلِیْلْ اَحْمَدْ

وَعَبْدِ الْمُقِيْم وَغُلَامْ سَرْوَرْ وَمُحَمَّدْ اِسْحٰقْ وَجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِ الْكَائِنَاتِ وَاَكْرَمِ الْمَخْلُوْقَاتِ صَلٰوةً تَسْبِقُ الْغَايَاتِ ؕ

تمت بحمد الله الذی بنعمته تتم الصالحات

❀❀❀

نَیلُ الشِّفَاءِ بِنَعْلِ المُصْطَفیٰ

حضرت حکیم الاُمّت مُجدّد الملّت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العُلوم القرآنیۃ، واقف الاُسرار الفرقانیۃ،
رأس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاُسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مَوْلَانَا مُحَمَّدْ اَشْرَفْ عَلِی التّھَانَوِی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

نَیلُ الشِّفَا بِنَعْلِ الْمُصْطَفٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ!

یہ ناچیز اشرف علی عرض کرتا ہے کہ ان دنوں ہم لوگوں کے کثرتِ معاصی سے جو کچھ ہجوم بلیات صوریہ ومعنویہ ہے ظاہر ہے اس کا علاج بجز اصلاحِ اعمال وتوبہ و استغفار کے کچھ نہیں ہے مگر ہم لوگوں کے قلب وزباں کی جو کیفیت ہے، معلوم ہے البتہ اگر کوئی وسیلہ قوی ہو تو اس کی برکت سے حضورِ قلب بھی میسر ہوسکتا ہے اور اُمید قبول بھی قریب ہے۔ من جملہ ان وسائل کے بتجربہ بزرگانِ دین نقشہ نعل مقدس حضور سرور عالم فخر آدم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت قوی البرکت سریع الاثر پایا گیا ہے۔ اس لیے اسلامی خیر خواہی باعث اس کی ہوئی کہ تمثال خیر النعال صلی اللہ علیہ وسلم صاحبہٖ فوق عدد الرمال حسب روایت امام زین العابدین عراقی محدث مسلمانوں کی نذر کی جائے کہ اپنے پاس رکھ کر برکات حاصل کریں اور اس کے توسل سے اپنی حاجات ومعروضات جناب باری تعالیٰ میں قبول کرائیں۔

اس نقشۂ شریف کے آثار وخواص وفضائل کو کون شمار میں لاسکتا ہے مگر اس مقام پر نہایت اختصار کے ساتھ کتب معتبرہ علمائے محدثین ومحققین سے چند برکات اور کچھ ابیات مشتمل بر ذوق وشوق نقل کیے جاتے ہیں کہ جن کے پڑھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعشق اور محبت پیدا ہو اور بوجہ غلبۂ محبت بلا تکلف آپ کا اتباع نصیب ہو جو اصل مقصود اور سرمایۂ نجات دنیوی واُخروی ہے۔

طریق توسل

بہتر یہ ہے کہ آخر شب میں اُٹھ کر وضو کر کے تہجد جس قدر ہو سکے پڑھے۔ اس کے بعد گیارہ بار دُرود شریف، گیارہ بار کلمہ طیبہ اور گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی میں جس مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشۂ نعل شریف کو سر پر لیے ہوں ان کا ادنیٰ درجے کا غلام ہوں۔ الٰہی اس نسبت غلامی پر نظر فرما کر بہ برکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرمائیے مگر خلافِ شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے، پھر سر پر سے اس کو اُتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو بہ محبت بوسہ دے۔ اشعار ذوق وشوق بغرضِ ازدیادِ عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عجیب کیفیت پائے گا۔

بعض آثار وخواص نقشہ نعل شریف

علامہ محدث حافظ تلمسانی کتاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں فرماتے ہیں کہ اس نقشہ شریف کے منافع ایسے کھلم کھلا ہیں کہ بیان کی حاجت نہیں۔ من جملہ اُن کے ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے ایک طالب علم کے لیے نقشہ بنوا دیا تھا، وہ میرے پاس ایک روز آ کر کہنے لگا کہ میں نے شب گزشتہ میں اس کی عجیب برکت دیکھی کہ میری بی بی کے اتفاقاً ایسا سخت درد ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہوگئی۔ میں نے یہ نقشہ شریف درد کی جگہ رکھ کر عرض کیا کہ یا الٰہی! مجھ کو صاحب نعل شریف کی برکت دکھلایئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفا عنایت فرمائی۔ قاسم بن محمد کا قول ہے کہ اس کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص اس کو تبرکاً اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم سے دُشمنوں کے غلبہ سے، شیطان سرکش سے، حاسد کی نظر بد سے امن وامان میں رہے اور اگر حاملہ عورت دردِ زِہ کی شدت کے وقت اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے بفضلہٖ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو۔ شیخ ابن حبیب النبی روایت فرماتے ہیں کہ ان کے ایک دُمل نکلا کہ کسی کی

سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ نہایت سخت درد ہوا، کسی طبیب کی سمجھ میں اس کی دوا نہ آئی۔ انہوں نے یہ نقش شریف درد کی جگہ رکھ لیا۔ معاً ایسا سکون ہوگیا کہ گویا کبھی درد ہی نہ تھا، ایک اثر خود میرا (یعنی صاحب فتح المتعال کا) مشاہدہ کیا ہوا ہے کہ ایک بار سفر دریائے شور کا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ ایسی حالت ہوئی کہ سب ہلاکت کے قریب ہوگئے۔ کسی کو بچنے کی اُمید نہ تھی۔ میں نے یہ نقشہ ناخدا کے پاس بھیج دیا کہ اس سے توسل کرے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے عافیت عطا فرمائی اور محمد ن الجزری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جو شخص اس نقش شریف کو اپنے پاس رکھے خلائق میں مقبول رہے اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو اور یہ نقش شریف جس لشکر میں ہو اس کو شکست نہ ہو اور جس قافلے میں ہو لوٹ مار سے محفوظ رہے جس اسباب میں ہو، چوروں کا اس پر قابو نہ چلے جس کشتی میں ہو، غرق سے بچے اور جس حاجت میں اس سے توسل کریں وہ پوری ہو، یہ تمام مضامین کتاب "**القول السّدید فی ثبوت استبراک نعل سیّد الاحرار والعبید**" سے نقل کیے گئے ہیں اور کتاب "**المرتجی بالقبول فی خدمة قدم الرسول**" میں علمائے محققین وصلحائے معتبرین سے بہت آثار وخواص و حکایات نقل کیے ہیں جس کو شوق ہو دیکھ لے۔ اب چند اشعار شوقیہ مع ترجمے کے لکھے جاتے ہیں کہ ان کو پڑھ کر سمجھ کر اپنے شوق ومحبت کو بڑھا دیں۔

قال الامام ابوالخیر محمد بن محمد الجزری علیہ الرحمة

یَا　طَالِبًا　تِمْثَالَ　نَعْلِ　نَبِیِّهٖ
اے طلب کرنے والے نقش نعل شریف اپنے نبی کے
هَاقَدْ　وَجَدْتَّ　اِلَی　اللِّقَآءِ　سَبِیْلاً
آگاہ ہو جا تحقیق پالیا تو نے اس کے ملنے کا راستہ

فَاجْعَلْهُ فَوْقَ الرَّأْسِ وَاخْضَعَنْ لَهٗ
پس رکھ اس کو سر پر اور خضوع کر اس کیلئے
وَتَغَالَ فِیْهِ وَاَوْلِهِ التَّقْبِیْلاً
اور مبالغہ کو خضوع میں اور پیاپے اس کو بوسے دے
مَنْ یَدَّعِی الْحُبَّ الصَّحِیْحَ فَاِنَّهٗ
جو شخص دعویٰ کرے سچی محبت کا پس بے شک وہ
یُثْبِتُ عَلٰی مَا یَدَّعِیْهِ دَلِیْلاً
قائم کرتا ہے اپنے دعویٰ پر دلیل کو

عن السید محمد الجمازی الحسینی المالکی

لَمَّا رَأَیْتُ مِثَالَ نَعْلِ الْمُصْطَفٰی
جب دیکھا میں نے نقشہ نعل شریف حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا
اَلْمُسْنَدَ الْوَضْعِ الصَّحِیْحِ مُعَرَّفًا
جس کی وضع سند صحیح سے بتلائی ہوئی ہے
فَمَسَحْتُ وَجْهِیْ بِالْمِثَالِ تَبَرُّکًا
تو میں نے مل لیا اپنے چہرے پر اُس نقشے کو واسطے برکت کے
فَشُفِیْتُ مِنْ وَّقْتِیْ وَکُنْتُ عَلَی الشَّفَا
سو مجھ کو اسی وقت شفا ہوگئی حالانکہ میں قریب بہ ہلاکت ہوگیا تھا
وَظَفِرْتُ بِالْمَطْلُوْبِ مِنْ م بَرَکَاتِهٖ
اور پہنچ گیا میں مطلب کو اس کی برکتوں سے
وَوَجَدْتُ فِیْهِ مَآ اُرِیْدُ مِنَ الصَّفَا
اور پایا میں نے اس میں جو کچھ میں چاہتا تھا صفائی سے

سوال: خاکسار کا قصد ہے کہ محض نقشۂ نعل شریف جو زادُ السعید میں شامل ہے علیحدہ طبع کرا کے افادۂ عام کی غرض سے صاحبانِ ضرورت کو تقسیم کروں؟

الجواب: تجربہ و تامل سے اس کا انجام عوام کے لیے اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ بہت جلد غلو و بدعت میں مبتلا ہو جائیں گے، مجھ کو زادُ السعید میں شائع ہونا بھی مصلحت معلوم نہیں ہوا مگر خیر وہ ایک کتاب ہے اس میں عبارت بھی موجود ہے۔ اس سے انسدادِ مفسدہ کا ممکن ہے اور صرف نقشہ کی اشاعت میں غلو کا احتمال زیادہ ہے۔ فقط

پھر رنگون کے بعض دولت مند مسلمانوں نے نیل الشفاء میں یہ نقشہ اور اس کے فضائل اور خواص اور طریق توسل دیکھ کر نعل مبارک کے نقشے کو علیحدہ کاغذ پر بہت خوبصورت اور خوش وضع چھپوایا اور نقشہ نعل مبارک پر کچھ عبارتیں اور کلمات متبرکہ بھی چھپوا دیئے۔ اس پر بعض اہل علم اور دردمندانِ شریعت کو کچھ شبہات پیش آئے اور اہل افراط و تفریط کی جانب سے نامناسب لہجہ میں خدشات کا اظہار کیا گیا۔

کسی بزرگ نے ان شبہات و خدشات کو بصورت سوال لکھ کر حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی (رحمہ اللہ) کی خدمت بابرکت میں بھیج دیا۔ حضرت مولانا نے ۱۳۴۱ھ میں اس سوال کا جواب ارشاد فرمایا تھا وہ النور نمبر ۹ جلد سوم بابت محرم ۱۳۴۲ھ کے صفحہ نمبر ۹ میں شائع ہو چکا ہے اور اس کے متعلق مفصل خط و کتابت اور مکرر سوال و جواب کی تفصیل رسالۂ ''**اتمام المقال فی بعض احکام التمثال**'' میں مستقلاً شائع کر دی گئی ہے جس کا خلاصہ اور نتیجہ حضرت ہی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے۔

یہ تو طالب علمانہ کلام ہے جس میں جانبین کو بہت وسعت ہے۔ ہر جواب پر شبہ اور ہر شبہ کا جواب ہو سکتا ہے لیکن شیخ شیرازی کا ارشاد یاد آتا ہے۔

ندانی کہ مارا سرِ جنگ نیست وگرنہ مجالِ سخن تنگ نیست

اس لیے مناظرانہ کلام کو بند کر کے ناظرانہ عرض کرتا ہوں کہ گو احتیاطی تحریرات میں ہمیشہ شائع کرتا رہا۔ چنانچہ مکتوبات خبرت کے حصہ سوم بابت ۴۲ھ کے صفحہ ۱۵ میں بھی ایک صاف

مضمون ہے مگر مسئلہ میں تردد نہ ہوا تھا۔ پھر اس کے ساتھ عوام کے اختلاق اہواء سے جس سے میرا ذہن خالی تھا مصالح دینیہ اسی کو مقتضی ہیں کہ بحکم "دَع مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَالَا یُرِیْبُکَ" (الحدیث) اپنے رسالۂ نیل الشفاء سے رجوع کرتا ہوں اور کوئی درجہ تسبب الضرر کا اگر واقع ہو گیا ہو اس سے استغفار اور کسی عاشق صادق کے اس فیصلہ کا استحضار اور تکرار کرتا ہوں۔

علی اننی راض بان احمل الھوی　　واخلص منه لا علی ولا لیا

والسلام

اگر ممکن ہو کم از کم اس مضمون کو مکملاً یا ملخصاً جلدی شائع فرما دیں پھر خواہ مستقلاً وھو اولیٰ...... یا اخبار میں

۴؍جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ　　　　اشرف علی

ضروری توضیح

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے رسالہ نیل الشفاء سے اس اعلان رجوع کا مطلب یہ ہے کہ رسالہ نیل الشفاء سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ نقشۂ نعل شریف سے استبراک وتوسل کی مسلمانوں کو تلقین وترغیب اور نقشہ کی تشہیر واشاعت کی تحریص مقصود ہے۔ اب حضرت مولانا دام فیضہم نے عوام کے تجاوز عن الحد اور غلو کو مدنظر رکھ کر استبراک و توسل کی ترغیب اور تشہیر واشاعت کی تلقین سے رجوع فرمالیا ہے۔ رہا کسی عاشق صادق اور مجذوب محبت کا والہانہ طرزِ عمل تو وہ بجائے خود مذموم نہیں بلکہ مسکوت عنہ ہے۔ اسی طرح نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہو جانے کا جو ذکر ہے اس کا حاصل بھی بجائے جزم جواز سابق کے عدم جزم جواز ہے نہ کہ جزم عدم جواز۔ پس عشاق پر طعن نہ کیا جائے۔

حضرت مولانا کے اعلان رجوع سے کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ اس نظریہ سے یہ ضروری توضیح کر دی گئی اور حضرت مولانا کی اجازت سے شائع کی گئی۔

(مفتی) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ..... دہلی۔

قَالَ فِی التُّحفَة الرَّسُوْلِیَّةِ

ہرکہ بقر طاسِ مثالش کشد تاجِ دش آں راہسر خود نہد
فتح و ظفر یا بد و گردد عزیز نورِ دل افزاید و عقل و تمیز
آتشِ سوزندہ نسوزدورا سوزنِ سیلاب ندوزدورا
ازہمہ آفات سلامت بود روزِ قیامت بکرا مت بود
وانکہ بخانہ نہدش باادب غم رود از خانہ و آید طرب
ہرکہ بہ بیند بدلش برنہد شجرۂ اُمید ورا بر دہد
می کشم ایں جابہ تبرک مثال تاشود ایں نسخہ گرامی مقال

ضروری عرض

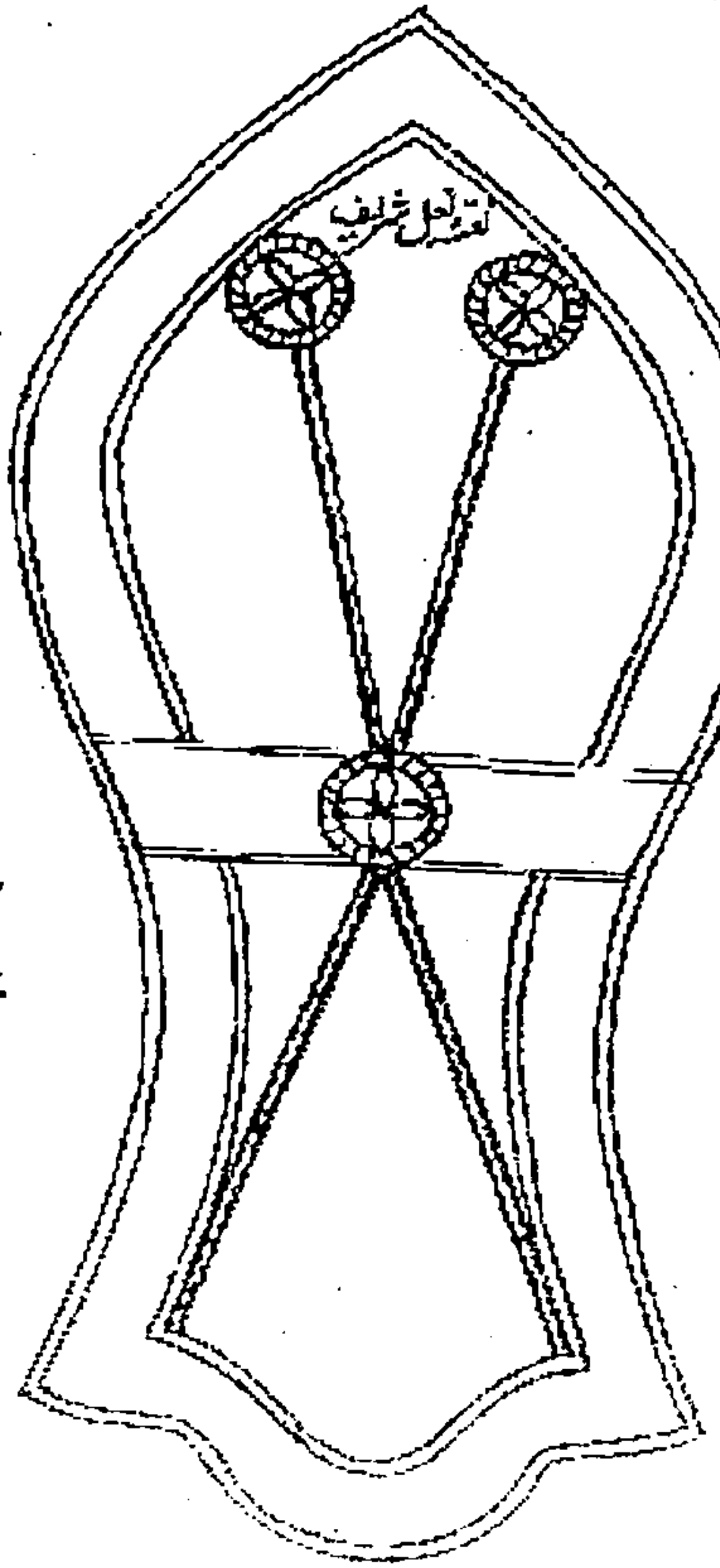
اس نقشہ شریف کوادب واحتیاط سے رکھیں مگرایسا غلونہ کریں کہ خلافِ شرع کوئی بات ہوجائے اوراس کووسیلۂ برکت ومحبت سمجھیں۔ یہ نہیں کہ تمام احکام دین واعمال خیرکورُخصت کرکے اس پراکتفا کریں۔ "وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی"

ضروری توضیح وتنبیہ متعلقہ رسالہ

نَیْلُ الشِّفَا بِنَعْلِ الْمُصْطَفٰی

بعدالحمد والصلوٰۃ رسالہ نیل الشفاء میں سے نقشہ نعل مبارک اورطریقِ توسل کوبعض حضرات نے مستقل شائع کرنا چاہااورحضرت مصنف دامت برکاتہم سے اس کی اجازت چاہی تو حضرت والا نے اس سے منع فرمایا۔ یہ خط اور جواب مکتوبات خبرت حصہ سوم سے نقل کیا جا تاہے۔

هٰذَا مِثَالُ نِعَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَآلِهٖ



اتمام المقال فی بعض احکام التمثال

مکاتبت مابین مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ وحکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

سوال: مذکورہ بالا دوفتوؤں کے بعد بھی حضرت مفتی صاحب قبلہ کی خدمت میں مختلف اشخاص کی طرف سے سوالات آئے اور بعض مخلصین نے حاضر خدمت ہوکر موافق ومخالف اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مسلمانوں میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف ہونے لگا۔ حضرت مفتی صاحب نے دیکھا کہ اختلاف وشقاق بین المسلمین کا ایک نیا دروازہ کھل رہا ہے۔ اگر ممکن ہو تو اسی وقت اس کا تدارک کرلیا جائے۔ چنانچہ حضرت ممدوح نے اپنے دونوں جواب حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم کی خدمت میں ایک مکتوب کے ساتھ روانہ کردیئے۔ افسوس کہ اس مکتوب کی نقل مفتی صاحب نے نہیں رکھی تھی (غالباً حضرت حکیم الامت مدظلہم العالی کے یہاں محفوظ ہوگی) مگر اس کا خلاصہ مضمون یہ تھا۔

خلاصہ مضمون مکتوب مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

بخدمت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب دام فیضہم!

حضرت محترم دام فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! یہاں اپنی جماعت کے ایک اچھے مستعد عالم نے یہ نقشہ جو رسال خدمت ہے چھپوا کر شائع کیا، لوگوں میں اس کی اشاعت سے کچھ اختلاف پیدا ہوگیا ہے اور اس کے جواز وعدم جواز کے متعلق

سوالات ہو رہے ہیں۔ میرے پاس بھی دو سوال آچکے ہیں میں نے جو جواب تحریر کیے ہیں وہ ملاحظہ اقدس کے لیے ملفوف ہذا ہیں۔ براہِ کرم ملاحظہ کے بعد رائے عالی سے مطلع کر کے ممنون فرمائیں، اگر جواب درست نہ ہونے کا مجھے اطمینان ہو جائے گا تو میں بلا تکلف رجوع کرلوں گا۔ یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ رسالہ نیل الشفاء میں نے مطالعہ کیا ہے وہ میرے لیے موجب اطمینان نہیں ہوا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

والسلام

مفتی صاحب کے خط کے جواب میں حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کا جو گرامی نامہ آیا اس کی نقل یہ ہے:

ارشاد نامہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم

جواب مکتوب مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دامت فیوضہم

تصحیح الجواب و توثیقه من الاحقر الافقر اشرف علی عفی عنه

بعد الحمد والصلوٰۃ: احقر نے دونوں جواب پڑھے جو بالکل حق ہیں اور صحت معنی کے ساتھ اسلوب (**هذا مفاد کلامه مدظله و لفظه لفظی ادب**) کلام میں ادب کی رعایت خاص طور پر قابل داد ہے جس کی ایسے نازک مسائل میں سخت ضرورت ہے۔ اب ان کے مضامین کے متعلق بغرض توضیح بعض ضروری معروضات پیش کرتا ہوں۔

نمبر ۱: بدلائل ثابت ہو چکا کہ یہ اعمال (**یدله فی مکتوبه الاخیر بمقاصد الشرعیة**) شرعیہ نہیں اور ایسے اعمال کے لیے جن کا منشاء حب و شوق طبعی و ادب ہو مستقل دلیل کی حاجت نہیں خلاف دلیل نہ ہونا کافی ہے۔

"**کما قال عثمان رضی اللّٰه عنه ولا مسست ذکری بیمینی منذ بایعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم**" (رواه ابن ماجه، باب کراهیة من الذکر بالیمین والاستنجاء بالیمین، ص: ۲۷ ط سعید)......ظاہر ہے کہ یہ رعایت بناء بر حکم شرعی نہیں ورنہ ثوب نجس کا دلک یا عصر بھی یمین سے جائز نہ ہوتا۔

نمبر۲: جب ان اعمال کی بنا ادب وحب وشوق طبعی ہے اور بعض اوقات صرف تشاکل وتشابہ بھی منشا ان جذبات کا ہو جاتا ہے تو وہاں بھی اجازت دی جائے گی۔ ''**کما فی فتاوی العلامة عبدالحئی صفحه ۳۲۲، نقل عیاض عن احمد بن فضلویه الزاهد الغازی قوله ما مسست القوس بیدی الا علی طهارة منذ بلغنی ان رسول الله صلی الله علیه وسلّم اخذ القوس بیده**'' ظاہر ہے کہ مبنی اس کا بجز دونوں قوس کے تشابہ کے اور کیا تھا پھر تشابہ وتشاکل عام ہے، ناقص ہو یا تام اور کسی عین کا ہو یا تمثال کا۔ چنانچہ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے تصویر روضۂ منورہ ونقشہ مدینہ منورہ ومکہ مکرمہ واقعہ دلائل الخیرات کے باب میں جواب دیا ہے کہ بوسہ دادن وچشم مالیدن بریں نقشہ ہا ثابت نیست واگر از غایت شوق سرزد ملامت وعتاب ہم بر جانباشد اھ من الفتاوی الامدادیہ جلد ثالث ص ۱۴۰ اور نعل شریف کی تمثال اگر پوری مطابق بھی نہ ہو مگر کسی درجہ میں تو مشابہ ضرور ہے۔ جیسا روضہ شریفہ کا نقشہ واقعہ دلائل الخیرات پس غایت مافی الباب تطابق تام کا دعویٰ و اعتقاد نا جائز ومحتاج نقل صحیح ہوگا۔ باقی مطلق تشابہ تو احادیث سے ثابت ہے۔

نمبر۳: ایسے احکام حبیہ شوقیہ میں تعدیہ نہیں ہوتا اس لیے ضروری نہیں کہ نعل مبارک کے تمثال کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا مستلزم ہو۔ دوسرے تبرکات کے تماثیل کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرنے کو ''**کما قال بعض العشاق، امر علی الدیار دیار لیلی، اقبل ذا الجدار و ذا الجدارا وما حب الدیار شغفن قلبی، ولکن حب من سکن الدیارا، ولم یقل اقبل ذی الثمار و ذی الثمارا**'' اور مثلاً مساجد میں مستعمل طاہر جوتہ پہن کر نہ جانا جس کی بناء محض ادب طبعی عرفی ہے اس کو مستلزم نہیں کہ جرابیں پہن کر بھی جانا مساجد میں قیاساً خلاف ادب سمجھا جاوے اور مثلاً تقبیل تمثال روضہ شریفہ کا جواز مذکور نمبر۲۔ اس کو مستلزم نہیں کہ اصل قبر شریف کی تقبیل کی اجازت دی جائے بلکہ اس کا مدار اہل ادب کے ذوق وعادت پر ہے۔ باقی تمثال

نعل شریف کی تخصیص اوّل تو بوجہ ذوقی ہونے کے محل سوال نہیں لیکن ممکن ہے کہ داعی اس تخصیص عادی کا طالب کا اپنے لیے غایت تذلل اختیار کرنا ہو کہ اس سے زیادہ درجہ کی چیزوں تک میری کہاں رسائی ہوتی۔ کما قیل

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم　　　زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

واللہ اعلم باسرار عبادہ

نمبر۴: یہ سب تفصیل حکم فی نفسہ کی ہے ورنہ جہاں احتمال غالب مفاسد کا ہو وہاں نقشہ تو کیا خود اصل تبرکات کا انعدام بھی بشرط عدم اہانت و بشرط عدم لزوم ابقا مطلوب و مامور بہ ہوگا۔ جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ قطع شجرہ کا منقول ہے۔

"کان الناس یاتون الشجرة التی یقال لها شجرة الرضوان، فیصلون عندها فبلغ ذلک عمر بن الخطاب فاوعدهم فیها، وامر بها فقطعت" (طبقات ابن سعد، غزوۃ الحدیبیۃ، ۲/۱۰۰، ط، بیروت)

نمبر۵: میں نے جب رسالہ "نیل الشفاء بنعل المصطفیٰ" لکھا تھا جس کو غالباً چھتیس سال کا زمانہ ہوگیا، گو اس میں بھی کافی احتیاطیں کرلی گئی تھیں۔ منشاء میں بھی کہ ثقات سے نقل کیا گیا اور ناشی میں بھی کہ آخر میں غلو سے اہتمام کے ساتھ روک دیا گیا مگر تاہم اتنے مفاسد محتملہ سے ذہن خالی تھا لیکن پندرہ سال سے زائد مدت گزری کہ اس قسم کے شبہات قلب میں پیدا ہوئے کہ عوام غلو نہ کرنے لگیں اس کے چندروز بعد ایک صاحب توفیق نے اس کے متعلق استفسار کیا جس کا جواب لکھ کر میں مطمئن ہوگیا۔ یہ جواب النور محرم ۱۳۴۲ھ کے صفحہ میں بعنوان تنبیہ بر اصلاح معاملہ باتمثال نعل شریف شائع ہوا ہے۔ پھر مزید احتیاط کے لیے النور شوال ۱۳۴۴ھ کے صفحہ ۲۰ میں اس تنبیہ کی تجدید اس عبارت سے کردی کہ "نیل الشفاء" کے متعلق النور نمبر۹ جلد۳ میں ایک تنبیہ شائع ہوئی ہے، اس کے خلاف نہ کریں۔ اھ

اب بحمداللہ دوسرے علماء کی تحریر سے بھی میرے مقصود کی تائید ہوگئی۔ پس کسی کو

غلو کی گنجائش نہیں رہی اور اس مفصل و مکمل تحقیق کے بعد احقر کی تحریرات میں باہم بھی اور دوسرے حضرات اہل تحقیق کی تحریر سے بھی تعارض کا احتمال نہیں رہ سکتا۔ لیکن اگر اب بھی کسی کے خیال میں تعارض کا شبہ ہو تو اس کے لیے میں اعلان کر رہا ہوں کہ دوسرے حضرات کی تحقیق پر عمل کیا جاوے اور میری تحریر کو مرجوح بلکہ مجروح و ممنوع عنہ بلکہ مرجوع عنہ سمجھا جاوے۔ فقط ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

مفتی صاحب قبلہ کے دونوں جوابوں کی تصدیق و تصحیح اور نفس مسئلہ کی توضیح کے متعلق تو حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام ظلہ کی یہ تحریر تھی جو اوپر نقل کی گئی اس کے ساتھ ایک مکتوب بھی تھا جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مکتوب حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیضہ

بنام مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا، السلام علیکم! اگر اصل جواب شائع ہو تو بشرط خلاف مصلحت نہ ہونے کے میری تحریر (اس تحریر سے وہ تحریر مراد ہے جو اوپر بعنوان تصحیح الجواب وتوثیقہ نقل کی جا چکی ہے) بھی شائع فرما دی جائے خواہ بعینہ خواہ بعد تلخیص و حذف اجزاء مضرہ للعوام۔ البتہ صورت ثانیہ میں اگر تلخیص کو میں بھی دیکھ لوں تو یہ فائدہ ہے کہ اس کو یہاں بھی محفوظ کرلوں تاکہ آئندہ جواب میں اس کی رعایت رہے اور بعینہ شائع کرنے کی صورت میں یہ بھی اختیار ہے کہ اجزاء مضرہ کا جواب در د بھی ساتھ ساتھ حواشی میں شائع کر دیا جائے اور اس صورت میں مجھ کو دکھلانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ تصرف میری عبارت میں نہ ہوگا۔ جیسا تلخیص کی صورت میں ہوگا۔

اور اگر خلاف مذاق نہ ہو تو اس مجموعہ کا کوئی لقب بھی رکھ دیا جائے۔ خواہ (اس مشورہ مفیدہ کے ماتحت یہ مجموعہ اسی لقب سے ملقب کر دیا گیا ہے۔ حضرت اقدس کی پوری تحریر شائع کر دی گئی اس کی تلخیص نہیں کی گئی) ''اتمام المقال فی بعض احکام التمثال'' یا اور کچھ اور اشاعت کی صورت میں النور کا مضمون بعنوان تنبیہ (یہ مضمون

ابتدائے رسالہ اتمام المقال میں ہے) بھی شائع ہو جائے تو انفع ہے جس کا پتہ نمبر ۵ میں لکھا ہے۔ فقط............ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے اس ارشاد نامے کے موصول ہونے پر حضرت مفتی صاحب قبلہ نے پھر ایک خط حضرت حکیم الامت مدظلہ کی خدمت میں لکھا جس کی نقل حسب ذیل ہے:

مکتوب دوم مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

بخدمت حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیوضہم

(۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵٦ھ، مدرسہ امینیہ دہلی)

حضرت مخدوم محترم دام فضلہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مکرمت نامہ نے معزز و مفتخر فرمایا جزاکم اللہ تعالیٰ۔ مجھے دو باتیں عرض کرنی ہیں۔ اُمید کہ تسلی بخش جواب سے شادکام فرمائیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ابن ماجہ (باب كراهية مس الذكر باليمين والاستنجاء باليمين، ص ۲۷ ط سعید) میں یہ الفاظ ہیں "**ما تغنيت ولا تمنيت ولا مسست ذكری بيمينی منذ بايعت بها رسول الله صلی الله عليه وسلّم**" اس میں تین باتیں مذکور ہیں اور تینوں اسلام میں ممنوع ہیں تو کیا اس قول کا مطلب یہ ہوسکتا ہے یا نہیں کہ جب سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی یعنی اسلام لایا ہوں یہ کام نہیں کیے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے **ما بلت قائمًا منذ اسلمت** (رواه البزار و رجاله ثقات كذا فی الزوائد)....(باب البول قائمًا، ۱/۲۰٦، ط دار الفكر بيروت لبنان) اگر یہ مطلب ہو تو مس ذکر بالیمین نہ کرنے کی وجہ اس کا اسلام میں ممنوع ہونا ہوگا نہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے مس کرنے کی وجہ سے مس ذکر بالیمین ترک کیا۔

دوسری بات یہ کہ احمد بن فضلویہ کا قول "**ما مسست القوس بيدی الا علی طهارة الخ**" ہر قوس کے متعلق ہے یا القوس میں الف لام عہد کا ہے اور اس سے ایک

خاص قوس مراد ہے جس کے متعلق انہیں یہ علم ہوا تھا کہ اس قوس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں جانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میرے خیال میں قوس معہود کا مراد لینا راجح ہے کیونکہ عام قوس کا مراد لینا اور محض اس خیال سے کہ کمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میں لیا ہے اس لیے تمام کمانوں کو محض مشاکلت کی وجہ سے بے وضو نہ چھونا موجہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف کمان دست مبارک سے نہیں پکڑی بلکہ تلوار سکین، ازار، رداء، عمامہ، قمیص اور بہت سی چیزیں دست مبارک سے چھوئی ہیں تو اگر محض مشاکلت اس کی وجہ ہوتی تو ان کا یہ جذبہ صرف قوس میں نہ پایا جاتا۔ اگر دوسرا احتمال مراد ہو تو معقول بات ہے اور جو چیز بھی اس کو ایسی مل جاتی کہ حضور کے دست مبارک میں آئی ہوتی تو اس کے ساتھ یہی معاملہ کرتے مگر اور کوئی ایسی چیز نہ ملی صرف کوئی کمان ایسی ہاتھ لگی جس کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے مس کرنے کا شرف اس کو حاصل ہے تو ان کے جذبہ محبت نے اس کمان کو بے وضو چھونے سے انہیں باز رکھا۔

جناب نے اس عبارت کا حوالہ مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیؒ کے صفحہ ۳۲۲ کا دیا ہے۔ میرے پاس جو مجموعہ فتاویٰ ہے اس کی جلد اوّل و دوم کے ص ۳۲۲ میں یہ عبارت نہیں ملی اور جلد سوم کے صفحات ہی اتنے نہیں ہیں۔ براہ کرم جلد کی تعیین کے ساتھ کوئی مزید نشان بھی تحریر فرمادیں۔ ان دو باتوں کے علاوہ ایک اور بات بھی عرض کرنی ہے کہ جذبہ محبت سے جو افعال سرزد ہوں وہ اختیاری ہوں گے یا اضطراری، اگر اختیاری ہوں گے تو احکام شرعیہ (وجوب، سنیت، ندب، اباحت، کراہۃ، حرمت) میں سے ان کے ساتھ کوئی حکم ضرور متعلق ہوگا۔ ہاں اگر اضطراری ہوں گے تو ان احکام میں سے کوئی حکم ان سے متعلق نہ ہوگا تو تصویر اور نقشہ کو بوسہ دینا سر پر رکھنا اگر اختیاری ہو تو وہ کم از کم مستحب یا مباح ضرور ہوگا یا بصورت دیگر اس کو کم از کم مکروہ کہا جائے گا۔ پھر اس کو اُمور شرعیہ سے خارج کرنے کی کیا صورت ہے۔

استحباب کی صورت میں اس کی تشریع اور عمل کی ترغیب بھی صحیح ہوگی۔

لیکن اگر اضطراری ہونے کی صورت میں اس کو جائز فرمایا جائے تو یہ کہنا تو صحیح ہے کہ وہ اُمورِ شرعیہ میں سے نہیں کیونکہ شرع کا تعلق اختیار سے ہے نہ اضطرار سے مگر اس صورت میں مضطر کا یہ فعل (بوسہ دینا سر پر رکھنا، توسل کرنا) جواز یا استحباب یا اباحت یا کراہت کے ساتھ متصف نہ ہو سکے گا بلکہ زیادہ سے زیادہ مسکوت عنہ ہوگا اور تشریع للعوام اور ترغیب للناس کے لیے حجت بھی نہ ہو سکے گا کیونکہ اُمورِ اضطراریہ کی تشریع اور ترغیب غیر معقول ہے وہ تو اضطرار اور غلبہ شوق سے خود بخود سرزد ہو سکتے ہیں نہ کسی کے کہنے اور ترغیب دینے سے۔

میری جرأت کو معاف فرماتے ہوئے تسلی بخش جواب سے سرفراز فرمائیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

اس کے جواب میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کا جو ارشاد نامہ آیا اس کی نقل حسب ذیل ہے:

ارشاد نامہ دوم حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دام فیضہم بنام حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الطاف نامہ نے ممنون فرمایا، **فبارک اللہ تعالیٰ فی صونکم للدین** جو احتمال "**منذ بایعت بھا الخ**" میں اور اسی طرح "**مامسست القوس**" کے الف لام میں ظاہر کیا گیا ہے، گو ذوق (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں چونکہ تین باتوں کا ذکر ہے "**ما تغنیت ولا تمنیت ولا مسست ذکری بیمینی الخ**" یعنی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے گانے کا ارتکاب نہیں کیا اور جھوٹ نہیں بولا اور ذکر کو سیدھا ہاتھ نہیں لگایا اور یہ تینوں باتیں اسلام میں ممنوع ہیں تو غالباً ان کا مقصد یہ ہے کہ جب سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے دست مبارک پر بیعت کی یعنی اسلام لایا ان ممنوعات شرعیہ میں سے کسی کا ارتکاب نہیں کیا اور اس تقدیر پر لفظ منذ کا تعلق تینوں باتوں سے ہے نہ صرف مسست سے اور جب کہ تینوں سے تعلق ہو تو پھر "منذ بایعت" کے معنی "منذ اسلمت" ہی زیادہ موزوں اور مناسب ہیں اور اب وجہ "مس ذکر بالیمین" نہ کرنے کی اسلام لانا ہے کیونکہ یہ فعل اسلام میں ممنوع ہے یعنی اگر ان کا سید ھا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے مس بھی نہ کرتا جب بھی بحکم اسلام یہ مس ذکر بالیمین ترک کرتے جیسے کہ بحکم اسلام غناء اور امنیہ کو ترک کر دیا تھا ہاں چونکہ مس ذکر بالیمین میں ترک کی ایک دوسری لطیف وجہ بھی تھی، اس کی طرف خاص اشارہ کرنے کے لیے بہا بڑھا دیا مگر مطلب یہی ہے کہ جب سے اسلام لایا ہوں ان تینوں باتوں کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔ اگر ان کا مقصد یہ ہوتا کہ اپنے یمین کے حضور کے دست مبارک سے مس کرنے کی بناء پر میں نے مس ذکر بالیمین ترک کر دیا تو اس کی تعبیر بجائے "منذ بایعت بها" کے "منذ صافحت بها" زیادہ موزوں ہوتی اور شیخ احمد بن فضلویہ کے کلام میں قوس سے خاص قوس مراد لینے کو میں زیادہ قوی اور راجح سمجھتا ہوں اور مولانا محمد اسماعیل صاحب بھی خاص قوس مراد لینے کو ہی راجح سمجھے اور اسی لیے وہ ترجمہ کیا جو حاشیہ آئندہ میں مجموعہ فتاویٰ سے نقل کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ) اس سے آبی ہے خصوص لفظ بہا پر نظر کر کے۔ مگر صون دین عوام کے لیے نافع ہے۔ باقی تخصیص قوس (حضرت مولانا تھانوی مدظلہم العالی کے اس گرامی نامہ سے جب اس عبارت کا پورا پتہ معلوم ہوا تو میں نے اپنے پاس کے مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٰ رحمہ اللہ مطبع یوسفی ۱۳۲۱ھ کے جلد اوّل ص ۲۷۸ میں یہ عبارت دیکھی۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب مجیب نے اس عبارت کا جو ترجمہ کیا ہے وہ میری توجیہ کے موافق ہے۔ ان کے ترجمہ کی عبارت یہ ہے (انہوں نے کہا کہ جب سے میں نے یہ سنا کہ میری کمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے چھوا اس وقت سے میں نے اس کو کبھی بے وضو نہیں چھوا) یعنی انہوں نے کمان سے ایک خاص کمان ہی مراد لی ہے، ہر کمان کے متعلق یہ طرز عمل قرار نہیں دیا۔ واللہ اعلم، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ) کی سو اوّل تو ایسے احکام ادبیہ میں تعدیہ نہیں ہوتا "کما ذکرته فی" نمبر ۲ من تحریری سابق دوسرے کثرت استعمال "فی عبادة الغزو فی ذاک الزمان"۔ اس تخصیص کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کو تلبس دینی زیادہ ہے

اور یہ عبارت مجموعہ فتاویٰ کی جلد اوّل مطبوعہ شوکت اسلام ۱۳۰۴ھ صفحہ ۳۲۲ میں ہے۔ صفحہ ۳۱۸ سے کتاب النوادر کے تحت میں شروع ہو کر صفحہ ۳۲۷ تک چلی گئی ہے۔ اصل مجیب مولانا محمد اسماعیل ہیں اور مولانا محمد عبدالحیٔ صاحب مصوب ہیں اور اُمورِ شرعیہ سے خارج کرنے کے متعلق جو صورت پوچھی گئی ہے یہاں افعال مقصودہ فی الشرع مراد ہیں نہ کہ احکام شرعیہ۔ میں نے یہ عنوان آپ ہی کی رعایت سے اختیار کیا تھا کہ آپ کی عبارت خط سابق میں ہے، اب اس کو مقاصد شرعیہ کے عنوان سے بدلتا ہوں اور اس کے اختیاری ہونے اور اس کے ساتھ حکم شرعی کے متعلق ہونے سے انکار نہیں کرتا اور وہ حکم اباحت فی نفسہ اور استحباب یا کراہت "**لغیرہ بالتسبب للمقاصد او للمفاسد**" ہے۔ یہ تو طالب علمانہ کلام ہے جس میں جانبین کو بیت وسعت ہے ہر جواب پر شبہ اور ہر شبہ کا جواب ہوسکتا ہے لیکن شیخ شیرازی کا ارشاد یاد آتا ہے۔

ندانی کہ مارا سر جنگ نیست   وگرنہ مجال سخن تنگ نیست

اس لیے مناظرانہ کلام کو بند کر کے ناظرانہ عرض کرتا ہوں کہ گو احتیاطی تحریرات میں ہمیشہ شائع کرتا رہا۔ چنانچہ مکتوبات خبرت کے حصہ سوم بابت ۱۹۳۳ء کے صفحہ ۱۵ میں بھی ایک صاف مضمون ہے مگر مسئلہ میں تردد نہ ہوا تھا لیکن اب مجھ کو خواص کے اس اختلاف آراء سے نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہوگیا۔ پھر اس کے ساتھ عوام کے اختلاق اہواء سے جس سے میرا ذہن خالی تھا مصالح دینیہ اسی کو مقتضی ہیں کہ بحکم "**دع مایریبک الی مالا یریبک (الحدیث)**.... (جامع الترمذی، ابواب صفة القیمة، ۷۸/۲ ط سعید)" اپنے رسالہ "نیل الشفاء" سے رجوع کرتا ہوں اور کوئی درجہ تسبب لضرر کا اگر واقع ہوگیا ہو اس سے استغفار اور کسی عاشق صادق کے اس فیصلہ کا استحضار اور تکرار کرتا ہوں۔

علی اننی راض بان احمل الھویٰ   واخلص منہ لا علی ولا لیا والسلام

نوٹ: اگر ممکن ہو کم از کم اس مضمون کو مکملاً یا ملخصاً جلدی شائع فرمادیں پھر خواہ مستقلاً ہو اولیٰ یا اخبار میں۔

اشرف علی   ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ

حاشیہ از مولانا تھانوی مدظلہ متعلقہ حاشیہ صفحہ ٦٨

قولہ ترجمہ کی عبارت یہ ہے الخ اقول گو اس میں سہو کاتب کا بھی احتمال ہے۔ نیز اس کی کوئی دلیل بھی نہیں لیکن مانع کو دلیل کی حاجت نہیں احتمال کافی ہے اور اس احتمال کے فرض وقوع کے بعد بھی منشا اس کا حکم شرعی نہیں محض عاشقانہ ادب ہے اور اسی حکم شرعی نہ ہونے کی بناء پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول "ما مسست الخ" کو ظاہر معدول کیا گیا ہے۔

ضروری توضیح

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے رسالہ "نیل الشفاء" سے اس اعلان رجوع کا مطلب یہ ہے کہ رسالہ "نیل الشفاء" سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ نقشہ نعل شریف سے استبراک وتوسل کی مسلمانوں کو تلقین وترغیب اور نقشہ کی تشہیر واشاعت کی تحریض مقصود ہے۔ اب حضرت مولانا دام فیضہم نے عوام کے تجاوز عن الحد اور غلو کو مدنظر رکھ کر استبراک وتوسل کی ترغیب اور تشہیر واشاعت کی تلقین سے رجوع فرمالیا ہے۔ رہا کسی عاشق صادق اور مجذوب محبت کا والہانہ طرز عمل تو وہ بجائے خود مذموم نہیں بلکہ مسکوت عنہ ہے۔ اسی طرح نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہو جانے کا جو ذکر ہے اس کا حاصل بھی بجائے جزم جواز سابق کے عدم جزم جواز ہے نہ کہ جزم عدم جواز پس عشاق پر طعن نہ کیا جائے۔

حضرت مولانا کے اعلان رجوع سے کوئی غلط فہمی نہ ہو اس نظر سے یہ ضروری توضیح کر دی گئی اور حضرت مولانا کی اجازت سے شائع کی گئی۔ میں نے اس مجموعہ کی اشاعت کا ارادہ حضرت مولانا پر ظاہر کیا تو جواب میں فرمایا کہ (اشاعت) عین مطلوب ہے اور ساتھ ہی یہ دُعا بھی ارشاد فرمائی۔ "جزاکم اللہ تعالیٰ وبارک فیکم"

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ (کفایت المفتی جلد۲، ص:۹۱)

الحمدللہ! "مقالات حکیم الامت" کی جلد نمبر 96 مکمل ہوئی۔